فاتح مفتوح

ایک

دلچسپ تاریخی ناول جس مین فرانس مین عربون کے داخل ہونے
کی تاریخ کے ساتھ وہان کا ایک سچا عاشقانہ قصہ بیان کیا گیا ہے

مصنفہ

ادیب بے ہمتا مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ادام اللہ فیوضہ

جو

اپریل ۱۹۱۵ء سے مارچ ۱۹۱۶ء تک رسالہ دل افروز مین شائع ہوتا رہا

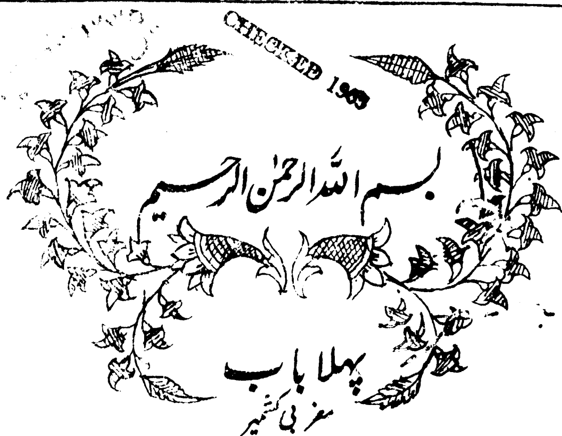
اور بعد تکمیل مرتب ہو کر

باہتمام خاکسار محمد سراج الحق (حکیم) مینیجر دلگداز و دل افروز

۱۹۱۶ء مین

دلگداز پریس لکھنؤ مین چھپ کے شائع ہوا

پہلی مرتبہ ۱۲۰۰ جلد (جملہ حقوق محفوظ ہین) قیمت فی جلد عہ



پہلا باب

مغربی کشمیر

سنہ ۱۱ھ کے آغاز ہی مین بہار کا موسم آگیا ہے - اور کشمیر مغرب زمین یعنی کوہستان پیرے نیز کی گھاٹیان مجاہدین عرب کی نظر مین جنت الفردوس کا نمونہ بن گئی ہین - قدرت کی بزم طرب نیرنگیان دکھا رہی ہے - اور جوانان چمن نے رنگین بہشتی حُلّے پہن لیے ہین - سربفلک پہاڑون نے اگرچہ اسلامی تہذیب کی سادگی نباہنے کے لیے برف کے سفید براق عمامے سر سے نہین اُتارے مگر موسمی نیرنگیون کے جوش نے اُنھین بھی گردن سے پاؤن تک جنتیون کا سبز لباس پہنا دیا ہے جس مین خیاط بہار نے تو رنگ برنگ پھولون کے نظرفریب بیل بوٹے ہی ٹانکے ہین مگر خود اُن کی روانی طبع نے کمال شوقینی سے اپنے مخمل سبز کے دامنون مین جا بجا چھوٹی چھوٹی ندیون سے چکنی کا لہریا بنا کے آبشارون کا لچکا ٹانک لیا ہے - جو تبدیل اوقات کی مناسبت سے موسمی آفتاب کی کرنون کی مدد سے کبھی رُوپہلا ہوتا ہے اور کبھی سُنہرا ہو جاتا ہے -

نغمہ سنج طیور جنھون نے موسم سرما کی سردمزاجیون سے آشفتہ ہو کے مشرق و مغرب یعنی فرانس و ہسپانیہ کے شہرون مین جلاوطنی اختیار کر لی تھی اب بہار کا مژدہ سُن کے واپس آگئے ہین - اپنے وطنی معشوقون یعنی پہاڑون اور وادیون کے خوبصورت پھولون کے پاس بیٹھ بیٹھ کے کبھی شکوۂ ہجران کا دفتر کھولتے اور کبھی ذوق وصال کا نغمۂ دلکش چھیڑ دیتے ہین -

غرض موسم کی حسن آرائیون نے اس مغربی کشمیر یعنی کوہسار پیرے نیز کے ہر ہر چپہ کو عروس بہار کا پھولون سے بھرا آغوش بنا دیا ہے۔ اور جس طرف نظر اُٹھ جاتی ہے حسینان باغ فطرت کا جلوہ نظر آجاتا ہے۔ خصوصاً وادی آران جس مین سے ہو کے ہر موسم اور ہر زمانے مین لوگ ہسپانیہ سے فرانس مین چلے جا سکتے ہین ایسا نزہت بخش عیش کدہ بن گئی ہے کہ اس جنت مین پہونچ کے نکلنے کو جی ہی نہین چاہتا۔ ہر طرف اپنی بہار پر اترانے والے پہاڑ برف کے شملے باندھے اور سپید ملگجی پہنے دولھا بنے کھڑے ہین۔ اور اُن کے درمیان مین قدرت نے گھونگھٹ دے دے کے یکے بعد دیگرے بہت سے مرغزار پیدا کر دیے ہین۔ قدرت نے یہان دو خوشنما دلربا ندیون کے سرچشمے ایک دوسرے سے ملا دیے ہین۔ ایک طرف دریاے غرونہ کی مشرقی شاخ کا منبع ہے جو انھین سرسبز گھاٹیون مین سے شمال کی طرف اُتر کے فرانس کے دامن کوہ اور میدانون سے گزرتی ہوئی شہر طولوس کو چلی گئی ہے۔ اور دوسری طرف دریاے قتنیہ کی ایک مشرقی شاخ ہے جو نہر عسیرہ کہلاتی ہے۔ اور اس کوہستان کے جنوبی پہلو سے کودتی ہوئی ہسپانیہ کے پہاڑی شہر لشکنس مین بہتی ہے۔

انھین دونون ندیون کے درمیان مین ایک بلند تختۂ زمین پر پرانا چھوٹا شہر البآب واقع ہے۔ جسے گلپوش پہاڑون نے اپنی گود مین لے کے اونچا کر دیا ہے۔ اور اُس کے گرد اگرد دونون ندیون کی جدول بنا دی ہے۔ یہ شہر اس قدر بلندی پر اور گرد کے پہاڑون سے اتنے فاصلہ پر واقع ہوا ہے کہ دُور دُور کا منظر آنکھون کے سامنے ہو جاتا ہے۔ جنوب کی طرف دو پہاڑون کے درمیان سے اس مغربی کشمیر کا مشہور اونچا قلۂ کوہ بلادیتہ آٹھ میل کی مسافت سے جھانک رہا ہے۔ دوسری طرف مشرقی گھاٹیون کے درمیان مین یہان کا سب سے اونچا پہاڑ کوہ مُنقال تقریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر سر اُٹھائے کھڑا ہے۔

شہر لشکنش ان اطراف مین سب سے بڑا عربی کیمپ ہے جہان مملکت فرانس پر حملہ کرنے کے لیے دس بیس ہزار عربی فوج ہر زمانے مین موجود رہا کرتی ہے۔ وہان سے نہر عسیرہ کے کنارے کنارے ایک سڑک آئی ہے جو کوہستان کی اعلیٰ بلندی پر چڑھتی ہوئی چھ سات میل طے کر کے ایک چھوٹی سی بستی ڈیبیہ مین گزرتی ہے۔

اور وہان سے پانچ میل آگے بڑھ کے اس مغربی کوہ قاف کے راجہ اندر کی تختگاہ یعنی شہر الباب مین آگئی ہے۔ اور اُس سے آگے پانچ میل کے فاصلہ پر شہر قسطلون مین پہونچتے ہی نہر غرونہ کے ساتھ ساتھ فرانس کے میدانون مین اُتر کی مملکت فرانس کے مشہور شہر طلوس مین جا پہونچی ہے۔

یہ سڑک جاڑے کے موسم مین تو برفباری کی وجہ سے دشوارگزار ہو جاتی ہے۔ مگر آج کل خوب جاری ہے۔ چنانچہ اس وقت جب کہ دو گھڑی دن باقی ہے۔ اور آفتاب کی طلائی شعاعین ہلکی اور نہایت خوشگوار ہو گئی ہین۔ عربی سوارون کا ایک غول شہر جرنبیا سے الباب کی طرف جا رہا ہے۔ جو نہر عسیرہ کے کنارے اُس کی روانی کی بہار دیکھتے ہوئے چلے جاتے ہین۔ نہر عسیرہ اُن کے سامنے سے شور مچاتی۔ غارون اور گڑھون مین پھاندتی۔ چٹانون سے لڑتی۔ سنگلاخ زمین پر سر ٹپکتی اور دھوم مچاتی ہوئی شمال سے جنوب کی طرف اُتر رہی ہے اور یہ سوار اُس کے مقابل جنوب سے شمال کی طرف پہاڑ کی بلندی پر چڑھ رہے ہین۔

ان سب کے سرون پر بڑے بڑے بڑے سفید عمامے ہین جن کے آخری دو ایک پیچ تحت الحنک کی وضع سے گلے اور کلون مین لپٹے ہوئے ہین۔ اور جس طرح اوپر عمامون کے بیچ مین سے زلادی خودون کی نوکین نکل کے چمک رہی ہین۔ ویسے ہی چہرون کے نیچے خوبصورت نوکیلی ڈاڑھیان تحت الحنک مین سے نکل آئی ہین۔ سردی اور برف کی مضرت سے بچنے کے لیے یہ سوار پوستین کی قباؤن پر اُون کے موٹے موٹے سیاہ فرغل پہنے ہین۔ جو بھاری زرہون کو چھپائے ہوئے ہین۔ پاؤن مین اُون کے گرم پائجامے ہین۔ اور چمڑے کی پیٹیون سے کمرین کسی ہوئی ہین۔ ان کے مختلف رنگ کے اُندلسی گھوڑے زبردست قوی ہیکل اور گٹھے ہوئے ہاتھ پاؤن کے ہین جو کوہستانی راستون مین بڑی بے تکلفی سے چلتے ہین۔ اور ان لوگون کو بہت آسانی اور آہستگی کے ساتھ پہاڑ کی بلندی پر چڑھائے لیے جاتے ہین۔ موٹے سیاہ و سبز کمل اُن کی پیٹھون پر بھی پڑے ہوئے ہین۔

چند قدم خاموش جا کے سردار نے جو ان سب سواروں مین ممتاز بلند بالا اور کوئی ۳۰ سال کی عمر کا خوش رُو اور وجیہ جوان ہے نہر عسیرہ کی طرف

اشارہ کیا اور ایک قریب والے ساتھی سے کہا" ابو عامر۔ اُدھر دیکھنا نہر کیسی بہار دکھا رہی ہے؟ شفاف پانی سطح چٹان پر اس طرح گرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے پارے کی بہیا آگئی ہے۔ یا مشاطۂ بہار نے پہاڑ کو دولھا بنا کے اُس کی پیشانی مین چاندی کا سہرا باندھ دیا ہے۔ اور دیکھنا وہ بہت سے طیور وہان بیٹھے کیا کر رہے ہین؟"

ابو عامر" یا سیدی! منتظر ہین کہ پانی قرار لے تو اُس مین اُتر کے نہائین اور چھوٹی مچھلیون کا شکار کرین"

سردار" شکار کرین یا نہ کرین۔ دنیا ایک عام شکارگاہ ہے۔ ساری زندہ مخلوق شکار کرنے کے لیے پیدا ہوئی ہے۔ ابو الحارث (شیر) اور الابرد (چیتا) مویشیون کا شکار کرتے ہین۔ ابو جہینہ (ریچھ) ہرنون کا شکار کرتا ہے۔ ابو جعدہ (بھیڑیا) بھیڑ بکریون کا شکار کرتا ہے۔ اُم الشماخ (بلی) پرندون کا شکار کرتی ہے۔ ابو الحجاج (عقاب) بڑے بڑے طیور کا شکار کرتا ہے۔ ابو الخطاف (چیلھ) مرغی کے بچون کا شکار کرتی ہے۔ ابو الخراب (اُلو) چوہیون کا شکار کرتا ہے۔ اُم نافع (مرغی) حشرات الارض کا شکار کرتی ہے۔ اور مسلمانون کا کام ہے کہ کافرون کا شکار کرین۔ اور دنیا کو شرک و کفر سے پاک کر دین۔ تو پھر ابن ابی الیسع کو بھی شکار کا کیون نہ شوق ہو؟"

ابو عامر" یا سیدی! خانقاہون کے گوشہ نشین عبادت گزارون کا متقیانہ مذاق یہ ہے کہ کونے مین بیٹھ کے خدا کو یاد کرین اور خونریزی سے بچین۔ گو ہمارے بہادر سردار اور قائد عثمان بن ابی الیسعۂ نخعی خثعمی اسے پسند نہ کرین"

عثمان" مگر خدا کی قسم یہ نصرانی راہبون کا مذاق ہے۔ اسلام کے عبادت گزارون اور دینداروں کا مذاق یہ ہو نا چاہیے کہ عبادت کے وقت عبادت کرین اور عیش کے وقت عیش۔ صلح کے زمانے مین امن کے طرفدار ہون اور جہاد کے وقت جنگ کے

عہ عربی زبان مین یہ ان سب جانورون کی کنیتین ہین۔ اور اگر کبھی ان کا ذکر عزت کے ساتھ کرنا ہوتا ہے تو یہی استعمال کی جاتی ہین۔

عہ قائد عربی مین سپہ سالار کو کہتے ہین۔ اندلس مین تمام افسران فوج عموماً قائد ہی کہلاتے تھے

ابو عامر:- بجا ہے۔

عثمان:- مین تو اُن زہاد و عباد کو بالکل نہین پسند کرتا جو نماز روزے کو جہاد پر فضیلت دیتے ہین - میرے عقیدے مین جہاد سب سے بڑی عبادت ہے۔

ابو عامر:- اس مین کیا شک ہے ؟

عثمان:- اسی قدر نہین - مین دنیا مین لطف اُٹھانے اور ہر جائز لذت و مسرت کے حاصل کرنے کو ثواب کا کام خیال کرتا ہون - اس وادی کی بہار دیکھو - اس نہر کی روانی کا خیال کرو - اس کے پھولون کی خوبصورتی پر غور کرو - اسکے مرغزارون اور اس کی روئیدگی کی شادابیون کی طرف توجہ کرو - اور ان آزاد - چالاک - پھرتیلے اور خوبصورت طیور پر نظر ڈالو - کون کہہ سکتا ہے کہ اِس بہار سے مسرت حاصل کرنا کوئی بُرا کام ہے ؟

ابو عامر:- کوئی نہین کہہ سکتا۔

عثمان:- اور مین اسی لیے بشکلس سے الباب کو جاتا ہون - کہ آج کل کی بہار اور فصل گل کی نیرنگیون سے لطف اُٹھاؤن - الباب میری نظر مین دنیا کی جنت ہے جہان خدائے دنیا کے سارے لطف اور زندگی کی تمام لذتین جمع کردی ہین - دنیا مین اس سے زیادہ خوبصورت کوئی شہر نہین ہو سکتا۔

ابو عامر:- مگر یا سیدی - یہ موسم جب کہ کوہستان کے راستے کھُل گئے ہین اور گھاٹیون کی برف گھُل گئی ہے بجائے عیش پرستی کے فوج کشی اور جہاد کے لیے زیادہ موزون ہے۔

عثمان:- تمھارا یہ کہنا بالکل درست ہے - میرا بھی جی یہی چاہتا ہے کہ موسم گل کی ان تمام لذتون کو چھوڑ کے میدان جہاد مین قدم رکھون - بہار کے زمانے مین اس انسانی شکار مین مجھے زیادہ مزہ آتا ہے - تم اب تک دیکھ لیے کہ مین نے اکوی طینہع کے علاقے مین تہلکہ ڈال دیا - اور جب ہیثم بن عبید الکلابی -

---

عہ اکوی طینہ وہی علاقہ ہے جو آج کل گسکونیہ کہلاتا ہے - یہ فرانس کے جنوبی و مغربی کونے پر سمندر کے کنارے واقع ہے - اور دریائے ادور کی دس بارہ شاخون نے پھیل کے اس کی خوب آبیاری کی ہے -

دربار خلافت کا فرمان لا کے اندلس کی حکومت اپنے ہاتھ مین لی ہے اور مجھے جہاد کے لیے روانہ کیا ہے تو مین بڑے حوصلے اور جوش کے ساتھ یہان آیا تھا۔ اور اُس کوہستان کے اُس پار جا کے علم جہاد بلند کرتے ہی کو تھا۔ لیکن طلیطلہ تک پہونچا پایا تھا کہ خبر آئی ہیثم نے ملک پر ظلم شروع کر دیا۔ ساری رعایا مین برہمی پیدا ہو گئی۔ بڑے بڑے شرفاے عرب اور معزز خاندانی لوگ قید کر دیے گئے۔ زیاد بن زائدہ کا ایسا شریف النفس صاحب علم وفضل اور مقبول عام ہمدرد ابھی اُس کے ظلم سے نہ بچ سکا تو مجھے اپنی باگ روکنی پڑی؟ اور بشکنس مین آکے خاموش بیٹھ رہا۔ اس لیے کہ جب ملک کے اندر ایسی برہمی پیدا ہو رہی ہے تو باہر جا کے جہاد کرنے مین سیکڑون طرح کے اندیشے ہین۔ فرض کیجیے جدید فوج کی ضرورت پڑی تو کیا کیا جائے گا؟ جن لوگون کو والی ملک پر بھروسہ نہین وہ اپنے بچون اپنے گھربار اور اپنی جائدادون کو کس پر چھوڑ کے جہاد پر جائین گے؟"

ابو عامر: "آہ ہیثم نے تو اس ملک کو تباہ کر دیا۔ واللہ یا مولانا وہ بڑا بے رحم جابر اور ظالم ہے۔ وہ سخت گیر ہی نہین بلکہ روپیہ کے لالچ سے لوگون کا گھربار علانیہ لٹوا لیا کرتا ہے؟"

عثمان: "الحمدللہ کہ اس کا انتظام ہو گیا۔"

ابو عامر۔ (حیرت سے) "کیا وہ معزول ہو گیا؟ (دونون ہاتھ اُٹھا کے) یاذوالجلال والاکرام تیرا شکر! مگر اس کے کچھ حالات تو بیان فرمایئے۔ ہم نے مطلق نہین سُنا۔"

عثمان: "آج ہی بشکنس مین مجھے اس کا حال معلوم ہوا۔ اور عجیب واقعہ پیش آیا جس سے امیرالمومنین ہشام بن عبدالملک کی بیدارمغزی اور رعایا پروری ظاہر ہوتی ہے۔ ہوا یہ کہ جب یہان کی شکایتین اُن کے گوش گزار ہوئین تو اُنھون نے بہت ہی مخفی طور پر محمد بن عبداللہ اشجعی کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ تم ہسپانیہ مین چند روز پوشیدہ رہ کے ہیثم کی حالت اور حکومت کی بخوبی جانچ کرو۔ اور اگر یقینی طور پر ثابت ہو جائے کہ وہ رعایا پر ظلم کرتا ہے تو میرا یہ فرمان (جو اُسے اُسی وقت لکھ کے دے دیا گیا تھا) دکھا کے حکومت اُس سے چھین لو۔ اُسے سزا دو۔ رعایا مین سے جس جس کو اُس نے

ہاتھ سے ضرر پہونچا ہو اُس کا معاوضہ کرو۔ اور مناسب شخص کے ہاتھ مین عنان حکومت دے کے واپس آؤ۔ محمد بن عبداللہ یہان آکے دو مہینے چھپا رہا۔ اندر ہی اندر تحقیقات کر کے ہیثم کی حالت معلوم کر لی۔ اور ناگہان ایک دن دارالامارت قرطبہ مین پہونچ کے ہیثم کو فرمان خلافت دکھایا۔ اور عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی۔ ہیثم کو ننگے گدھے پر سوار کرا کے شہر مین ہنڈوایا۔ اور پھر ایک زبردست لشکر کی حراست مین دمشق روانہ کر دیا۔ اس کے بعد اُس نے تمام شہرون مین پکروا دیا کہ جس کسی کو ہیثم کے ہاتھ سے کسی قسم کا ضرر پہونچا ہو حاضر ہو کے اپنا نقصان ثابت کرے اور اُس کا معاوضہ لے۔"

ابو عامر۔ "امیر المومنین نے بڑی مرحمت اور نوازش کی۔ ایسے فرمان روا کے لیے لوگ دل و جان سے کیون نہ دعا کرین؟ مگر معلوم نہین ولایت کا کیا انتظام ہوا؟ کیا محمد بن عبداللہ اشجعی ہی یہان کے والی رہین گے؟"

عثمان۔ "واللہ اعلم۔ مگر اُن کا بیان تو یون ہے کہ یہان حکومت کرنے کو نہین بلکہ امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کے لیے آئے ہین۔ اور چند روز کے اندر یہین کے کسی قائد کو والی مقرر کر کے واپس جائین گے؟"

ابو عامر۔ "دیکھین ہسپانیہ کی قسمت کس کے ہاتھ مین دی جاتی ہے؟ اگر استحقاق کا خیال کیا جائے تو ولایت کا آپ سے زیادہ کوئی مستحق نہین ہے۔"

عثمان۔ "مین دو دفعہ اس خدمت کو انجام دے چکا ہون۔ اور افریقیہ کے والی مجھی کو پسند کرتے ہین۔ اگر ہیثم خاص امیر المومنین کا فرمان لے کے نہ آگیا ہوتا تو اِس وقت مین ہی والی اسپین ہوتا۔ مگر افسوس کہ محمد بن عبداللہ اشجعی مجھ سے واقف نہین ہین۔ تاہم اگر وہ یہین کے لوگون مین سے کسی کو منتخب کرنا چاہتے ہین تو یقین ہے کہ اُن کی نظر میرے سوا کسی پر نہ پڑے گی۔"

ابو عامر۔ "اور غالباً آپ کا یہان سرحد پر موجود اور جہاد کے لیے مستعد ہونا اُنھین آپ کی طرف اور زیادہ توجہ دلائے گا۔"

عثمان۔ "یہ نہ کہو۔ یہان دُور پڑے رہنے کی وجہ سے مجھے کسی قدر اندیشہ ہے۔ قرطبہ مین کون ہے جو ابن اشجعی کو میرا خیال دلائے گا؟ اگرچہ آج کل کی یہ بہار

چھوڑ کے جانے کو جی نہیں چاہتا مگر تمھاری راے ہو تو چند روز کے لیے قرطبہ چلا جاؤں؟"

ابوعامر "اس سے ابن الشجعی کو خیال پیدا ہوگا کہ آپ کو ولایت اندلس کی ہوس ہے۔ خود آپ کے جانے سے اچھا ہے کہ مجھے اور لیث بن خفلۃ الفہری کو آپ وہاں بھیج دیں۔ ہم لوگ اُن کے سامنے آپ کے صفات اور آپ کی بہادریاں بیان کریں گے۔ آپ کی خوش تدبیریوں کو اُن کے ذہن نشین کریں گے۔ اور جہاں تک ممکن ہوگا ابن الشجعی کو آپ کا طرفدار بنا دیں گے"

عثمان "بے شک یہی مناسب ہے۔ اور حُسن اتفاق سے لیث شہر الباب میں موجود بھی ہیں۔ میں کل ہی تم دونوں کو روانہ کر دوں گا"

ان باتوں نے عثمان بن ابی بسعہ کو نہر عسیرہ کی روانی۔ سبزہ زاروں کی دلکشی اور گلپوش پہاڑوں کی نظر فریبی کی طرف سے بالکل غافل کر دیا تھا۔ یکا یک نگاہ اُٹھا کے دیکھا تو شام ہونے کو تھی۔ پہاڑوں میں چھپے ہوئے آفتاب کی روشنی پر تیرگی غالب آ رہی تھی۔ طیور سیر گل اور نغمہ سنجی کی ہوس پوری کرنے میں آخری جوش دکھا رہے تھے۔ اور شہر الباب کا پھاٹک نظر کے سامنے تھا۔

غرض گھوڑوں کو ایڑ بتا کے یہ لوگ دم بھر میں شہر کے اندر داخل ہو گئے۔ گو تھک و ضع کے اُس بڑے اونچے عالیشان دو منزلے مکان میں جو حکام ووالیان ملک کے ٹھہرنے کے لیے مخصوص تھا جا کے قیام کیا۔ ساری بستی میں امیر عثمان ابن ابی بسعہ کے ورود کا انتظار ہو ہی رہا تھا داخلہ کی خبر فوراً مشہور ہو گئی۔ اور اس عالیشان دارالامارت میں جو معززین استقبال کے لیے موجود تھے اُن میں لیث بن خفلۃ الفہری کو دیکھ کے عثمان بن ابی بسعہ بہت خوش ہوا۔ بڑھ کے اُس سے مصافحہ کیا۔ اور کہا "تم سے مجھے ایک ضروری کام ہے۔ کھانا میرے ہی ساتھ کھانا اور بے پوچھے نہ جانا" اس کے بعد تمام حاضرین سے مصافحہ کر کے اور سب کی مزاج پرسی کر کے کچھ مقامی حالات دریافت کر کے اُنھیں اور سوا ابو عامر کے اپنے تمام ہمراہی سواروں کو بھی رخصت کیا۔ اور اپنے خاص کمرے میں جا کے خود و زرہ اُتارے۔ اور ایک عربی مخطط عبا پہن کے دیوان خانے کے بڑے ہال میں آ بیٹھا جہاں خدام نے آتش خانے میں آگ

روشن کر رکھی تھی۔ اور ابو عامر اور لیث بن خنظلہ کے سوا کوئی اور شریک صحبت نہ تھا۔
عثمان بن ابی نسعہ کے اشارے سے ابو عامر نے لیث سے محمد بن عبداللہ اشجعی کے آنے کے واقعات کو تفصیل سے بیان کرکے کہا "اب وہ کسی والی کو انتخاب کرنا چاہتے ہین جس کا استحقاق ہمارے امیر عثمان کے سوا کسی کو نہین۔ مگر اُن کے یہان دُور رہونے کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ ابن اشجعی کو اُن کا خیال نہ آئے۔ اس لیے میری راے یہ ہے کہ ہم آپ قرطبہ مین چل کے اُن سے ملین اور اُن پر اپنے امیر کے حقوق اور اُن کی قابلیت ظاہر کرین؟ اس مین آپ کی کیا راے ہے؟"
لیث "مناسب ہی نہین اس کی ضرورت ہے۔ اور مین بڑی خوشی سے چلنے کو موجود ہون"
عثمان "تو بس زیادہ بحث کی ضرورت نہین۔ اس وقت کے مشورے کو بالکل راز رکھنا چاہیے اور کل ہی صبح کو آپ دونون روانہ ہو جائین"
اس کے بعد دستر خوان بچھا۔ تینون نے ساتھ بیٹھ کے کھانا کھایا۔ ہاتھ دھوئے اور اپنی اپنی قیام گاہ کو روانہ ہوئے۔ ابو عامر اور لیث بن خنظلہ نے رات ہی کو سفر کی تیاریان کر لین۔ اور علی الصباح اپنے مضبوط گھوڑون پر سوار ہو کے کوچ کر دیا۔

دوسرا باب

اُس وقت کی پولٹیکل حالت

اُنیس ہی برس ہوئے کہ عربون کا پہلا سپہ سالار طارق بن زیاد جس کے نام کو جبرالٹر قیامت تک یاد دلاتا رہے گا ساحل اُندلس پر اُترا تھا۔ وہ ۹۱ھ مین حملہ آور ہوا تھا۔ اور اب ۱۱۰ھ ہین۔ مگر اتنی ہی مدت مین متلون مزاج دولت بنی امیۂ دمشق اور غیر مستقل گورنران افریقیہ کے ہاتھ سے اندلس کو چودہ عرب والیون کی صورت دیکھنا نصیب ہو چکی ہے۔ خلفائے دمشق کو ہسپانیۂ عظمیٰ کی عظمت و وسعت کا حال نہین معلوم تھا۔ جس کی وجہ سے اُس کی حکومت کا انتظام والی افریقیہ یعنی مراکش الجزائر اور طرابلس الغرب کے حاکم کے سپرد کر دیا

گیا تھا - اور اُسے اختیار تھا کہ جسے مناسب سمجھے اُندلس کا حاکم مقرر کر دے ۔
۱۰۵ھ مین جب ہشام بن عبد الملک خلیفہ ہوا ہے تو افریقہ کا گورنر بشر بن حنظلہ کلبی تھا اور اندلس کا والی بشر کا ایک عزیز عنبسہ بن سحیم کلبی۔ عنبسہ نے بہت اچھا انتظام کیا - ایک دورہ کرکے بدنظمی کی شکایتین رفع کین - اور تھوڑے ہی زمانے مین عدالت گستری کی کچھ ایسی شان دکھا دی کہ مسلمان عیسائی - یہودی سب اُس سے بیحد خوش تھے - اندرونی اصلاحون کے بعد اُس نے کوہسار پیرے نیز کی گھاٹیون سے نکل کے فرانس کے علاقہ پر حملہ کیا - دو ایک شہر فتح کیے مگر ایک میدان مین ایسا زخمی ہوا کہ جان بر نہ ہوسکا - شربت شہادت پیتے وقت سپہ سالاری کا علم حُضیر بن عبد اللہ فہری کے ہاتھ دیا اور خود حورون کے آغوش مین لیٹ کے جنت کی بہار دیکھنے لگا ؀
مگر والی افریقہ بشر نے حُضیر کی ولایت نامنظور کی اور عنبسہ کی جگہ اپنے ہی قبیلہ کے ایک رُکن یحیی بن سلمۂ کلبی کو والی اسپین مقرر کر دیا - یحیی ابھی اچھی طرح ملک کی حالت کو سمجھنے بھی نہین پایا تھا کہ بشر گورنری افریقہ سے معزول ہو گیا - اور کلثوم بن عام نے دار الخلافت دمشق سے آکے اُس سے گورنری کا جائزہ لے لیا - اس انقلاب کی خبر اندلس مین پہونچی تو اگرچہ کسی کو یحیی سے کوئی واقعی شکایت نہ تھی مگر بعض لوگون نے محض اس خیال سے کہ شاید کوئی ایسا شخص والی اندلس مقرر ہو کے آجائے جو ہم پر مہربان اور ہمارا دوست ہو یحیی کی شکایت لکھ بھیجی اور کلثوم نے عثمان بن ابی یسعہ کو والی اندلس مقرر کرکے روانہ کیا کہ یحیی سے جاکے چارج لے لے - یون ہمارا ہیرو جس سے ناظرین پہلے ہی باب مین مل چکے ہین ۱۱۰ھ مین وارد اسپین ہوا - اور ملک کا حکمران بن کے آیا -
عثمان ابن ابی یسعہ نے عنان حکومت ہاتھ مین لیتے ہی انتظامات کی اصلاح کی - اور جہاد پر روانہ ہو گیا - بعض بے فکرون نے جو اپنے اغراض کے خیال سے روز نیا انقلاب چاہتے تھے کلثوم کو اُس کی بھی شکایتین لکھین - کلثوم نے بے عقلی سے عثمان کو معزول کرکے اُس کی جگہ حذیفہ ابن احوص قیسی کو

روانہ کیا اور اس کی اطلاع دارالخلافت دمشق مین کر دی۔ خذیفہ مین انتظامی قابلیت نہ تھی۔ اُس سے کچھ کرتے دھرتے نہ بنی اور کلثوم کے پاس پھر والی کی شکایتون کا ایک طومار پہونچ گیا۔ مجبوراً اُس نے حذیفہ کو معزول کرکے پھر عثمان ابن ابی نسعہ کو حاکم اندلس مقرر کر دیا۔ اور خلیفۂ ہشام کی خدمت مین عرضداشت بھیجی کہ عثمان کی حکومت اندلس مستقل طور پر منظور فرمائی جائے۔

ہشام نے اس کو پسند نہ کیا کہ جس شخص کی شکایت ایک بار ہو چکی ہے اُسے پھر حاکم مقرر کیا جائے۔ اس لیے خود اپنے یہان سے ہیثم بن عبید الکلابی کو منتخب کرکے روانہ کیا کہ اندلس مین جا کے ہوشیاری اور خوش اسلوبی سے حکومت کرے۔ کس کی مجال تھی کہ فرمان خلافت سے سرتابی کرے؟ کلثوم کا کچھ زور نہ چلا۔ اور ہیثم نے آکے ابن ابی نسعہ سے حکومت کا چارج لے لیا۔ یہ ہیثم بڑا ظالم و جابر اور طامع شخص تھا۔ اندلس والے جو آئے دن شکایتین کرکر کے والیون کو بدلوایا کرتے تھے اُس کے ہاتھ سے اُنھین اپنی متلون مزاجی کی خوب سزا ملی۔ اُس نے آتے ہی ابن ابی نسعہ کو تو جہاد کا حکم دے کے سرحد پر بھیج دیا۔ اور ملک مین طرح طرح کے ظلم شروع کر دیے۔ جسے چاہا لُوٹ لیا۔ جس کو چاہا قتل کر ڈالا۔ اور سارے ملک مین ہائے ہائے پڑ گئی۔ اور وہ چونکہ خاص امیرالمومنین کا مقرر کیا ہوا تھا اس لیے کلثوم سے بھی چارہ جوئی نہ ہو سکتی تھی۔ بعض لوگون نے عاجز آکے اُس کے قتل کی سازش کی جس کا حال کُھل گیا اور ہیثم نے سب سازشیون کو پکڑ کے قتل کر ڈالا۔ لیکن دربار خلافت مین بھی اس کی شکایت مین عرضیون کا تانتا بندھ گیا تھا۔ پہلے تو ہشام نے ٹالا۔ مگر جب دیکھا کہ معاملہ ٹالے نہین ٹلتا تو محمد بن عبداللہ اشجعی کو اپنا فرمان دے کے حکم دیا کہ "تم پوشیدہ طور پر اُندلس مین جاؤ۔ وہان چند روز مخفی رہ کے پتہ لگاؤ کہ اہل اندلس کی یہ عرضیان کہان تک سچی ہین۔ اگر غلط ثابت ہون تو وہان کے والی کو مطلع کرکے عرضی گزارون کو دروغ گوئی کی سزا دو۔ اور اگر سچی نکلین تو میرا یہی فرمان پیش کرکے

حکومت ہسپانیہ کا جائزہ ہیثم سے لے لو اور اُسے سخت سزا دو - جن جن لوگون کو ضرر پہونچا ہو اُن کا جبر نقصان کرو - اور جس شخص کو قابل اور نیک نفس پاؤ وہان کا حاکم و والی مقرر کرکے واپس آؤ"

ابن اشجعی دو مہینہ تک بلاد اندلس مین خاموش مارا مارا پھرا - قرطبہ مین چند روز ٹھہر کے ہیثم کی حالت کا بخوبی اندازہ کیا - اور جب اُسے یقین ہو گیا کہ ہیثم حقیقتاً ظالم ہے - اور ملک کو لوٹے کھاتا ہے تو ایک دن جبکہ والی کے دربار مین بہت سے معززین جمع تھے معمولی طور پر اُس سے جاکے ملا اور ظاہر کیا کہ مین امیر المومنین کا بھیجا ہوا آیا ہون - ہیثم نے خلیفہ کا نام سنتے ہی اُس کی بڑی تعظیم و تکریم کی - اور اپنے برابر مسند پر بٹھا کے خیریت دریافت کرنے لگا - دو چار باتین کر کے ابن اشجعی نے فرمان خلافت نکال کے پیش کیا جسے پڑھتے ہی ہیثم کا چہرہ اُتر گیا - اُسی وقت حکومت کا چارج دے کے مسند سے اُتر گیا - اور بعجز امیدوار ہوا کہ نیا والی اُس کے ساتھ رحم دلی و شفقت کا برتاؤ کرے گا - مگر ابن اشجعی نے اُن تمام الزامات کی فہرست جو ہیثم پر عائد کیے گئے تھے جیب سے نکال کے سُنائی اور جواب طلب کیا - ہیثم سے سوا اس کے کہ ندامت سے سر جھکا لے کوئی جواب نہ بن پڑا - ابن اشجعی نے فریادیون اور مظلومون کو طلب کر کے تمام الزامات کو شہادتون سے ثابت کیا - اور حکم دیا کہ ہیثم گدھے پر سوار کر کے قرطبہ کی سڑکون پر ہنڈایا جائے - اور جب اُسے اُس کے ہاتھ کے ستائے ہوؤن کے سامنے خوب ذلیل کر لیا تو اپنی مفصل رپورٹ کے ساتھ ایک زبردست گارد کی حراست مین دمشق کی طرف روانہ کر دیا تاکہ خاص خلیفۂ ہشام کے ہاتھ سے اپنے اعمال کی سزا پائے -

اس کارروائی کے بعد ابن اشجعی نے اشتہار دے دیا کہ ہیثم کو جس کسی کے ہاتھ سے کچھ ضرر پہونچا ہو آکے اپنے نقصانات کو ظاہر اور ثابت کرے تاکہ جہان تک ممکن ہو اُن کا معاوضہ کیا جائے - اور ظاہر کر دیا کہ" مین اندلس مین حکومت کرنے کو نہین آیا ہون - جس غرض کے لیے آیا تھا وہ حاصل ہو گئی اب صرف اتنا کام باقی ہے کہ کسی قابل ہوشیار اور منصف مزاج

شخص کو تلاش کر کے یہان کا والی بناؤن - اور عنان حکومت اُس کے ہاتھ مین دے کے واپس چلا جاؤن -

اب یہان وہ دو ہی کامون مین مشغول تھا - یا تو ہیثم کے ہاتھ کے ستم زدون کے ساتھ اچھا سلوک کر کے اور اُن کے مالی نقصانون کا معاوضہ کر کے اُن کی اشک شوئی کرتا یا - اِس جستجو مین لگا رہتا کہ اندلس کے امیرون قائدون (سپہ سالارون) اور فقیہون (عالمون) مین سب سے زیادہ ممتاز اور نیک کون شخص ہے -

- ایک دن اسی فکر مین بیٹھا تھا - اور قرطبہ کے چند صاحب اثر اُمرا و علما صحبت مین تھے کہ ناگہان ابو عامر اور لیث بن حنظلہ فہری نے آ کے کہا "السلام علیک یا امیر!" ابن اشجعی نے سلام کا جواب دے کے اُن سے مصافحہ کیا - اور پوچھا "آپ کون حضرات ہین؟ اور کہان سے آئے ہین؟" دونون نے اپنا نام اور نسب بتا کے کہا "ہم دست بوسی کے لیے جبال البرطات ؏ سے حاضر ہوئے ہین"

ابن اشجعی "مرحبا! مرحبا! میرا جی چاہتا تھا کہ خود آ کے اُس پُر فضا کوہسار کی سیر کرون - مین نے اپنے وہان کے برہنہ اور سیاہ پہاڑ دیکھے ہین جن مین جا کے انسان کو وحشت ہوتی ہے - مگر سنتا ہون کہ آپ کے ملک کے یہ پہاڑ نہایت ہی سرسبز و شاداب ہین"

لیث "میرے نزدیک تو امیر ضرور تشریف لے چلین - آج کل بہار کا موسم ہے اور البرطات کا ہر ہر چپہ دیکھنے کے قابل ہے - پہاڑون کے دامن پھولون سے بھرے ہوئے ہین - نہرین قدم قدم پر جاری ہین - سبزے نے بلندی و پستی مین جدھر دیکھیے استبرق سبز کا فرش بچھا رکھا ہے - جس مین قدرت الٰہی کے قلم نے رنگ برنگ پھولون سے نقش و نگار بنائے ہین - نسیم کے جھونکے آتے ہین

؏ کوہستان پیرے نیز کو عرب لوگ جبال البرطاۃ کہتے ہین - اسپین والے اُن دنون اس پہاڑ کو "پرتاس" کہتے تھے - یہ لاطینی کے لفظ "پورت" کا بگاڑ تھا جس کے معنی "دروازے" کے ہین - چونکہ اس مین جا بجا درے ہین جن مین سے ہو کے راستہ گیا ہے اس لیے قدیم اسپین والون نے پرتاس دروازون والا پہاڑ کہنا شروع کیا - عرب البرطاۃ کہنے لگے -

جو پہاڑ کے قلّوں کی برف سے ٹھنڈک خنکی اور فرحت لے آتے ہین - غرض انسان کو ایک ایسی بہار نظر آتی ہے کہ بے اختیار کہنے لگتا ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مین اس عالم فانی مین نہین بلکہ جنت اعلیٰ مین ہون "

ابن الشجعی " مین ضرور چلتا مگر افسوس امیر المومنین نے زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہین دی ہے - اور دشواری یہ ہے کہ ہیثم کے ہاتھ کے مظلوم برابر آئے جاتے ہین - اس شخص نے یہان بڑے بڑے مظالم کیے "

ابو عامر " آپ کا آنا رحمت ربانی ہو گیا - امیر المومنین اگر چند روز اور خبر نہ لیتے تو ایسی ملک کے تباہ ہونے مین کوئی بات نہین اُٹھ رہی تھی "

ابن الشجعی " مگر مجھے تحقیق کرنے سے پتہ لگا کہ یہان کے لوگون مین بھی یہ سخت عیب ہے کہ ہمیشہ اپنے حاکمون کی شکایت کرتے رہتے ہین - اور اکثر شکایتین غلط اور بے بنیاد ہوتی ہین - اور اسی کا نتیجہ تھا کہ اس مرتبہ اُن کی شکایتون کا دیر مین لحاظ کیا گیا "

لیث " مناسب تو یہ ہو گا کہ گمنام شکایتون کا لحاظ ہی نہ کیا جایا کرے - ہان جو لوگ اپنا نام لکھ کے شکایت کرین اُن کے نام لکھ لیے جایا کرین - اور اُن کی تحریر کی بنیاد پر تحقیقات کی جایا کرے "

ابن الشجعی " آیندہ یہی کیا جائے گا "

لیث " ہیثم سے پیشتر یہان کے حاکم عثمان بن ابی سیعہ تھے جنھین والی افریقہ نے محض بے بنیاد شکایتون کی بنا پر دو مرتبہ مقرر کر کے ہٹا دیا - اور ہر دفعہ اُن کے ہٹانے پر پچھتائے "

ابن الشجعی " یہ عثمان ابن ابی سیعہ کون ہین؟ اور کیسے شخص ہین؟ مین نے اُن کے حالات مختلف لوگون سے دریافت کیے مگر اطمینان نہین ہوا - اور خود اُن سے ملاقات کی نوبت نہین آئی "

لیث " عثمان نہایت ہی لائق بیدار مغز - مستعد - اور کارگزار شخص ہین - وہ بنی لخم اور لخمیون میں سے خاص بنی خثعم کی یادگار ہین - ۱۰۲ھ مین کلثوم بن عامر نے انھین مقرر کر کے بھیجا تھا - اور کلثوم ہی کے ساتھ وہ دمشق سے ارض مغرب

افریقیہ مین آئے تھے "
ابن اشجعی "لیکن اُن کی شکایت کیون ہوئی ہے؟"
لیث "یہ تو آپ نے خود ہی فرمایا کہ اندلس والے بے وجہ اور بے بنیاد شکایتون کے عادی ہو گئے ہین۔ آپ والی افریقہ سے اور یہان کے تمام قائدون اور فقیہون سے دریافت کر سکتے ہین کہ ابن ابی نسعہ کے انتظامات مین کوئی بات شکایت کے قابل نہ تھی۔ اُنھون نے اس ولایت کا انتظام ہاتھ مین لیتے ہی دورہ کیا۔ اور اپنا اطمینان کرتے ہی جبال البرطات مین چلے گئے کہ فرنگستان کے نصارا پر جہاد کرین"
ابن اشجعی "فی الحال کہان ہین؟"
لیث "شہر الباب مین جو عین جبال البرطات کے اندر واقع ہے "
ابن اشجعی "شاید اُنھین پہاڑون کی بہار دیکھنے کا شوق زیادہ ہے؟"
لیث "اُن کے وہان ہونے کی یہ وجہ نہین ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ ہیثم نے جب اُن سے حکومت کا جائزہ لیا تو غالباً دل مین خیال کیا کہ جب تک ابن ابی نسعہ یہان موجود رہین گے مجھے آزادی سے ملک کے لوٹنے کا موقع نہ ملے گا۔ فوراً اُنھین حکم دیا کہ فوج لے کے سرحد پر چلے جاؤ۔ اور جہاد کرو۔ ابن ابی نسعہ کا اصلی مذاق فتحمندی اور جہاد تھا ہی فوراً جس قدر لشکر جمع ہو سکا ساتھ لے کے جبال البرطات مین چلے گئے۔ ہنوز دشمنون پر توجہ نہین کرنے پائے تھے کہ مشہور ہوا ہیثم نے ملک کو لوٹنا شروع کر دیا۔ اور رعایا مین پریشانی پیدا ہوئی۔ ایسی بے امنی کے زمانے مین اُنھین مناسب نہین معلوم ہوا کہ جہاد کرین۔ اور اپنے جھنڈے کے نیچے اُن سپہگرون کو بچائین جنھین اپنے گھر بار کی طرف سے اطمینان نہین تھا۔ اور حاکم ملک کے دشمن ہو رہے تھے۔ یہ دشواری نہ پیدا ہوئی ہوتی تو اب تک وہ فرانس کے ملک مین ہوتے۔ اور علم اسلام اس وقت تک کہین کا کہین پہونچ گیا ہوتا"
ابن اشجعی "یہ تو اُنھون نے عقلمندی کی کہ ایسے نازک وقت مین جہاد کو ملتوی رکھا۔ لیکن خود اُنھون نے ہیثم کے حالات سے والی افریقہ یا امیر المومنین کو کیون نہ اطلاع دی؟"

لیث:- اول تو وہ قرطبہ مین موجود نہ تھے کہ اپنے چشم دید حالات لکھتے۔ اور اگر سُنی سُنائی افواہ لکھ بھی بھیجتے تو سمجھا جاتا کہ اُنھین حکومت کا شوق ہے۔ اور چونکہ اُن سے ولایت اسپین چھین گئی ہے اس لیے نئے والی کی شکایت کرتے ہین"

ابن اشجعی:- خیر ہو گا۔ میرا اب اس قدر کام رہ گیا ہے کہ کسی لائق شخص کو یہان کا والی وحاکم بنا کے واپس جاؤن اور ہیثم کے ہاتھ کے ستائے ہوؤن کی دادرسی کا کام بھی اُسی کے سپرد کر دون"

ابوعامر:- تو جناب نے کچھ فیصلہ فرمایا کہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد یہان کا والی کون ہو گا؟"

ابن اشجعی:- اسی فکر مین ہون۔ ابھی مین نے کوئی مستقل رائے نہین قائم کی ہے۔ اور جو رائے قائم کرون گا بھی تو اُسے اُسی وقت ظاہر کرون گا جب عنان حکومت اُس کے ہاتھ مین دے دون گا۔ مین ایسا شخص چاہتا ہون جو صاحب علم ہو۔ پورا سپاہی ہو۔ اور دینی حیثیت سے اورون پر فضیلت رکھتا ہو"

لیث:- علم و فضل کی نسبت تو مین نہین کہہ سکتا۔ لیکن اگر جناب تجربہ کار منصف مزاج۔ بیدار مغز۔ اور بہادر نبرد آزما ڈھونڈھتے ہین تو عثمان ابن ابی نسعہ سے بہتر آدمی نہین مل سکتا"

ابن اشجعی:- مگر اتنی خرابی ہے کہ ایک بار اُن کی شکایت ہو چکی ہے۔ اگر امیر المومنین پوچھ بیٹھے کہ ایسے شخص کو کیون مقرر کیا جس کے بارے مین ایک بار شکایت کی آواز بلند ہو چکی تھی تو کیا جواب دیا جائے گا؟

ابوعامر:- مگر یہ تو آپ پر آشکارا ہو گیا کہ وہ شکایتین بے اصل تھین"

ابن اشجعی:- مانا کہ بے اصل تھین مگر امیر المومنین کے دل سے اس بات کو کون نکالے گا کہ جس کسی کی شکایت کسی ملک کے لوگ کر چکے ہون چاہے وہ شکایتین بے اصل ہی ہون اُسی کو وہان کا والی مقرر کر دینے کے یہ معنی ہین کہ جن لوگون نے شکایت مین زبان کھولی تھی اُنھین اُن کے دشمن کے ہاتھ مین دے دیا جائے"

لیث:- مجھے تو یقین ہے کہ ابن ابی نسعہ کے دل مین اُن شکایتون کا خیال بھی نہ رہا ہو گا"

ابن اشجعی: "مگر امیرالمومنین کو اس کا یقین کیونکر دلایا جائے۔ میرے نزدیک مناسب یہ ہو گا کہ ابن ابی یسعہ چونکہ بہادر ہین اور جہاد کا بھی شوق رکھتے ہین اس لیے اندلس کے نام قائد اور امیرالجہاد وہی رہین۔ مگر انتظامی معاملات کسی اور کے سپرد کر دیے جائین جو علم و فضل اور نیک نفسی و اتقا مین اُن سے افضل ہو۔"

لیث: "آپ کو اختیار ہے۔ مگر ولایت اندلس کا استحقاق اُنھین کو ہے۔"

ابو عامر: "اور میرے نزدیک تو اگر وہ نہ منتخب کیے گئے تو اُن کا دل ٹوٹ جائے گا۔ سلطنت کے ہاتھ سے اپنے بہادر افسرون اور قائدون کی دل شکنی نہ ہونی چاہیے۔"

ابن اشجعی: "اگر تم یہ سچ کہتے ہو تو ابن ابی یسعہ بہت بڑے آدمی ہین۔ جیسے حکومت کی ہوس اور آرزو ہو وہ سب سے زیادہ غیر مستحق ہوا کرتا ہے۔ یاد کرو کہ جب عمر بن الخطاب نے خالد بن ولید کو معزول کر دیا ہے تو اُن کی بظاہر کس قدر بے وقعتی اور بے قدری ہوئی تھی؟ اور اُن کے حقوق اُن کے خیال مین کس قدر پامال ہوئے ہون گے؟ مگر اُنھون نے کیسے استقلال کیسی بے نفسی اور کیسی خوشی سے امیرالمومنین کے حکم کی تعمیل کی؟ ابن ابی یسعہ کا مرتبہ بہادری یا نیک نفسی کسی بات مین خالد سے نہین بڑھ سکتا۔"

محمد بن عبداللہ اشجعی کی اس تقریر نے ابن ابی یسعہ کے دونون وکیلون کی زبان بند کر دی۔ اور وہ مایوس و ناکام ہو کے اُس کی صحبت سے اُٹھ گئے۔ اُن کے جانے کے بعد ابن اشجعی نے قاضی زیاد بن زائدۃ الشیبانی کی طرف دیکھ کے جو دیر سے خاموش بیٹھے ابن اشجعی اور لیث و ابو عامر کی گفتگو سُن رہے تھے کہا "معلوم ہوتا ہے یہ دونون خود ابن ابی یسعہ کے بھیجے ہوئے آئے ہین۔"

زیاد: "غالباً آپ کا خیال صحیح ہے۔"

ابن اشجعی: "یہ ابن ابی یسعہ کیسا شخص ہے؟"

زیاد: "وہ کوئی بُرے شخص نہین ہین۔ منتظم ہین۔ مدبر ہین۔ بہادر ہین۔ فیاض اور منصف مزاج ہین۔ مگر ان تمام خوبیون کے ساتھ اُن کے مزاج مین رنگینی

شوقینی اور عیش طلبی ہے - اور نہ ہونے کی کیا وجہ ؟ عمر ابھی تیس برس سے زیادہ نہ ہوگی - پھر اس سن مین انسان مُردہ دل بھی ہوگا تو کہان تک ؟"

ابن اشجعی " تو ایسے حدیث العہد لوگون کے ہاتھ مین اتنی بڑی ذمہ داری کا کام کیونکر چھوڑا جا سکتا ہے ؟"

زیادہ " آخر آپ نے اس خدمت کے لیے کسے تجویز کیا ہے ؟"

ابن اشجعی " اب زیادہ غور وجستجو کی ضرورت نہین ہے - آج رات کو مین تنہائی مین غور اور خدا سے استخارہ کرون گا اور پرسون جمعہ کو جامع مسجد مین بعد نماز جمعہ یہان کے کل اعیان و اُمرا کے سامنے ظاہر کر دون گا کہ مین نے کسے والی ہسپانیہ مقرر کیا ہے "

یہ کہہ کے ابن اشجعی حاضرین سے رخصت ہو کے اُٹھ گئے - اور اُسی وقت اعلان کر دیا گیا کہ آئندہ جمعہ کو بعد نماز لوگون کو معلوم ہوگا کہ کون شخص والی اندلس مقرر ہوا - سارے قرطبہ اور قرب وجوار کے تمام گاؤن مین دھوم پڑ گئی اور دوسرے دن اُن تمام شہرون مین بھی جو یہان سے تین تین چار چار منزل پر واقع تھے خبر پہونچ گئی - اور جس نے سُنا ارادہ کیا کہ اب کی فریضۂ جمعہ خاص قرطبہ کی جامع مین ادا کرے -

اسی دھوم دھام اور انتظار مین وقت مقررہ آگیا - جامع مسجد مین اتنی خلقت جمع ہو گئی جتنی کہ کبھی نہین جمع ہوئی تھی - مسجد کے باہر ملک کے عیسائیون اور یہودیون کا مجمع تھا جو نئے والی کا نام سننے کے اُسی قدر مشتاق تھے جتنا کہ مسلمان محمد بن عبداللہ نے نماز پڑھائی - اس کے بعد ایک غیر معمولی پُرجوش اور عبرت خیز خطبہ پڑھا - اور خطبہ مین جب خلیفۂ وقت ہشام بن عبدالملک کے لیے ترقی و اقبال کی دعا کر چکا تو منبر سے اُتر کے صف اول مین ایک چکر لگایا - اُسی گشت مین ایک معمر و معزز اور سن رسیدہ ذی وقار عالم عبدالرحمن بن عبداللہ الکلبی الغافقی کو ہاتھ پکڑ کے اُٹھا لایا - اور اُنھین منبر پر اپنے برابر کھڑا کر کے کہا " یا معاشر المسلمین ! اس وقت سے آپ کے امیر اور حاکم اور والی ہسپانیہ یہ بزرگ ہین جن سے زیادہ صاحب علم وفضل - دیندار - پاک طینت - محترم ومتبرک

اور قابل اطمینان شخص اس سرزمین پر میرے خیال مین کوئی نہین ہے۔ جن کو مین نے بحکم امیرالمومنین آپ کا والی اور حاکم مقرر کیا۔"

یہ کلمات سنتے ہی مسجد مین ہر طرف سے "مرحبا! مرحبا! بارک اللہ! بارک اللہ" کا غلغلہ بلند ہوا۔ اور لوگ مارے خوشی کے آپے سے باہر ہوے جاتے تھے۔ جب نعرہ ہاے مسرت کا شور کم ہوا تو ابن الحجبی نے کہا "اب مین اپنے ان محترم دوست کو آپ کے اس شہر پر آکر کے اترا آتا ہون۔ اور آیندہ کے لیے ان کو آپ کے اور آپ کو ان کے سپرد کرتا ہون۔ میرا کام پورا ہو گیا۔ اور کل ہی یہان سے روانہ ہو جاؤن گا۔ لیکن یہ امید دل مین لے کے جاؤن گا کہ آپ میرے اس انتخاب سے خوش ہون گے۔ اور ان کی کارگزاری سے ہسپانیہ امن و امان مین رہ کے اپنے مفتوحات کو روز افزون ترقی دے گا۔ قبس اب آپ سے آپ کے امیر ہی اپنے فصیح و بلیغ الفاظ مین خطاب کرین گے۔"

عبدالرحمن بن عبداللہ نہایت ہی نایاب نفس اور محتاط و پرہیزگار بزرگون مین تھے۔ تابعی ہونے کی فضیلت رکھتے تھے۔ اور بڑے بڑے صحابۂ رسول اللہ کی آنکھین دیکھے ہوئے تھے۔ ہر شخص اُن کے علم کا معترف اور اُن کی خوبیون کا معتقد تھا اور اُن کا ادب کرتا تھا۔ اور اسی وجہ سے جب لوگون کو اپنی امیدون کے خلاف یہ معلوم ہوا کہ وہ ہمارے والی اور حاکم مقرر ہوئے ہین تو اُن کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اب اُنھون نے ایک نہایت ہی فصیح خطبہ پڑھا۔ اور مسجد کی کارروائی ختم ہو گئی جس کے بعد شہرون اور گاؤن مین لوگ ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے۔ اور عام رعایا کی خوشیون کی کوئی انتہا نہ تھی۔

تیسرا باب

عیش مین خلل

شام کا وقت ہے۔ اور ابن ابی نسعہ المابب کے قصر امارت کے کوٹھے پر بیٹھا گرد کی فضا اور پہاڑون کی بہار دیکھ رہا ہے۔ قسطلہ[1] اور فرانس کے شہر

---

[1] قسطلہ جسے انگریزی میں کسٹائل کہتے ہین اسپین کا وہ صوبہ تھا جو (بقیہ صفحہ ۲۰ مین)

نربونہ[ع۵] کی کئی خوبصورت لونڈیاں خدمت گزاری کے لیے سامنے دست بستہ کھڑی ہیں - عروس بہار کے بناؤ سنگھار کو دیکھتے دیکھتے ابن ابی نسعہ نے ایک نہایت ہی حسین وپری جمال لونڈی کی طرف دیکھا جسے خلف بن عباس الخزاعی نربونہ کے عرب قلعہ دار نے ہدیۃً اُس کے پاس بھیجا تھا - اُس کے حسن وجمال اور اُس کی دلکش اداؤں کا نظارہ کرکے اپنی ایک پُرانی قسطلہ کی عربی داں لونڈی ریحانہ سے کہا " اس کا حال پوچھو - اور دریافت کرو کہ اس کے ملک میں کوئی اس سے بھی بڑھ کے حسینہ ہے ؟" ریحانہ نے اُس کی زبان میں اُس سے یہ سوال کیا تو مسکرا کے بولی " ہمارے یہاں سب ہی خوبصورت ہیں مگر حسین سچ پوچھیے تو شاہزادی منینہ ہے - جس کے حُسن کا سارے ممالک فرنگ میں شہرہ ہے - اور جس کی ایک نگاہِ غلط انداز پر وہاں کے بادشاہ اپنی سلطنتیں قربان کرنے کو تیار ہیں " ریحانہ نے اس کا ترجمہ ابن ابی نسعہ کو بتایا تو وہ متعجب ہوگیا - اور پوچھوایا کہ " شاہزادی منینہ کہاں ہے ؟" جواب ملا " فرانس میں - اُس کے حسن کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ فقط اپنے رخ زیبا اور اپنی چشم نرگسیں کی قوت سے اپنے ملک کو بچاتی اور دشمنوں کو پامال کرتی ہے "

پوچھا گیا " یہ کیسے ؟" کہا " اس طرح کہ چہرے پر نقاب ڈال کے میدان جنگ میں آتی ہے - اور جیسے ہی حریف کا سامنا ہوتا ہے نقاب اُلٹ کے ایک ایسا جلوۂ حسن دکھادیتی ہے کہ وہ حیران وششدر رہ کے بے حس وحرکت رہ جاتا ہے - یوں اپنے حُسن کی شراب سے مدہوش کرتے ہی منینہ اُسے گرا کے مار ڈالتی ہے "

یہ واقعات سُن کے ابن ابی نسعہ اور زیادہ متحیر ہوا - اور کہا " کاش میں اُس شاہزادی کو دیکھتا " پھر ریحانہ سے کہا " خیر - اب اس وقت جی چاہتا ہے کہ نغمۂ دلکش سُنوں - کوئی چیز گاؤ "

...م عیسائیوں کے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا تھا - اور اُس کے بعد سے عرب لوگ ہمیشہ اس پر حملہ کیا کرتے تھے -

ع۵ نربونہ فرانس کا ایک شہر ہے جو کوہستان پیرنیز کے دامن میں ہے - عربوں کا اس پر بہت دنوں قبضہ رہا

ریحانہ "بار کی چیز گاؤں یا رجز[عسہ] کی؟"

ابن ابی نسعہ "کوئی ایسی چیز گاؤ جس میں دونوں باتیں ہوں؟"

ریحانہ "بہت خوب" اور یہ دو شعر ایسی سُریلی پُر نغمہ آواز میں گا لئے کہ ساری وادی گونج اُٹھی:-

وہ ہم آغوش ڈورو[عسہ] ہو رہی ہے بدمجنون سے
ہے کیسی ہمکنار اُس کوہ کی چوٹی وہ گردون سے
سے گئے ہم چاہتے ہیں فتح - اپنی آرزو یہ ہے
رہے یہ ہاتھ ہم آغوش تیغ تیز پُرخون سے

ریحانہ نے جب "یہ ہاتھ" کے لفظ کو عثمان کے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے بتایا تو وہ فرط مسرت سے وہ بیخود سا ہو گیا۔ مگر ان شعروں کا وہ اچھی طرح مزہ نہیں لے سکا تھا کہ اُس کی نظر ایک شخص کی طرف اُٹھ گئی جو بشکنس کی جانب سے دوڑتا ہوا آ رہا تھا - دل میں کہا " معلوم ہوتا ہے یہ شخص کوئی ضروری خبر لایا ہے - کیا میں والی اندلس مقرر ہو گیا؟ یا اُدھر کسی دشمن نے سر اُٹھایا؟ اپنے غلام طلح کو آواز دی - اور جیسے ہی وہ سامنے آیا (اُس نو وارد شخص کی طرف اشارہ کر کے) کہا " اس شخص کو فوراً میرے سامنے لا کے حاضر کرو" طلح بجا آوری حکم کے لیے واپس گیا اور تھوڑی دیر میں اُس شخص کو لا کے سامنے کھڑا کر دیا جس کی سانس پیٹ میں نہ سماتی تھی۔ اور اس قابل نہ تھا کہ کچھ کہے یا بات کا جواب دے - چند منٹ میں جب وہ بات کرنے کے قابل ہوا تو بولا " مجھے بشکنش کے قائد نے بھیجا ہے "

عثمان ابن ابی نسعہ "کس لیے بھیجا ہے؟"

شخص "اُنھیں کسی آنے والے سے معلوم ہوا کہ عبد الرحمٰن بن عبداللہ الکلبی الغافقی والی اندلس مقرر ہوئے "

عسہ رجز اُن اشعار کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ سے اہل عرب اپنی بہادری و شجاعت کے دعوے کیا کرتے تھے۔

عسہ ڈورو اسپین کی ایک ندی کا نام ہے۔

عثمان۔ (حیرت سے) "عبدالرحمن کلبی! وہ نیک ہیں۔ پابند دین ہیں۔ عالم ہیں۔ فاضل ہیں۔ تابعی ہیں۔ حدیث کی روایت کرتے ہیں۔ سب کچھ ہیں مگر اُنھیں حکومت و ولایت سے کیا واسطہ؟ کسی نے جھوٹ خبر اُڑا دی ہوگی۔ اس عہدے کا مستحق مجھ سے زیادہ کوئی نہیں ہے (تازہ وارد سے) اُنھیں یہ خبر کس سے معلوم ہوئی؟"

شخص "سرکاری طور پر تو اطلاع نہیں آئی۔ ورنہ ہیں سرکاری تحریر نہ لیتا آتا؟ قرطبہ سے ایک مسافر آیا ہے اُس نے قرطبہ کے کسی گاؤن میں یہ خبر سُنی تھی۔"

عثمان "بالکل بے اصل۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ میں تو نہ مانون گا کہ ابن الشعبی کے الیسے ہوشیار اور دانا شخص نے ایسا بیہودہ انتخاب کیا۔ (خود ہی دل میں) "لیکن اگر یہ سچ نکلا تو؟ بہت بُرا ہوگا۔ اور میں رعایا کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہون گا۔ مگر یہ ہو کیسے سکتا ہے؟ میرے دوست ابوعامر اور لیث گئے ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے کچھ تو کارگزاری کی ہوگی؟ مجھے یقین نہیں آتا کہ ابن الشعبی نے ایسا لغو انتخاب کیا ہو۔ خیر۔ جو کچھ ہو دو چار روز میں معلوم ہو جائے گا۔"

گو ابن ابی نسعہ کا دل نہیں چاہتا تھا کہ ایسی خبر کو باور کرے مگر اُس کے دل میں ایک اندیشہ سا پیدا ہو گیا۔ بار بار اس خیال کو دل سے نکالتا تھا مگر وہ پھر یاد آ جاتا۔ اور متفکر و پریشان کر دیتا۔ امید و بیم نے خیال کے صدہا پہلو بدلوائے۔ اور آخر ایک دفعہ ٹھنڈی سانس لے کے کہہ اُٹھا" اس ناقدری کے زمانے میں جو نہ ہو تعجب ہے۔ لیکن اگر میں والی نہ ہوا تو میرے لیے دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو ہمیشہ سرحد پر جہاد کرتا رہون۔ اور یا منھ چھپا کے اندلس سے چلا جاؤن۔ جس سرزمین پر حاکم تھا وہان محکوم بن کے رہنا دشوار ہے!"

ابن ابی نسعہ کی رنگین طبعیت اس فرحت بخش وادی اور اس جنت ارضی میں سوا بے فکری اور عیش کے کسی طرف متوجہ نہیں ہوتی تھی۔ وہ

اکثر پُر فضا وادیون مین پھرتا - نہرون کے کنارے بیٹھ کے اُن کے شفاف پانی سے دل کی کثافت دھوتا - پہاڑون اور آبشارون مین جا کے چرند پرند کو اپنے جگر دوز تیرون کا نشانہ بناتا - اور جب گھر مین آکے بیٹھتا تو حسین سے حسین اُندلسی کنیزون کے جھرمٹ مین بیٹھ کے صحبت نشاط گرم کرتا - اُن کا نغمۂ دلکش سُنتا - اُن کے نازو کرشمہ سے دل مین محبت و الفت کی گرمی پیدا کرتا - مگر جب سے یہ اُڑتی سی خبر سُنی ہے عیش بےمزہ ہو گیا - اور اِن تمام دلچسپیون کا لطف جاتا رہا -

اندلس کی طرف سے جتنے مسافر آتے ہین جن مین اکثر مسیحی پادری ہوتے ہین سب سے دریافت کرتا ہے کہ اندلس مین کون شخص والی مقرر ہوا ؟ مگر کسی سے اطمینان کے قابل جواب نہین ملتا - اسی پریشانی اور اُلجھن مین کا سے پورا ایک ہفتہ گزر گیا - اور اب انتظار کی بے صبری اعتدال سے گزرنے لگی ہے - بار بار کہتا ہے " ابو عامر اور لیث بھی وہان جا کے بیٹھ رہے ؟ آتے تو کب تک آچکے ہوتے ؟ کیا وہ بھی نئے والی کا دم بھرنے لگے ؟ اور میرا ساتھ چھوڑ دیا ؟ لیکن ایسا نہین ہو سکتا - عربون مین اور چاہے جتنے عیب ہون بے وفائی نہین ہے " اپنے کمرے مین خاموش بیٹھا تھا اور یہ فکرین پریشان کر رہی تھین کہ یکایک طلیح نے آکے عرض کیا " یا سیدی - ابو عامر اور لیث بن حنظلۃ الفہری ابھی ابھی آئے ہین - اور اسباب اُتارنے کے لیے اپنی اپنی قیام گاہون کو گئے ہین "

عثمان " آگئے ! تو فوراً بلاؤ - جا کے کہو کہ اسباب پیچھے اُتار کے رکھ لین گے پہلے مجھ سے آکے مل جائین - اپنے ساتھ ہی لے کے آنا " طلیح " بہت خوب " کہہ کے چلا گیا - اور اب ابن ابی نسعہ کے دل مین پریشان خیالات کا طوفان عظیم برپا تھا - امید و یاس کی لڑائی مین خاتمے کا فیصلہ کُن معرکہ ہو رہا تھا - اتنے مین لیث نے آکے کہا " السلام علیک یا امیرا "

عثمان - (خوشی کے جوش مین ہیجان پیدا ہو جانے کے باعث اپنی جگہ سے اُچھل کے) " مرحبا ! مرحبا ! مین ہی امیر اندلس ہون نہ ؟ "

لیث "آپ ہمارے امیر اور آقا ہیں" اس جواب نے جوش کے شعلوں پر پانی ساڈال دیا۔ اور یاس کے لہجے میں پوچھا "کیا میں سارے ہسپانیہ کا امیر نہیں ہوں؟"

لیث "ہونا تو آپ ہی کو چاہیے تھا مگر افسوس ابن اشجعی نے انتخاب میں غلطی کی"

عثمان "اگر مجھے نہیں منتخب کیا تو بے شک غلطی کی"

لیث "اصل یہ ہے کہ وہ زاہد خشک ہیں اور اپنے مذاق کے متقی پرہیزگاروں کے سوا کسی اور کو نہیں پسند کرتے"

عثمان "میرے بارے میں تم سے اُن سے کچھ گفتگو بھی ہوئی تھی؟"

لیث "میں اور ابو عامر ایک ساتھ ملے تھے اور دیر تک گفتگو رہی۔ آپ کے حسن کارگزاری کو یہاں تک زور دے کے بیان کیا اور آپ کی اس قدر مدح سرائی کی کہ وہ قائل ہو گئے اور جواب نہ بن پڑتا تھا۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ اُن کا رجحان ایسے ہی شخص کی طرف تھا جو رات دن روزے نماز میں مصروف رہے۔ عالم و فاضل ہو۔ محدث و فقیہ ہو۔ اور مفتی شرع ہو۔ میں نے یہ بھی کہہ دیا کہ حکمرانی اور چیز ہے اور زہد و تقوی اور چیز۔ آپ کے حقوق ظاہر کیے۔ آپ کی بہادری اور آپ کا شوق جہاد اُن کے دل پر نقش کیا۔ بگڑنے پر بھی وہ قائل ہو گئے تھے۔ اور ہمیں امید ہو گئی تھی کہ آپ کے سوا کسی کو منتخب نہ کر سکیں گے۔ لیکن تیسرے روز جمعہ کے دن نماز کے بعد جب انتخاب والی کا وقت آیا تو اُنھوں نے ہماری وہ امید خاک میں ملادی۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ الکلبی الغافقی کا ہاتھ پکڑ کے منبر پر کھڑا کر دیا۔ اور اعلان کر دیا کہ میں نے ان کو والی اندلس مقرر کیا۔ اُس وقت ہمارا کیا زور چل سکتا تھا؟ ہاتھ مل کے رہ گئے"

اب عثمان بن ابی نسعہ نے خاموش ہو کے کمال ناامیدی و یاس سے سر جھکا لیا تھا کہ ابو عامر نے آ کے کہا "السلام علیک یا سیدی و مولائی" عثمان اس قدر دلگیر تھا کہ بغیر سلام کا جواب دیے سر اُٹھا کے بولا "افسوس

تمھارا جانا بالکل بے سود ہوا؟"

ابو عامر: "ہم بہت ہی نادم ہین - سمجھانے اور قائل کرنے مین کوئی بات اُٹھا نہین رکھی تھی - مگر افسوس معاملہ اپنے بس کا نہ تھا"

عثمان: "عبدالرحمن کی ولایت کو اہل قرطبہ نے کس نظر سے دیکھا؟"

لیث: "معاملہ فہم اور سنجیدہ لوگ تو کیا خاک پسند کرین گے؟ مگر عوام الناس نے جو اُن کے معتقد و متبع ہین اُن کا انتخاب سُن کے خوشی کے بہت نعرے بلند کیے - اور اُس کے بعد قرطبہ مین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے آج سے زیادہ خوشی کا دن لوگون نے کبھی دیکھا ہی نہ تھا"

ابو عامر: "مگر یہ چند روزہ کی خوشی ہے - جب انتظامات ملکی مین خرابیان پڑین گی اور نظر آ جائے گا کہ ایک مُلّا اور زاہد خشک خالی نماز روزے سے اچھا مدبر نہین ہو سکتا - تو پھر حسب معمول شکایتون کا دفتر کھلے گا - نئے والی کی شکایت مین امیرالمومنین کے پاس عرضیان جانے لگین گی؟"

ابو عامر: "اور سیدی عثمان ابن ابی نسعہ امیر ہسپانیہ منتخب ہون گے"

عثمان: "مگر اب یہ بتاؤ کہ مین کیا کرون؟ مین تو اس قابل ہی نہین رہا کہ اندلس مین کسی کو منھ دکھاؤن - جی چاہتا ہے کہ اِدھر سے فرانس کی طرف اُتر جاؤن اور نربونہ سے جہاز پر سوار ہو کے افریقہ اور وہان سے ارض شام کو چلا جاؤن"

لیث: "یا سیدی! آپ نہ مایوس ہون اور نہ آپ اس قدر عجلت فرمائین - ایک زمانہ ضرور آئے گا جب آپ ہی یہان کے والی و حاکم ہون گے - عبدالرحمن کا زمانہ برس بھر سے زیادہ نہین رہ سکتا - پھر اُن کے بعد آپ ہی خیال فرمائین کہ آپ کے سوا اس خدمت کا کون مستحق ہو سکتا ہے؟"

عثمان: "یہ تو اب بھی تھا - مگر مین محروم رکھا گیا - اور ایک نئے شخص کے ہاتھ مین عنان حکومت دے دی گئی - اچھا مانا کہ مین صبر سے کام لون مگر اب یہان بیکار بیٹھ کے کیا کرون؟ کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہون؟ یہ تو مجھ سے نہ ہو سکے گا"

لیث :۔ خاموش بیٹھ کے دیکھیے کہ عبد الرحمن کیا کرتے ہین؟ اور آپ کی نسبت کیا حکم دیتے ہین؟ میرا خیال ہے کہ امیر الجہاد آپ ہی رہین گے۔ اس خیال کو ابن الشجعی نے مجھ پر ظاہر بھی کیا تھا۔ اور یقین ہے کہ عبدالرحمن سے کہہ گئے ہون گے"

ابو عامر "مولانا۔ آپ چند روز یونہین اِن پہاڑون کی سیر کرین۔ فصل گل کے مزے لوٹین۔ اِن حسین دیری جمال جواریٔ (لونڈیون) کے نازو کرشمہ مین دل لگائین اور دیکھین کہ کیا ہوتا ہے؟ آپ کو بیکار نہ بیٹھنا پڑے گا"

عثمان "یہ خیال ہے تو مین کل لشکنش مین جا کے فوج کا جائزہ لے لون۔ اور جس قدر زیادہ لشکر جمع ہو سکے جمع کر دون"

لیث "ضرور آپ کو جہاد پر اپنی مستعدی دکھا دینی چاہیے"

عثمان "مگر فوج کے جمع کرنے کے لیے ہمین اندلس کے صوبون مین گشت لگانے یا کم از کم طلیطلہ تک جانے کی ضرورت ہو گی۔ اور مجھ سے اِس ناکامی کی حالت مین یہ نہ ہو سکے گا۔ مین لوگون سے چار آنکھین کرکے بات نہ کر سکون گا۔ اِس کا انتظام تم ہی کو اور تمھارے ساتھی قائدون کو کرنا ہوگا"

لیث "ہم حاضر ہین۔ اگرچہ بڑا بھاری سفر کیے چلے آتے ہین لیکن اگر کل ہی آپ لشکنس چلین تو ہمراہ رکاب ہون گے"

عثمان "ہان مین کل ہی چلون گا۔ اور بغیر تمھین ساتھ لیے نہ جاؤن گا۔ اگرچہ یہان کی بہار کا لطف چھوڑنے کو جی نہین چاہتا۔ مگر اب مجھے سخت مستعدی دکھانے کی ضرورت ہے"

ابو عامر "یا سیدی۔ میرے خیال مین تو جو لطف جہاد مین ہے حکومت کرنے مین نہین ہے"

لیث "بشرطیکہ بیچ بیچ مین گل اندام مہ جمالون کے حسن سے لطف اُٹھانے کا موقع ملتا رہے" اس کے بعد لیث اور ابو عامر رخصت ہو کے اپنی قیام گاہون کو گئے۔ اور دوسرے دن صبح ہی کو عثمان بن ابی نسعہ نے دونون کو ساتھ لے کے جنوب کی طرف کوچ کر دیا۔ دوپہر ہوتے ہوتے لشکنس مین داخل ہو گیا۔ اور اسی وقت حکم دے دیا کہ پرسون شاکر مجاہدین کا جائزہ ہوگا۔ سب لوگ حاضر رہین۔

بیکاری کی وجہ سے جو سپاہی اِدھر اُدھر منتشر ہو رہے تھے جمع ہو گئے اور تیسرے دن جب جائزہ لیا گیا تو پندرہ ہزار مجاہدین کا لشکر جرار موجود تھا۔

جائزہ لے کے ابن ابی نسعہ گھر مین آیا اور مختلف سرداران فوج سے جن مین اُس کے رفیق ابو عامر اور لیث بھی تھے بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ قرطبہ کے ایک نامہ بر سوار نے آ کے نئے والی ملک عبدالرحمن غافقی کا خطی حکم نامہ پیش کیا جس مین لکھا تھا کہ "مین بحکم امیرالمومنین والی اندلس مقرر ہوا ہوں اور بہ مشورۂ محمد بن عبداللہ اشجعی آپ کو مین نے اپنی طرف سے امیرالجہاد مقرر کیا ہے۔ اصلاح انتظامات کے لیے مین سارے ملک کا دورہ کرنے والا ہوں۔ لہذا خود جہاد کا ارادہ کروں بھی تو کم از کم ایک سال مین اُس کے لیے تیار ہو سکوں گا۔ لیکن آپ کے امیرالجہاد مقرر ہونے سے یہ فائدہ ہوگا کہ بغیر میرے انتظار کیے آپ جہاد شروع کر دین گے۔ اور ہم دونوں کی متحدہ سرگرمی سے اِس ملک کی بڑی خوش نصیبی ہوگی اگر نظم و نسق مملکت کی اصلاح کے ساتھ ہی ساتھ جہاد فی سبیل اللہ اور فتحمندی و ملک گیری کا سلسلہ بھی جاری رہے۔ مین بیس ہزار سوار جن مین دس ہزار سواران عرب اور دس ہزار قبائل زناطہ کے بربری سپاہی ہین آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ اور اپنے زور سے مین کوشش کرتا رہوں گا کہ نئی فوجین برابر جمع ہو ہو کے آپ کے پاس پہونچتی رہین۔ اس لیے آپ بسم اللہ کر کے اُٹھ کھڑے ہون۔ اور البرطات کے اُس پار جا کے دین اسلام کی تبلیغ اور قلمرو اسلام کی توسیع شروع کر دین۔"

یہ خط پڑھ کے عثمان کے دل کو گونہ مسرت ہوئی۔ قاصد سے پوچھا "بیس ہزار لشکر کہاں ہے جس کے آنے کا حال امیر نے لکھا ہے؟"

قاصد۔ "وہ لوگ میری روانگی کے تیسرے دن قرطبہ سے کوچ کرنے والے تھے۔ امید ہے کہ کل ہی پرسوں آ جائین گے۔"

عثمان۔ (دل مین) "تو پھر مین بھی اُن کے آتے ہی دشمنوں کے ملک کی طرف کوچ کر دوں گا۔"

چوتھا باب

پھولون کی لڑائی

وہ سرزمین جو پیرے نیز یعنی جبال البرطات کے شمال مین واقع ہے اور آج کل فرانس کی متعدد قلمرو مین شامل ہے اُن دنون اگرچہ خاص یہی علاقہ ملک" فرنگ" کہلاتا تھا لیکن کسی ایک سلطنت کی قلمرو مین نہین شامل تھا۔ یورپ مین اُن دنون فیوڈل سسٹم کی حکومت تھی۔ یعنی ہر زمیندار اور ہر چھوٹا بڑا سردار اپنے گھر کا نواب اور اپنا آپ بادشاہ تھا۔ یہ لوگ آپس مین لڑتے بھڑتے اور کٹتے مرتے رہتے۔ لیکن اگر کوئی غیر قوم کا حملہ آور اُن کے ملک کا قصد کرتا تو اُس کے مقابل مین سب ایک ہو جاتے۔

شمالی دامن پیرے نیز کا مشرقی کونہ جس کا صدر مقام شہر نربونہ تھا عربون نے لڑ بھڑ کے بڑی مشکلون سے اپنے قبضہ مین کر لیا تھا۔ جہان ہمیشہ اُن کا زبردست لشکر موجود رہا کرتا۔ مگر مغربی کونے سے شمال مین دُور تک آکوی طانی کا علاقہ سمندر یعنی بے آف بسکے کے کنارے کنارے چلا گیا تھا اُس پر پرانے مُرادونجین خاندان شاہی کے یُوڈنیر نام ایک فرمانروا کی حکومت تھی۔ یوڈنیر ملکی حالت کے لحاظ سے کاؤنٹ (نواب) کا درجہ رکھتا تھا۔ مگر اپنی خاندانی رفعت ومنزلت کی وجہ سے بادشاہ کہلاتا۔ اور لوگون مین نہایت ہی ہر دلعزیز تھا۔ جو حصۂ ملک اُس کے قبضہ مین تھا نہایت زرخیز اور بے انتہا سرسبز و شاداب تھا۔ دریائے مُعزاوسے (جو فی الحال بداس ساؤ کہلاتا ہے) اُس کی سرحد شروع ہوتی تھی۔ درمیان مین دریائے اُدور کی بیسیون شاخین شاداب میدانون اور مرغزارون کی آبیاری کرتی تھین۔ شمال مین دریائے غرونہ تھا جس کے کنارے پُرانا شہر بُردی غالہ (جو آج کل بورڈو کہلاتا ہے اور جنگ کے زمانے مین پیرس کو خطرناک حالت مین دیکھ کے دولت فرانس کا صدر مقام قرار دیا گیا) اُس کا دارالسلطنت تھا۔

شاہ یوڈنیر وقت کے مشہور بہادرون مین تھا۔ ۔ ۔ دو پیش سے

بڑے بڑے کاؤنٹون اور زبردست حملہ آورون نے اُس پر متواتر حملہ کیے مگر ہمیشہ شکست کھا کے ناکام و نامراد واپس گئے۔ اُنھین کے اندیشے سے اُس نے اپنی فوج کو خوب تیار کر رکھا تھا۔ اور ضرورت کے وقت دو لاکھ فوج میدان مین لا سکتا تھا۔ اُندلس کے بعض عرب سردارون نے بھی اُس پر حملے کیے۔ جن مین کبھی اُسے فتح ہوئی اور کبھی عربون کو۔ لیکن اس کی نوبت کبھی نہ آئی تھی کہ اُس کی قلمرو کا کوئی حصہ مسلمانون کے قبضے مین چلا گیا ہو۔

اس زمانے مین شاہ یودنیز موسم بہار کی دلچسپیون سے لطف اُٹھانے کے لیے اپنے پورے خاندان اور وزراے مملکت کے ساتھ مغربی حصۂ کوہسار پرے نیز کی گھاٹیون مین آیا ہوا ہے۔ اور پُر انے شہر الوٗس مین مقیم ہے۔ جس کے سامنے سرسبز پہاڑیان اپنے سبز دامنون مین صدہا قسم کے خوبصورت اور نازک پھول بھر بھر کے ہر طرف سے پیش کیا کرتی ہین۔ الوٗس کی آبادی سے مشرق طرف دو میل کی مسافت پر دلی یوحنا کی ایک بڑی بھاری زیارت گاہ ہے۔ جہان بہار کے موسم مین جب کہ راستے ہر طرف سے صاف ہو جاتے ہین ہزارون لاکھون خلقت زیارت کو آتی ہے۔ تمام اُمراے فرانس نے ثواب سمجھ کے اور شاہ یوڈنیر سے اجازت حاصل کر کے یہان عالیشان گرجے خوبصورت خانقاہین اور وسیع و پُر شوکت سرائین تعمیر کرائی ہین۔ اُن مین صدہا راہبون نے سکونت اختیار کر لی ہے۔ جو پہاڑون کی خلوت گاہون مین جا کے چلے کھینچتے۔ ریاضتین کرتے۔ اور دلکش بہار کی زبان خاموش سے خالق عالم کا نام سُن سُن کے اپنی عبادت و ریاضت مین خلوص پیدا کرتے ہین۔ چھوٹی نہر نیو کا منبع اور سرچشمہ اس مقدس زیارت گاہ سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ جہان سے یہان تک نہر مذکور دس بارہ جگہ بلندیون سے گرتی اور جا بجا آبشارے پیدا کرتی ہوئی آتی ہے۔ خصوصاً یہان کی آخری آبشار جو سنگ مرمر کی ایک سفید چٹان پر گر کے بکھر جاتی ہے نگاہ کے سامنے ایک بہت ہی دلچسپ منظر پیش کر دیتی ہے کسی اگلے بزرگ نے عالم رؤیا مین دیکھا تھا کہ یوحنا حواری یہان بیٹھے غسل کر رہے ہین یہی اس مقام کی برکت و حرمت کی ابتدا تھی جس نے اس چشمہ کو نہایت ہی متبرک

بنا دیا - اور زائرین اُس سے پانی بھر بھر کے لے جاتے اور اُسے ہر مرض کی دوا اور ہر بلا کا دفع خیال کرتے ہین -

زیارت گاہ سے ایک میل اُوپر جہان سے نہر نیو کا چشمہ پہاڑ کے اندر سے نکلا ہے شاہ یودیر نے ایک عالیشان قصر بنوایا ہے - اور اُسی قصر مین ہر سال جب ہر ملک کے زائرون کا مجمع ہوتا ہے بادشاہ یودیر یہان آ کے موسم بہار کے ایام لطف و مسرت مین بسر کرتا ہے - قصر کے گرد اگرد اُس نے ایک وسیع اور روح افزا چمن لگایا ہے جس کے ہر پھول اور ہر بُوٹے کی پرورش متبرک نہر نیو کے پانی سے ہوتی ہے - اس لیے کہ اس مین سے چھوٹی چھوٹی نہرین کاٹ کے پانی سارے باغ مین پھرایا گیا ہے - یہ نہرین ہر وقت جاری رہتی ہین - اور باغ مین جس جگہ ٹھہر جایئے آب روان کی زبان رفتار سے تقدیس و تحمید باری کے ساتھ حسن و عشق کے رموز اُلفت سُن لیے جا سکتے ہین - یون تو کوہستان کا ہر حصہ معشوقہ قدرت کا آغوش بنا ہوا ہے مگر اس چمن مین عروس بہار کو انسانی صنعت نے اپنا زیور پہنا کے ایسا آراستہ و پیراستہ کر دیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے حسن کی دیوی وینس[1] کا تخت یہین بچھا ہوا ہے - اور کیوپڈ ہر پھول کی آڑ مین بیٹھا اپنی عشق کی کمان سے نشانہ بازی کر رہا ہے -

اسی چمن مین نہر نیو کے ایک آبشار کے قریب لالہ و نرگس کے عوذر و پھولون کے جھنڈ کے اندر پانچ پری جمال گلعذارین پھولون سے کھیل کھیل کے موسم بہار کے مزے لے رہی ہین - اور اس بے رحمی سے پھولون کو نوچ نوچ کے ایک دوسرے پر پھینکتی ہین کہ معلوم ہوتا ہے پھولون کو اپنے رنگ و بُو کا دعوی کرتے دیکھ کے بگڑ گئی ہین اور چاہتی ہین کہ دم بھر مین سارا چمن اُجاڑ کے رکھ دین - لیکن تھوڑی ہی دیر مین اس پھولون کی لڑائی مین تھک گئین - سب کی سانس پھول گئی - گورے گال محبت بھری لڑائی

[1] وینس یونانیون کی حسن کی دیوی تھی اور کیوپڈ عشق کا دیوتا جن کو یورپ مین مسیحیت نہ پہلے بھلا سکی تھی اور نہ آج تک بھلا سکی ہے -

کی اس نازک مشقت سے ارغوانی ہو گئے - اور نازک پیشانیون پر تھکن کی دلاویز پژمردگی نمایان ہوئی - مگر ساری وادی اور چمن کے پھول ابھی ویسے ہی شگفتہ و شاداب ہین اور گویا ان مہوشون کی بےبسی کو اپنی فتح تصور کر کے کھل کھلا کھل کھلا کے ہنس رہے ہین - جس پر چڑھ کے اور جھنجھلا کے ان طرحدار حسینون نے پھر پھولون کو گستاخی کی سزا دینا شروع کر دی لیکن اب بجاے اس کے کہ پھولون کو توڑ توڑ کے ایک دوسرے کی طرف اُچھالین آنچلون مین بھر بھر کے لیجاتی اور اپنے ساتھ کی ایک ملائک فریب حور وش کے سر پر اُچھال دیتی ہین - اس مہ پارہ کا حسن و جمال اِن پانچون نازنینون مین وہی فوقیت رکھتا ہے جو چودھوین رات کے چاند کو تارون پر ہوتی ہے - وہ بگڑ بگڑ کے اور تیوریان بدل بدل کے ڈانٹتی - اور جھنجھلا جھنجھلا کے ڈھیلے ہاتھون سے مارتی ہے مگر ساتھ والیان ایک نہین سنتین اور پھولون کا مینھ برسائے جاتی ہین -

ان سب شوخ اندامون کی وضع ایک ہی سی ہے - سب رنگین ریشمی ساری ساریان باندھے ہین جن کی بندش ناز آفرینان ہند کی ساریون کی بندش سے جدا اور نرالی ہے - کیونکہ نازک گردنون سے ایڑیون تک سارے بدن کو اس نئے انداز سے چھپائے ہوئے ہین کہ جا بجا بت جانِ ستان جھول اور دل کو الجھانے والی شکنین پیدا ہو گئی ہین - سب کی ساریون کے رنگ جدا ہین - سنہری زلفین سنہرے ... اور ڈھیلے ڈھیلے چھلون ... خوبصورت حلقے سے رک کے پیٹھ پر بکھرادی گئی ہین - جن کے نیچے رنگ برنگ ساریون کی شوخی اک عجب زاہد فریب آن بان پیدا کر رہی ہے طلائی اور نقرئی حلقے سب کی جبین ناز پر زرین تاجون کا کام دے رہے ہین - لیکن وہ سیمتن مہ پارہ جس پر ہر طرف سے پھولون کا مینھ برس رہا ہے اور دنیا سے اتنا امتیاز رکھتی ہے کہ اُس کے سر پر زرین حلقے کے اوپر سونے کا ایک مرصع ہلال زلفون مین اٹکا ہوا ہے - جس کے الماس شعلہ باری مین اُسی کی چشم فتان کے حریف ہین -

اب کی جو ایک نازنین نے اُس پر پھول برسائے تو اُس نے بگڑ کے اور تیوریاں بدل کے کہا" بس۔ سِلوریا۔ بس۔ مین نے بہت طرح دی"

سِلوُریا:۔ "اچھا تو مان لیجیے کہ آپ ہار گئین۔ (دوسری ساتھ والی سے جو گود مین پھول بھر کے لا رہی تھی) "کیون فلاویا۔ ہے نہ؟ جب تک شاہزادی اپنی زبان سے نہ کہہ دین کہ ہار گئین ہم کیسے مان لین گے؟"

فلاویا:۔ "ہرگز نہین۔ اس محبت کی لڑائی مین کسی کی مروت نہین کی جاتی"

شاہزادی:۔ "یہ بھی ایک کھیل تھا ہو چکا۔ اتنا نہین ستاتے کہ انسان گھبرا اُٹھے"

فلاویا:۔ "اچھا یہ پھول جنھین مین لا چکی ہون اُنھین تو آپ پر برسا ہی کے رہون گی (چوتھی ہمسن نازنین سے) روملدا۔ کیا کہتی ہو؟ اُچھالون؟"

شاہزادی:۔ "دیکھو مین نے کہہ دیا ہے اب مجھے نہ ستانا۔ مین بہت تھک گئی ہون"

فلاویا:۔ "مین آپ کی تو مروت کرون؟ اور ان خوبصورت پھولون کا خیال نہ کرون جنھین توڑ کے لائی ہون؟ یہ نہ شکایت کرین گے؟"

روملدا:۔ "اچھا ایک کام کرو۔ بہن پلشیریا چپکی کھڑی ہین۔ اِن سے پوچھو یہ جو کہہ دین وہی فیصلہ ہے"

شاہزادی:۔ "مین کسی کا فیصلہ نہیں مانتی"

پلشیریا:۔ "اے تو آپ کو میرا ابھی اعتبار نہین رہا۔ میرا فیصلہ سُن تو لیا ہوتا"

شاہزادی:۔ "سب سُنا ہوا ہے۔ اُنھین کی سی تم بھی کہو گی"

روملدا:۔ "اچھا پلشیریا تم اِنھین کی سی کہہ دو۔ یہ شہزادی ہین۔ ہماری سرتاج ہین۔ مالک ہین۔ اِن کا کہنا سب پر مقدم ہے۔ ہان جو یہ کہین وہی تم بھی کہو"

شاہزادی:۔ "مین حکومت کی راہ سے نہین کہتی۔ اچھا اگر سب مل کے تمھارے پیچھے پڑ جائین تو تم کیا کہو گی؟"

سِلوُریا:۔ "ہان ہان! یہ نہ کہو۔ بلکہ یہ کہو کہ یہ نازک ہین۔ بڑی خوبصورت ہین۔ اس لیے ہم سب کو اِن کا ناز اُٹھانا چاہیے"

فلاویا:۔ "نیکی یہ حکومت تو اُس وقت چلے گی جب کوئی ناز بردار پیدا ہو"

پلشیریا:۔ اے ہے! وہ تو دوسرا جھگڑا پیدا ہوگیا۔ میری کوئی نہیں سنتا۔
فلاویا:۔ تم بھی کہہ ڈالو۔ اپنا ارمان نکال لو۔ لیکن یہ نہ ہوگا کہ میں اُن پھولوں کو یونہیں پھینک دوں۔ جیسے یہ نازک ہیں ویسی ہی نازک بدن پر نچھاور بھی ہوں گے۔
پلشیریا:۔ اے تو تمھیں بھی ضد ہے کہ نچھاور ہی کرو تو کرو؟ یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کی بدھیاں گوندھ کے شاہزادی کے گلے میں ڈال دو؟
فلاویا:۔ منظور۔ مگر شرط یہ ہے کہ خود شاہزادی اجازت دیں؟
شاہزادی۔ (فلاویا) "تمھارے ایک دفعہ پھول برسا دینے سے میرا کچھ نہ بگڑ جائے گا۔ تمھیں اختیار ہے جی چاہے ہار بنا کے پہناؤ یا یونہیں مجھ پر اُچھال دو۔ غصہ تو مجھے اس پر تھا کہ سب کی سب مل کے میرے پیچھے پڑ گئیں۔ ہزار روکو نہیں مانتیں۔ منع کرو۔ سمجھاؤ۔ مارو۔ پیٹو۔ ایک نہیں سنتیں۔ اب آدمی بن چکی ہو تو میں کہتی ہوں کہ جس طرح جی چاہے اپنا ارمان نکال لو۔" اجازت پاتے ہی فلاویا نے وہ پھول جو گود میں بھرے تھے شاہزادی کے سر پر برسا دیے۔ اور شاہزادی نے آنکھیں جھاڑ کے اور زمین پر گرا کے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا "میری سہیلیو۔ اس گلزار کی بہار جی بھر کے لوٹ لو۔ اور جس قدر کھیلا جائے کھیل لو۔ کیونکہ ہمارے اطمینان کا زمانہ گزر گیا۔ اور اس باغ میں ہم آج ہی اور مہمان ہیں۔"
پلشیریا:۔ کیوں؟ خیریت تو ہے؟ میں تو جانتی تھی کہ ہر سال کی طرح اب کی بہار کا موسم یہاں ختم کر کے جب برف پڑنے لگے گی ہم اپنے گھر جائیں گے۔
سلوریا:۔ اے ہاں۔ ابھی تو ولی یوحنا کی زیارت کا میلا بھی نہیں ختم ہوا۔
شاہزادی:۔ مگر افسوس۔ ایسی مصیبت سر پر آپڑی ہے کہ کسی بات کا خیال نہیں کیا جا سکتا۔
فلاویا:۔ آخر کچھ بتائیے بھی تو سہی۔ ایسی وہ کون سی مصیبت آن پڑی ہے کہ ہم ایکبارگی یہاں سے چل کھڑے ہوں گے؟

رو ملدا :۔ معلوم ہوتا ہے ہماری شاہزادی نے کسی کونٹ کے ساتھ شادی منظور کر لی - اور اب ہمارے ساتھ نہین بلکہ اپنے دولھا کے ساتھ یہان کی بہار سے لطف اُٹھائین گی :۔

پلشیریا :۔ اِن کی عقل کے بھی قربان جایئے - شادی ٹھہرتی اور ہمین خبر نہ ہوتی؟ مجھے تو یقین ہے کہ بغیر ہمارے مشورے کے شاہزادی کسی کو اپنا دولھا نہ بنائین گی :۔

شاہزادی :۔ اُندلوسیہ کے عربون نے ہمارے ملک پر چڑھائی کر دی۔ آج ہی جاسوسون نے خبر دی ہے کہ اُن کا ایک سردار بڑی بھاری فوج لے کے پیرےنیز کے ادھر اُتر چکا ہے - اور ہفتہ ہی عشرے مین اُن کا لشکر ہماری سرحد کے اندر گھس پڑے گا :۔

فلاڈیا :۔ اسے ہے! مین سمجھی تھی کہ کوئی بڑی خوف کی بات ہو گی - اس کا ہمین کیا ڈر ہو سکتا ہے؟ جس ملک کی شاہزادی اور سرتاج ہماری ماہوش اور گلچہرہ منینہ ہون اُسے کسی دشمن کا کیا خوف ہے؟ جو ہمیشہ ہوا وہی اب بھی ہو گا - ہماری شاہزادی نے لڑائی کے میدان مین پہونچ کے چہرے سے نقاب اُلٹی - اور دشمن سردار غش کھا کے گر پڑا - اور ادھر وہ گرا اور اُدھر ہمارے بہادر سپاہیون نے جھپٹ کے اُس کا کام تمام کر دیا:۔

پلشیریا :۔ مگر ہمارے عیش مین تو خلل پڑ گیا؟ یا تو یہان اِن پھولون کی بہار دیکھ رہے تھے یا یہ سب چھوڑ چھاڑ کے بُردی غالہ کی گرمیان برداشت کرین گے - عربون کی منحوس اور کالی کلوٹی صورتین دیکھین گے:۔

منینہ :۔ اور عیش مین خلل پڑنے کے علاوہ مین کہتی ہون فرانس کے بادشاہون اور شاہزادون کی اور بات تھی - وہ میرے حُسن کی تعریف سُن کے اور میرے عاشق ہو کے آئے تھے - اُن پر زور چل گیا - عربون کے سردار بالکل غیر قوم - غیر مذہب - غیر زبان - اور غیر مذاق کے لوگ ہین - اُن پر خدا جانے میرا زور چلے یا نہ چلے :۔

سلوریا :۔ یہ نہ کہیے - مقدس و محترم مان مریم نے آپ کو وہ بلا کا حُسن

دیا ہے کہ انسان تو انسان حیوان کی بھی بھوک پیاس جاتی رہتی ہے ؟
رومیلدا " مین تو کئی بار اِس کا تماشا دیکھ چکی ہون - شاہزادی لڑائی مین جس وقت دشمن کے سامنے اس پیارے مکھڑے پر سے نقاب ہٹاتی ہین معلوم ہوتا ہے کہ اندھیری رات مین یکایک آفتاب نکل آیا - سب کی آنکھین چکاچوند ہو جاتی ہین - اور جس پر آپ کی نظر کا کوئی تیر پڑ گیا وہ تو بے دم ہو کے گرتا اور کلیجا پکڑ کے بیٹھ جاتا ہے - فرانس کے دو کاؤنٹون کا میرے سامنے یہی حال ہوا "
پلیغیریا " خیر اب دعا کرو کہ مسیح اس لڑائی مین بھی یہی اثر ہماری شاہزادی کے حسن مین اور یہی توڑ ہماری ملکہ کی نگاہ ناز کے تیر مین پیدا کر دے "
فلاویا " تو اب ہم یہان سے کب روانہ ہون گے ؟ "
منینہ " کل ہی صبح کو کوچ ہے - اور اب چلو اپنا اسباب و سباب بندھوا کے چلنے کا سامان کرین "
حکم پاتے ہی سب سہیلیان شاہزادی کے ساتھ قصر مین گئین - اور باغ مین سناٹا ہو گیا -

---

پانچوان باب

نامرادی مین جوانمردیان

سپہ گران عرب کا ایک بڑا بھاری لشکر کوہسار پیرے نیز کی ایک مشرقی گھاٹی سے نکل کے شہر طراسقو کی طرف جا رہا ہے جو دامن کوہ سے چھ سات میل کی مسافت پر ہے - اس مین چالیس ہزار بہادر بزرد آزما ہین بیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے - سوارون مین زیادہ تر جوانان عرب ہین جو مراکو اور اندلس سے سمٹ کے یہان آئے ہین - اور پیدلون مین اکثر بربری اور اندلسی مسلمان ہین - جن کی پلٹنین الگ الگ مرتب اور جدا جدا بیرقون کے نیچے ہین - ان کے لباسون مین تو یکسانی اور یکرنگی نہین ہے - مگر اسلحہ سب کے ایک ہی قسم کے ہین - سوارون کے

ہاتھوں میں نیزے اور کمروں میں تلواریں ہیں - اور اُن میں سے اکثر فولادی خود و زرہ پہنے ہیں - پیادوں کے ہاتھوں میں چوڑے سیفے - شانوں پر کمانیں کمروں میں ترکش اور خنجر - اور پیٹھوں پر گول ڈھالیں ہیں -

یہ لوگ چلتے چلتے جو نعرہ اُن آگے بار بار رصدا سے تکبیر بلند کرتے ہیں - اور اُن کے مہیب نعرے پشت پر اگر پہاڑوں سے ٹکرا کے انھیں پیچھے ہٹاتے ہیں تو سامنے شہروں اور بستیوں میں زلزلہ ڈالتے ہیں - اور لوگوں پر رعب ڈال کے انھیں توحید کی طرف بلاتے ہیں - جاتے جاتے یہ لشکر طراسقو کے جنوب طرف ایک ندی کے سرچشمے کے پاس پہونچا جو یہاں قریب ہی ایک پہاڑ سے نکل کے آتی ہے - اُس کا پاک و صاف پانی ابھی زمین کے اثروں اور آبادی کی گندگیوں سے میلا اور خراب نہیں ہونے پایا ہے - اور اُس میں قریب قریب وہی تازگی اور صفائی ہے جو آب باران میں ہوتی ہے -

اُس نہر کی روانی کو دیکھ کے امیر الجیش نے جو ہمارا دوست عثمان ابن ابی نسعہ لخمی خثعمی ہے اپنے پُرانے انیس صحبت لیث بن حنظلہ فہری سے جو سفید علم خلافت بنی اُمیہ کو اپنے ہاتھ میں لیے اُس کے ساتھ ہی ساتھ آرہا ہے کہا "لیث - اب طراسقو تین میل سے زیادہ نہ ہوگا - شہر کے اندر داخل ہونے کی ہمیں ضرورت نہیں - اور اس سے پاکیزہ چشمہ پھر کہیں نہ ملے گا - مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج یہیں پڑاؤ ڈال دیں - طراسقو ہمارا ہی شہر ہے یہاں سے فقط تھوڑی سی فوج لینا ہے - اس کام کے لیے خود ہمارے جانے کی کیا ضرورت ہے ؟ ابو عامر کو بھیج دو کہ جتنے سپاہی مل سکیں جا کے لے آئیں - اور ہم یہاں ٹھہر کے عصر کی نماز پڑھیں اور جہاد کے متعلق جو انتظامات کرنا ہوں یہیں سے کر لیں "

لیث " بہت مناسب ہے - ہمارے سپاہی کوہستان کا دشوار گزار اور سخت راستہ طے کرکے آئے ہیں - تھک بھی گئے ہوں گے "

اس مشورے کے مطابق قیام کا حکم دے دیا گیا - تمام قبائل اور کل بربر قوموں کے سپاہی اپنے اپنے گروہوں میں تقسیم ہو کے اُس پایاب

ندی کے کنارے کنارے دونوں طرف اُتر پڑے - دم بھر مین ساد سے
خیمے کھڑے ہونے لگے - بہتون نے اپنی چادرین اوراپنے کمل تان لیے - اور
سب نے ٹھہرتے ہی ندی کے کنارے بیٹھ کے پانی پینا اوروضو کرنا
شروع کردیا - یہ لوگ آب رواں سے لطف اُٹھا ہی رہے تھے کہ مؤذن نے
صدا ے "اللہ اکبر" بلند کی - اور سب ہاتھ منھ پونچھتے ہوے دوڑ دوڑ
کے سپہ سالار عسکر کے خیمے کے سامنے ایک وسیع میدان مین جمع
ہونے لگے جو نماز کے لیے چھوڑ دیا گیا تھا - چونکہ اس زمانے تک امرا
قوم ہی مقتدا ے قوم ہوتا تھا اس لیے سب نے عثمان ابن ابی نسعہ کے پیچھے
جماعت سے عصر کی نماز پڑھی - بعد نماز سب نے اپنے اپنے مقامون مین
جاکے کچھ کھایا پیا - اوراس پُر فضا مرغزار کی سرسبزی و شادابی کی
سیر کرنے لگے جس کی حدبندی جنوب کی طرف کوہستان پیرے نیز کررہا تھا
اور شمال کی طرف اُفق فلک سبزے کے فرش مخملین سے ہم آغوش تھا -
جس مین جا بجا درختون کے جھُنڈ اور مٹی کے تودے نشیب و فراز پیدا
کررہے تھے - اور اُنھین کے درمیان مین طراسقو کے چند گرجون کے نوکیلے کلس
نمایان تھے - آسمان کی برہنگی کو ناپسند کرکے ہلکے ہلکے آب ابر نے اُسے اپنی
سفید کھیچڑی پُرانی اور جا بجا سے مسکی ہوئی چادر اُڑھا دی تھی - جس مین
سے مغرب کی طرف آفتاب کبھی کبھی اپنا منھ نکال کے جھانک لیتا تھا -
آخر آفتاب یوہین "بیدارے نمائی وپرہیز مے کنی" کی اداے معشوقانہ
دکھاتے دکھاتے پردے ہی پردے مین غائب ہوگیا - اور مسلمانون نے
اُسی پہلی شان سے نماز مغرب پڑھی -

بعد مغرب عثمان بن ابی نسعہ اپنے خیمے مین چراغ کے پاس بیٹھا - قلم
دوات منگوا کے قلعہ دار نربونہ خلف بن عباس الخزاعی کے نام اس
مضمون کا خط لکھا :- "مین والی ہسپانیہ عبدالرحمن بن عبداللہ الکلبی
کے حکم سے فرانس پر جہاد کرنے کے لیے فوج لے کے آگیا ہون - اور ارادہ یہ ہے
کہ اکویٹانی کی ریاست کو مملکت اسلام مین شامل کرلیا جاے - میرے

پاس کافی لشکر موجود ہے۔ اور اگر ضرورت ہوگی بھی تو اُندلوسیہ سے برابر فوجین آتی رہین گی۔ اس لیے بغیر زبونہ مین آئے مین یہین سے شاہ تیودمیر کے ملک مین داخل ہوتا ہون۔ یہان سے کوچ کر کے سنتا لیز پیر پر حملہ کرون گا۔ اور اُسی طرف سے بڑھتے بڑھتے جا کے اُس کے دارالسلطنت بُردیغالہ کا محاصرہ کرلون گا۔ لہذا تمھارا یہ کام ہے کہ جس قدر فوج فراہم کرسکو ساتھ لے کے مدینۂ طولوس پر چڑھائی کردو۔ شہر آغن کو فتح کرتے ہوئے آؤ۔ اور بُردیغالہ کے محاصرے مین میرے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ تاکید جانو کہ اس مہم مین جیسی جلدی مجھے ہے ویسی ہی جلدی اور مستعدی کا تمھین بھی لحاظ رہے۔ تاکہ جاڑون کا موسم شروع ہونے سے پہلے ہی یہ مہم پوری ہو جائے۔“

یہ خط لکھ کے اُس نے ایک سوار کو دیا اور حکم دیا کہ ”اگرچہ چار دن کا راستہ ہے مگر تم گھوڑا اُڑاتے ہوئے جاؤ اور دو دن مین پہونچا دو۔“ اور زبانی بھی تاکید کر دینا کہ ”فوراً لشکر لے کے اُٹھ کھڑے ہون۔ مین ادھر پُرانے شہر نغ دوئی نم مین جسے اب نصارا سنتا برطراندہ کہتے ہین دریاے غرونہ کے پار اُترون۔ اُدھر وہ بھی شمال مین طولوس کو فتح کر کے اسی دریاے غرونہ کے پار ہون۔“

ابن ابی نسیعہ نے خط کی کارروائی سے فارغ ہو کے سر اُٹھایا تو ابوعامر کی صورت نظر آئی۔ پوچھا ”تم طراسقو مین گئے تھے؟“

ابوعامر:۔ ”جی ہان گیا تھا۔ وہان کے شیخ کو اپنے ساتھ لیتا آیا ہون۔ آپ خود اُس سے گفتگو کر لین۔“

عثمان:۔ ”اس طول امل کی کیا ضرورت تھی؟ یہ عجلت کا موقع تھا۔ تم نے وہین کہہ دیا ہوتا تو وہ سپاہیون کے فراہم کرنے کی کارروائی کرنے لگتا۔ خیر بُلاؤ۔“

ابوعامر جا کے اُسے اپنے ساتھ اندر لے آیا۔ اور عثمان نے صاحب سلامت کے بعد کہا ”مین جہاد پر جا رہا ہون اور گو کافی فوج میرے

ہمراہ موجود ہے - اور اُندلوسیہ سے اور بھی آ رہے ہونگی مگر اس موقع پر ہر اسلامی شہر کا فرض ہے کہ جہاد کے لیے کچھ سپاہی دے - تمھارا شہر کتنے سپاہی دے سکتا ہے؟"

شیخ:- "یا سیدی - مین تعمیل حکم کے لیے حاضر ہون - مگر یہان کی رعایا عموماً مسیحی ہے جو جزیہ ادا کرتی ہے اور جہاد مین نہین شریک ہو سکتی - صرف پچاس عربی اور بربری مسلمان سوار شہر کی حفاظت کے لیے یہان رکھے گئے ہین - لیکن اُن کا یہان سے ہٹنا مناسب نہین معلوم ہوتا"

عثمان:- "یہان کے مدرسۃ القرآن کا کیا حال ہے؟ اُس کی کوشش سے کچھ مسلمان ہوئے؟ آخر تمھارے یہان نومسلمون کی کس قدر تعداد ہے؟"

شیخ:- "سب ملا کے پانچ سو کے قریب نومسلم ہین - مگر اُن مین سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کے قابل دو سو آدمیون سے زیادہ نہ نکلین گے - اگر حکم ہو تو اُن کو مین ساتھ کر دون - لیکن اِس کا آپ اندازہ کر لین کہ یہ لوگ بھروسے کے قابل ہین یا نہین"

عثمان:- (ذرا غور کر کے) "کچھ مضائقہ نہین - توحید کا مزہ پانے کے بعد پھر کوئی ایسا ہی شامت زدہ ہوگا جو مرتد ہو جائے ورنہ صراط مستقیم سے نہین منحرف ہو سکتا - تم اُن لوگون کو جمع کر کے کل صبح تک پہونچا دو تو فبہا ورنہ میرے جانے کے بعد روانہ کر دینا تا کہ مین جس شہر مین ہون مجھ سے آملین"

اب سب رخصت ہوئے - اور ابن ابی نسعہ اپنے حرم کے زنانے خیمے مین جا کے سو رہا - صبح کو بعد نماز فجر اس لشکر نے مغرب و شمالی کی طرح کوچ کیا - یہان سے چار ہی میل پر شاہ یودیز کی قلمرو شروع ہو گئی تھی - اُس مین داخل ہونے کے بعد تقریباً پندرہ سولہ میل کی مسافت اور طے کر کے یہ زبردست لشکر علاقۂ اکوی طانی کے پہلے آباد شہر قنقرانی پر پہونچا جس کا نی الحال مسیحیون نے اپنے ایک راہب اور ولی کی نسبت سے سنتا لینر ہیر نام رکھ لیا تھا - یہان عیسائیون کے صرف دو ہزار پیادے تھے جنھون نے مسلمانون کے آنے کی خبر سُن کے مقابلے کی تیاریان کین - تین ہزار شہر والون

کو بھی ساتھ لے لیا اور پانچ ہزار کی جمعیت سے شہر کے باہر نکلے - لیکن جب عربی لشکر کا اتنا بڑا سیلاب عظیم دیکھا تو ایسے گھبرائے کہ بے لڑے بھاگ کھڑے ہوئے - اور عثمان نے بغیر کسی مزاحمت کے شہر پر قبضہ کر لیا۔

رات یہاں بسر کر کے علی الصباح لشکر اسلام نے کوچ کیا تو دوپہر ہوتے ہوتے دریائے عودنہ کے کنارے تھا۔ جس کے اُس پار شہر سنتا برطانده کی عمارتیں نظر آ رہی تھیں۔ دریا پار یوڈیز کے مغرور لشکر کے ساتھ یہاں کی پانچ ہزار فوج اور بہت سے شہری والنٹیر دریا کنارے صفیں باندھے کھڑے تھے کہ اندلوسیہ کے لشکر اسلام کو پار نہ اُترنے دیں - مگر عثمان ابن ابی نسعہ کو اپنے جاسوسوں اور رہبروں سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہاں سے قریب ہی دو میل پر دریا بالکل پایاب ہے۔ اُس نے اپنی پیدل فوج کو تو دشمنوں کے مقابل اس پار جما دیا کہ تیر برسانا شروع کریں - اور خود سواروں کے ساتھ نہایت خاموشی سے اُس مقام پر پہونچا جہاں دریا پایاب تھا - اور پار اُتر گیا - یُوڈیز کے سپاہی حریف کی کوششوں سے غافل تیر اندازوں کو جواب دے رہے تھے کہ ناگہان اُن کے داہنے طرف سے عربوں کا قرنا پھونکا - طبل جنگ بجا - سواران عرب نے نیزے جھکا لیے - اور تکبیر کہہ کے زور و شور سے حملہ کر دیا - اس سیل مرگ کو آتے دیکھ کے عیسائی بھاگ کھڑے ہوئے - اور شام سے پہلے ہی شہر سنتا برطانده بھی بلے روک ٹوک عثمان کے قبضے میں تھا۔

مسلسل دو روز معرکہ آرائی کرنے کی وجہ سے عثمان نے پانچ روز تک یہیں قیام کیا - اور چھٹے دن نماز جمعہ پڑھ کے آگے کوچ کرنے کو تھا کہ طراسقو کے دو سو نو مسلم سپاہی آگئے جن میں سے پچیس سوار اور باقی پیادے تھے - عثمان نے اُن کو اندلسی رسالوں اور پلٹنوں میں شامل کر کے روانگی کا طبل بجوایا - اور اس انسانی سیلاب نے پہاڑوں کی دشوار گزار زمین طے کر کے اور تنگ گھاٹیوں کی زحمتوں کو برداشت کر کے دو دن میں تقریباً تیس میل کی مسافت طے کی - پہاڑی گاؤں کو لوٹ لوٹ کے رسد فراہم کی - اور تیسرے دن

مشہور طربیس کے سامنے تھا۔ یہان کے دشمنون نے مقابلے اور لڑائی کا پورا سامان کیا تھا۔ اور اُس کا بنرد آزما سپہ سالار فریڈرک پچیس ہزار فوج لیے ہوئے موجود تھا۔ یہ شہر اتور کی ایک شاخ کے کنارے آباد تھا۔ اور اُسی کے اُس پار فریڈرک کا لشکر پرا باندھے کھڑا تھا کہ اُندلس کے لشکر کو پار نہ اُترنے دین گے۔

ابن ابی نسعہ نے اسی پار پڑاؤ ڈال دیا۔ اور دونون لشکرون مین دریا کے دونون کنارون سے تیر و پیکان کے ذریعہ سے حریفانہ صاحب سلامت ہوئی۔ دریا کا پاٹ یہان زیادہ نہین ہے۔ اِس لیے کہ یہین قریب ہی کے پہاڑون سے وہ نکلا ہے۔ مگر پھر بھی ڈباؤ تھا۔ اور بغیر کشتیون کے پار ہونا دشوار تھا۔ لیکن اس کا انتظام عثمان نے یہ کر لیا تھا کہ بہت سے لکڑی کے ٹھوس شہتیر اُونٹون پر لدوا کے ساتھ لائے گئے تھے۔ اور دریاے غرونہ کے ملاحون سے پندرہ بیس کشتیان بھی لے کے اونٹون پر لادلی گئی تھین۔ یہ لٹھے دریا مین ڈال دیے گئے۔ اور اُن پر چار پانچ پیدل سپاہی چڑھ کے بانسون سے کھیتے ہوئے چلے۔ ساتھ ہی مسلمان سوارون نے گھوڑے پانی مین ڈال دیے۔ اُن کے روکنے کی بہت کوشش کی گئی۔ اور بہت سے حملہ آور پانی مین گر گر کے ڈوب گئے۔ لیکن سوارون کے ایک گروہ نے پار پہونچ کے دشمنون کو ہٹا دیا۔ اور اتنا موقع پاتے ہی ہزارون سپاہی دریا سے اُتر گئے۔ اور سب نے ایسی جانبازی سے مقابلہ کیا کہ دشمن دریا کا کنارا چھوڑ کے ہٹ گئے۔ اور اُندلس کا سارا لشکر اطمینان کے ساتھ پار اُترا ہو گیا۔

عربون کی ایسی خطرناک یورش دیکھ کے فریڈرک نے اپنے لشکر کو جمع کر کے ارادہ کیا کہ ایک ہی حملہ مین لڑائی کا فیصلہ کر لے۔ اُن کے حملے کے ساتھ ہی میدان قیامت گرم ہو گیا۔ جس جوش سے فرانسیسی حملہ آور ہوئے تھے ویسے ہی جوش سے عربون اور اُندلسیون نے اُنھین اپنے نیزون پر روکا۔ اور دست بدست لڑائی ہونے لگی۔ میمنہ۔ میسرہ

قلب - جدھر دیکھیے لوٹ کا بازار لگا ہوا تھا - زندگی کے رشتے کٹ رہے تھے - اور عمرین قضا سے مبرم کے فرشتون کے ہاتھون سے منقطع ہو رہی تھین - فرانس والے اپنے وطن کے لیے اگرچہ سر پر کھیل کے لڑ رہے تھے اور مرجانے پر آمادہ تھے اور محبت وطن کے جوش مین ایک انچ زمین بھی نہ چھوڑتے تھے - مگر اُندلسی لشکر کی کثرت کا اُن پر دباؤ پڑ رہا تھا - سرفروشی کے حوصلون پر بھی اکثر اوقات اُنھین عربون کے حملون کی ٹکر کھا کے چند قدم پیچھے ہٹ ہی جانا پڑتا تھا -

ایک ایسے ہی موقع پر جبکہ مسیحی مجبور ہو ہو کے اور دباؤ کھا کھا کے ہٹ رہے تھے عثمان ابن ابی نیسعہ نے دو ہزار تیز انداز سوارون کے تکبیر کہی اور اس زور و شور سے حملہ کیا کہ دشمنون کے قدم اُکھڑ گئے - اور آخر ایسے گھبرائے کہ نہایت بدحواسی کے ساتھ بھاگے - قلب کے لشکر کی شکست کے ساتھ ہی ساری فوج مین بھگدڑ پڑ گئی - عربون نے تعاقب کیا - دس بارہ میل تک ہر طرف خون کا مینھ برس گیا - کیونکہ نہ آس پاس کا کوئی گاؤن تھا نہ برد بلیش کی کوئی سڑک تھی جہان حامیان وطن کی لاشین برہنہ اور بے گور و کفن نہ پڑی ہون - اس لیے کہ قاتلون نے ستر پوشی کے لیے کپڑا چھوڑ بھی دیا تھا تو اُسے وطن کے بے رحم چور اُتار لے گئے -

فتح کے بعد ابن ابی نیسعہ اپنی ساری فوج کے ساتھ طربس مین داخل ہوا - اور پورے شہر مین ایک گشت لگا کے باہر دریا کنارے خیمہ زن ہو گیا - ایک ہفتے کے قیام مین رعایا سے جزیہ وصول کیا گیا - اسقفون راہبون اور کنیسے والون کو سند آزادی عطا کی گئی - چند وسیع مکان لے کے اُن مین مسلمان زخمی رکھے گئے - ایک مدرسۃ القرآن کھولا گیا تا کہ وہ توحید کی تبلیغ کے ساتھ زبان عرب کی بھی تعلیم دے - مال غنیمت اور لونڈی غلام جو کچھ کہ ہاتھ آئے تھے اُن کا پانچوان حصہ امیر اندلوسیہ عبدالرحمن کے پاس مژدۂ فتح کے ساتھ روانہ کر دیا گیا - اور باقی حصہ رسد ہی مسلمانون مین اس حساب سے تقسیم کیا گیا کہ سوارون کو پیدل لوگون کا دونا ملا -

اسی زمانۂ قیام میں تمام سپاہیوں کو کافی موقع مل گیا کہ اگر ضرورت سمجھیں تو اپنا حصۂ غنیمت اپنے گھروں میں بھیج دیں۔

اب عثمان کا لشکر بڑی ہمتوں اور زبردست حوصلوں کے ساتھ شہر آل لورو کی طرف بڑھا جسے ان دنوں اولردن کہتے تھے۔ یہ بہت آباد شہر تھا۔ وہ تمام زائر اور مذہبی عقیدت کیش جو شہر انوس میں ولی یوحنا کی زیارت کے لیے آتے پہلے چند روز اسی شہر میں قیام کرتے۔ اور اس کی سواد میں ہمیشہ دور دور کے آفاقیوں کا مجمع رہتا۔ خود شاہ یودیز جب اپنے دار السلطنت بروہی غالہ سے انوس میں آتا تو اسی شہر میں سے ہو کے گزرتا۔

اولردن دریائے اتور کی دو چھوٹی مغربی شاخوں کے بیچ میں ان کے سنگم کی جگہ پر واقع تھا۔ جو اگرچہ پایاب تھیں مگر بہت ہی تیز بہتی تھیں۔ شاہ بیبرا کی شکست کے بعد یودیز کی فوجیں یہاں جمع ہوئی تھیں۔ جن کو خود یودیز نے لشکر سے کمک پہونچائی تھی۔ اور تمام حامیان وطن اور جان نثاران ملت نے قسم کھائی تھی کہ مسلمانوں کو یہاں سے آگے نہ بڑھنے دیں گے

مگر ہمت ہارے ہوئے لوگوں کو از سر نو ہمت بندھانا۔ اور ان میں تازہ جوش پیدا کرنا آسان نہیں ہے۔ جس وقت مجاہدین عرب کی فوجیں دکھائی دیں سفید اندلسی علم نمودار ہوا۔ اور ان کے قرنا کی رعب دار آواز کانوں میں آئی سب نے اپنے جسم میں ایک جھرجھری سی محسوس کی اور چہرے اتر گئے۔ مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ وطن کی حمایت۔ زن و فرزند کی حفاظت اور دین کی عزت و حرمت سب ہمارے استقلال اور ہماری پامردی سے وابستہ ہیں۔ افسروں نے پرجوش و خروش کر کے کہہ کہہ کے اور جوش دلا کے اور اولردن کا پچاس ہزار لشکر ندیوں کے پار اتر کے خود ہی آگے بڑھا کہ ان جری لٹیروں سے ان کی دست برد کا بدلہ لے۔

دشمن کو تیار دیکھ کے عربوں نے حملہ کر دیا۔ اور بڑی سخت لڑائی ہونے لگی۔ جو میدان بارش کے وقت ندی میں پانی پہونچایا کرتا تھا آج خون سے اس کی آبیاری کر رہا ہے۔ دونوں جانب شجاعت اور قومی حمیت کا

جوش تھا۔ بہادران جنگ تھک گئے تھے۔ ہاتھ پاؤن شل تھے۔ شام ہونے کو آگئی تھی۔ اور لڑائی سے کسی کا ہاتھ نہ رُکتا تھا۔ آخر آفتاب غروب ہوگیا۔ اور رات نے دونون لشکرون کے درمیان مین آکے اپنا سیاہ پردہ ڈال دیا۔ دونون طرف کے تھکے ماندون مین گھر یا خیمون تک آنے کی کہان تاب تھی۔ رات تارے گن گن کے عرصۂ جنگ کی خون آشام زمین ہی پر کاٹی۔ اور صبح ہوتے ہی خدا سے بعجز والحاح دعاے فتح مانگ کے۔ پھر مصروف کارزار ہو گئے۔ اور کل کے تھکے ہاتھون سے جس مستعدی و سرگرمی کی امید نہین کی جا سکتی تھی پھر دکھا دی۔ مگر رات ہی کے اندھیرے مین دس ہزار عربون کا ایک جرار لشکر جنوب کی طرف پانچ چھ میل پر جا کے دریا کے پار اُتر گیا تھا۔ اور تارون ہی کی چھان مین نہایت خاموشی کے ساتھ شہر اور لڑون کے قریب گھاٹیون مین پہونچ کے چھپ رہا تھا۔

صبح کو لڑائی شروع ہوئے دو گھنٹون سے زیادہ زمانہ نہین ہوا تھا کہ اُنھون نے یکایک پہاڑیون کی بلندیون پر طبل جنگ بجوایا۔ عربی قرنا پھُنکے سب نے گھوڑون کو ایڑ بتا کے باگین ڈھیلی کر دین۔ اور للکارتے اور نعرہ ہاے تکبیر بلند کرتے ہوئے شہر پر آپڑے۔ ساتھ ہی شہر کے بازاریون عورتون اور بچون نے گھبرا گھبرا کے چیخین مارنا اور رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ یہ ہنگامہ سُن کے مسیحی مبارزان جنگ کے ہوش جاتے رہے۔ اور لڑنا بھُول کے سوچنے لگے کہ ہم بھاگین گے تو کہان جائین گے؟ ساتھ ہی اُن کے مقابل حریفون نے زور و شور کے ساتھ ہر طرف سے حملے شروع کر دیے۔ حملہ آورن شہر کی تکبیر کی آوازین مبارزان جنگ کی تکبیرون سے ٹکراتی اور دونون آوازین ساتھ مل کے گرد کی پہاڑیون مین گونجتی تھین۔ ایک عرصۂ حشر بپا تھا جس مین کان پڑی آواز نہین سُنائی دیتی تھی۔ اور کوئی کسی کی نہ سنتا تھا۔ آخر عامیان وطن قبل اس کے کہ بھاگنے کا راستہ سوچ سکین بھاگنے لگے۔ افسرون نے للکار کے بہت روکا۔ مگر بدحواس مفرورین کے کان وجہ اور ضرورت کسی بات کا خیال نہ کرتے اور بدحواس

بھاگے جاتے تھے۔ عربون نے یہ حالت دیکھتے ہی اپنے بڑھے ہوئے حوصلون کے زور مین حملہ مین اور شدت اور تعاقب مین تیزی ظاہر کی۔ اور مفرورین کا یہ عالم تھا کہ بھاگنے کا راستہ نہ ملتا۔ ہزارون بھاگتے مین مارے گئے۔ اور سیکڑون دریا مین ڈوب مرے۔ غرض شام سے پہلے او بیرون مسلمانون کے قبضے مین تھا۔

چھٹا باب

فتح پر تُلی ہوئی معشوقہ

پہر دن چڑھے کا وقت ہے۔ آفتاب افق مشرق سے بہت بلند ہو آیا ہے۔ اور شاہ یُودیزا اپنے قدیم بارونق دارالسلطنت بُردی غالہ (بورڈو) کے اُس عالیشان قصر مین ہے جو لب آب واقع ہے۔ دریاے غرونہ اس قصر کے مشرق جانب بہا ہے۔ اور چونکہ دہانہ قریب ہے اس لیے یہان اُس کا پاٹ دو میل سے کم نہین ہے۔ جس کے متحرک و متموج پانی پر آفتاب کی کرنین نور برسا برسا کے پانی مین پارے کی سی چمک اور بیقراری پیدا کر رہی ہین۔

دریا مین صد ہا کشتیان اور جہاز چل پھر رہے ہین جن مین سے اکثر ہزارون خلقت کو بہاؤ پر لا لا کے شہر مین اُتارتے اور خالی ہو کے واپس جاتے ہین۔

یودیزا اپنے ایک پراوٹ کمرے مین ہے۔ ایک منقش و زرنگار تخت پر پاؤن لٹکائے اور سر جھکائے بیٹھا ہے۔ اور نہایت ہی متفکر و متردد ہے۔ سامنے ایک چھوٹی سی چوکی پر اُس کی ناز پروردہ بیٹی منینہ بیٹھی ہے جس کی خوبصورت پیشانی مین شکنین اور جس کے مُشکھ چہرے کی حد سے زیادہ سنجیدگی و متانت ظاہر کرتی ہے کہ باپ کی فکرون مین وہ پوری طرح شریک ہے۔ لیکن باپ کی فکرمندی کو خطرناک اور سلطنت کے حق مین مُضر دیکھ کے اُس نے کوشش کی کہ اُس کے دل پر سے فکرون کا بار ہٹائے۔ اور جہان تک بنے اُس کی تسلی و تشفی کرے۔ کہا "اباجان۔ آپ زیادہ پریشان نہ ہون۔ آپ کی پریشانی سارے ملک کو پریشان کر دے گی۔"

یُودیزا بیٹی۔ پریشان نہ ہون تو کیا کرون؟ ملک کے سارے جنوبی

حصہ پر دشمنون کا قبضہ ہو گیا۔ میری مملکت کے بڑے بڑے آباد اور پُر فضا شہر جو دینی حرمت رکھتے ہین اُن کے ہاتھ مین چلے گئے۔ سنتا لزہیر۔ سنتا برطراندہ قصر اذا۔ اوتیرون۔ اور طربیس سب پر اندلس کے مسلمان قابض ہین۔ میرے لیے اپنے پسندیدہ و محبوب ترین شہر اذرس کے جانے کا راستہ بند ہو گیا۔ اور یوحنا حواری کی زیارت کو اب جو لوگ جائین گے اُن پر دین کے دشمنون کی حکومت ہو گی۔ پہلے مجھے اندیشہ نہ تھا۔ مگر طربیس اور اوتیرون کی لڑائیون نے میری ہمت پست کر دی"

منیشہ "آپ ہمت نہ ہارین۔ اور جن لوگون کے حوصلے پست ہو گئے ہون اُنھین پھر مقابلے پر آمادہ کرین۔ یہ کسی فرانس کے نواب یا کونٹ سے لڑائی نہین بلکہ ایسے دشمن کا مقابلہ ہے جس کی وجہ سے ہر شخص کی عزت آبرو اور ساری قوم کا دین خطرے مین ہے۔ لوگ بڑی خوشی سے لڑینگے۔ آپ اُنھین جمع کر کے روانہ تو کرین؟"

یودیز "فوج تو مین جمع کر ہی رہا ہون۔ اور لوگ جوق جوق آ کے میرے جھنڈے کے نیچے جمع بھی ہوتے جاتے ہین۔ مگر میرا دل اندر سے بیٹھا جاتا ہے۔ اوتیرون مین جن لوگون کو شکست ہوئی وہ میرے بھروسے کے لوگ تھے۔ اور اُن کی بہادری پر مجھے ناز تھا۔ جب اُن کے قدم اُکھڑ گئے تو یہ لوگ جو فوج مین نئے بھرتی ہو رہے ہین کیا سامنا کرین گے؟"

منیشہ "اب لڑائی کا یہ طریقہ نہ رہے کہ ہماری فوجین میدان مین مقابلہ کر کے ایک ہی لڑائی مین اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیا کرین۔ بلکہ اب اِن لوگون سے قلعہ بند ہو کے لڑنا چاہیے"

یودیز "یہ تو پہلے ہی ہوتا۔ مگر خرابی یہ تھی کہ پیرے نیز کے ان نشیبی شہرون مین سے کسی مین بھی قلعہ نہ تھا۔ وہان کی فوجین میدان مین نہ لڑتین تو کیا کرتین؟"

منینہ "خیر مضائقہ نہین۔ اب ہمارے تین زبردست قلعہ اُن کے راستے مین موجود ہین۔ ایک قرقسونہ جو سمندر کے قریب یہان سے اسی میل پر ہے۔

دوسرا نسوتیوم جو ملک کے اندرونی حصہ مین ہے یہان سے ستر میل پر ہے بغیر ان دونون شہرون اور اُن کے قلعون پر قبضہ کیے وہ آگے نہین بڑھ سکتے - اور اگر وہان سے بھی بڑھ آئین تو توسیو کا سب سے بڑا زبردست قلعہ روکے گا جو یہان سے تیس میل پر موجود ہے - ان تینون قلعون کی فصیلون کو خوب مضبوط کرا دیجیے - اور اُن مین اس قدر غلہ اور سامان رسد جمع کرا لیجیے کہ کم از کم دو برس کے لیے کافی ہو سکے - ہمارے سپاہی اُن مین اطمینان سے بیٹھ کے مقابلہ کرین گے - عربون کا اُن پر کچھ زور نہ چلے گا - اور وہ وقتاً فوقتاً حسب موقع دیکھین گے نکل کے دشمنون کو پریشان کر دیا کرین گے ''

پوویز '' یہی مین بھی سوچ رہا ہون - اور سدا اس کے سوا ہی کیا ہے - مگر آولیرون کے قبضے سے نکل جانے کا مجھے بڑا قلق ہے ''

منیفہ '' مگر ابا جان اس بارے مین بھی آپ مایوس نہ ہون - مدت تک قلعہ بند رہ کے جب ہمارے سپاہی عربون کو تھکا تھکا کے مار لین گے تو پھر نکل کے اپنے ان شہرون پر بھی قبضہ کر لین گے ''

پوویز '' مین نے اس وقت اپنے مشیرون اور سردارون کو مشورے کے لیے بلایا ہے - یقین ہے کہ سب جمع ہو گئے ہون - اُن کے سامنے مین اس تجویز کو پیش کرنے والا ہون - اور ارادہ ہے کہ اگر یہ تجویز طے ہو جائے تو کل ہی مین خود اِن شہرون مین جا کے قلعون کی حفاظت اور قلعہ بندی کا انتظام اپنے سامنے کراؤن ''

منیفہ '' ابا جان آپ توسیو مین ٹھہریے جو بڑی غالباً حملہ کرنے والے کے لیے آخری قلعہ ہے - اور قوتوسہ اور نسوتیوم مین جانے کی مجھے اجازت دیجیے - مین وہان کی حفاظت کا پورا بندوبست کر لون گی - اور آپ دیکھین گے کہ مین کیا کرتی ہون - مسیح کی درگاہ سے مجھے امید ہے کہ دشمنون کو آپ تک نہ پہونچنے دون گی ''

پوویز '' بیٹی - ان وحشی عربون کے مقابلے مین تمھارا جانا مناسب نہین ہے - مین یہ چاہتا ہون کہ تم میرے پاس رہو اور مجھے یونہین مشورہ

دے کے میری تسلی کیا کرو۔"
منیبہ۔" نہین ابا جان میرا جانا ضروری ہے۔ مین نہ جاؤن گی تو نہ اِن دونون قلعون کی مضبوطی کا انتظام ہی ہو سکے گا اور نہ کوئی سپاہیون کی ہمت بندھانے والا ہو گا۔"
یوویز۔" اگر تم چلی جاؤ گی تو میرا سارا دل تم مین لگا رہے گا اور مقابلے کا کچھ انتظام نہ کر سکون گا۔"
منیبہ۔" کیون؟ کیا مین کبھی لڑائی پر نہین گئی ہون؟ یا آپ نے خود ہی مجھے جنگ کے میدان مین قدم رکھنے کی اجازت نہین دی ہے؟"
یوویز۔" مین نے اجازت بھی دی - اور تم نے جوانمردی سے مقابلہ بھی کیا۔ مگر وہ لڑائیان اُن لوگون سے تھین جن مین انسانیت تھی - بُوے اُنس آتی تھی - اور جو تمھاری پوری پوری قدر جانتے تھے - اور یہ لڑائی آدمیون سے نہین وحشی درندون سے ہے۔"
منیبہ۔" تو کیا مین نے کبھی شیر کا شکار نہین کھیلا ہے؟ اور درندون سے نہین لڑی ہون؟"
یوویز۔" مگر بیٹی یہ لوگ اُن درندون سے بھی بدتر ہین۔"
منیبہ۔" ابا جان اس مین آپ زیادہ انکار نہ فرمائین - اور مجھے جانے کی اجازت دین - آپ خوشی سے اجازت نہ دین گے تو مین چھپ کے بھاگ جاؤن گی - مگر اُن لوگون سے مقابلہ ضرور کرون گی۔"
یوویز۔" ایسا ہی شوق ہے تو اُس وقت مقابلہ کر لینا جب وہ قریب آجائین گے۔"
منیبہ۔" مگر مین یہ نہین چاہتی کہ وہ اتنی دُور تک بڑھ آئین - مین اُنھین وہین روکون گی - اور آپ دیکھ لین گے کہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھنے دون گی۔"
یوویز۔" تمھین ایسی ہی ضد ہے تو مین مجبور ہون - دل مانے یا نہ مانے خواہ مخواہ اجازت دون گا - لیکن قطعی راے قائم کرنے مین اتنا صبر کرو کہ مین آج کی کمیٹی مین اپنے وزیرون اور سردارون سے بھی اس معاملہ مین مشورہ کر لون - تمھارا کوئی بھائی بھی نہین ہے - اور میری زندگی کی

مسرت صرف تمھارے دم سے ہے۔ تمھین میرے تاج و تخت کی وارث اور مُورا ورثی خاندان کی یادگار ہو۔ اس لیے مین اپنی ذات سے زیادہ تمھاری حفاظت ضروری سمجھتا ہون - بہتر یہ ہوتا کہ تم تو سیو مین ٹھہرتین اور مجھ سے کہتین کہ قوقوصہ اور سوتیوم مین جا کے عربون سے مقابلہ کرون ؟

مینیہ " اِس کو کوئی نہین گوارا کر سکتا - بادشاہ تک دشمنون کی رسائی اُس وقت ہونی چاہیے جب کوئی دوسرا نہ باقی رہے "

یوویز " اچھا تو اب کیٹی کا وقت آ گیا - تم اپنی سہیلیون کو بُلا لو - اور یہین بیٹھ کے اُن سے باتین کرو - جب تک مین کیٹی سے فراغت کر کے آ جاؤن گا "

یہ کہتے ہی خادم کو آواز دی - اور ایک بہت ہی کمسن اور خوبصورت پیج عــہ جو نہایت پُر تکلف اور بھاری کپڑے پہنے تھا سامنے آ کے ادب سے کھڑا ہو گیا۔

یوویز " دربار کے کمرے مین سب لوگ جمع ہو گئے ؟"

پیج - (زمین بوس ہو کے) " حضور سب آ گئے - اور اب کسی کا انتظار نہین ہے "

یوویز " تو مین بھی چلا " یہ کہہ کے اُٹھا - پیج اُس کے پیچھے ہو لیا - اور اُس کے جاتے ہی شاہزادی کی چارون سہیلیان جو دوسرے کمرے مین بادشاہ کے جانے ہی کی منتظر بیٹھی تھین آ گئین - اُن کی صورت دیکھتے ہی مینیہ نے کہا " تم سب کی کیا رائے ہے ؟ ابا جان تو میرے جانے کو کسی طرح نہین منظور کرتے "

یلشیریا " پھر اُن کے حکم مین کون دخل دے سکتا ہے ؟"

سلوریا " مگر ہماری شاہزادی کے حسن کا امتحان رہ جائے گا "

فلاویا " اور مجھے یقین ہے کہ ہماری شاہزادی نے جس طرح اور کئی دشمنون کو زیر کیا ہے عربون کے سردار کو بھی زیر کر لین گی "

مینیہ " اور کوئی زیادہ خوف کی بھی بات نہین ہے - مین کہتی ہون کہ

عــہ فرنگستان کے اُس زمانے کے بادشاہون اور امیرون کا معمول تھا کہ خوبصورت کمسن لڑکے جو جنت کے غلمانون کا نمونہ ہوتے اپنی خدمت مین رکھتے - یہ لڑکے پیج کہلاتے تھے اُن کے لباس کے خوبصورت اور قیمتی بنانے اور اُن مین طرحداری پیدا کرنے مین ایک سے ایک بڑھ کے حوصلہ دکھاتا۔

میدان کی لڑائی ہو چکی۔ اب ہمین تو قوصہ اور سرتیوم کے قلعون مین قلعہ بند ہو کے عوبون سے مقابلہ کرونی۔ ہم لوگ قلعہ کے اندر رہین گے اور دشمنون کا کوئی زور نہ چلے گا۔ لیکن اُنھین ہم ذرا بھی غافل پائین گے تو یکایک نکل پڑین گے اور سخت نقصان پہونچا دین گے۔"

روبلدا "بھا تو اچھا مگر جب بادشاہ مانتے ہی نہین تو کیا ہو سکتا ہے ؟"

منینہ "مانتے کیسے نہین ؟ مین نے حد سے زیادہ اصرار کیا۔ اور آخر راضی ہوئے کہ اس معاملہ کو اس وقت اپنے مشیرون کے سامنے پیش کرین گے۔ اور اگر اُن لوگون نے پسند کیا تو خوشی سے مجھے جانے کی اجازت دے دین۔"

فلاویا "تو آپ جا چکین۔ اول تو کوئی سردار آپ کا جانا یونہین نہ پسند کرے گا۔ اور جب بادشاہ کی بھی یہی راے دیکھین گے تو سب کے سب خلاف ہی راے دین گے۔"

منینہ "مگر چاہے کچھ ہو مین جاؤن گی ضرور۔ ابا جان کو اس کی اچھی طرح خبر نہین ہے کہ مین حریف کو کس طرح بے بس کر دیا کرتی ہون۔"

پلشیریا "فوج کے جن سردارون نے آپ کا کمال دیکھا ہے اُنھون نے بیان نہ کیا ہو گا ؟"

منینہ "نہین۔ کسی نے نہین کہا۔ ایک آدھ عورت نے بیان بھی کیا تو اُنھین یقین نہین آیا۔ فوج کے سردار جنھون نے دیکھا اُنھون نے اُن فتحون کو اپنی کارگزاریان بنا کے دکھایا (مسکرا کے) میری تعریف کرتے تو اُن کی جوانمردی مین بٹہ نہ لگ جاتا ؟"

سلوریا "مجھے تو یہ مشکل معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ آپ کو لڑائی پر جانے کی اجازت دین۔"

منینہ "وہ اجازت دین یا نہ دین مین جاؤن گی ضرور۔ اور تم سب کو بھی میرے ساتھ چلنا ہو گا۔"

فلاویا "ہم آپ کو چھوڑ کے کہان جا سکتے ہین ؟ اب تک تو یہ ہوا کہ دشمن سردار جب آپ کا رُخ زیبا دیکھ کے بدحواس ہوا ہماری فوج کے سپاہیون نے

اُسے مار ڈالا - مگر اب کی خود ہم آپ کے ساتھ ساتھ رہین گے - اور جیسے ہی کوئی شکار آپ کے تیر نظر کا گھائل اور برق جمال کا نشانہ بنے گا گرفتار کر لین گے - مجھے تو یہ دیکھنا ہے کہ عرب کیسے ہوتے ہین ؟ اور اُن پر حسن کا کیا اثر پڑتا ہے ؟"

رومیلدا :" مگر شاہزادی بناؤ سنگھار کا سب سامان اور زیب و زینت کی تمام ضروری چیزین یہین سے ساتھ لیتی چلیے گا - وہان کوئی چیز منگانی نہ پڑے ؟"

پلشیریا - (ہنس کے) " یہ بھی کوئی کہنے کی بات تھی ؟ شاہزادی کا سنگھار دان ہمیشہ ساتھ رہتا ہے - اور اُن کی مشاطہ بھی کبھی اُن سے جدا نہین ہوتی "

منینیہ :" مجھے تو تمنا ہے کہ کہین عربون کے سردار کا اور میرا سامنا ہو جاتا - مین تھوڑی دیر تک مقابلہ کرکے یکایک نقاب اُلٹ کے اُسے اپنا چہرہ دکھاتی اور دیکھتی کہ بدحواسی اور آپے سے باہر ہونے مین اُس کی کیا حالت ہوتی ہے ؟ نہین معلوم یہ حُسن کا جادو اُس پر بھی چلتا ہے یا نہین ؟"

سلوریا :" جادو ہے تو چلے ہی گا "

اتنے مین بادشاہ یودیز کونسل سے واپس آ کے تخت پر بیٹھ گیا - اور شاہزادی کی سہیلیان اُٹھ کے بادشاہ کے پیچ کے ساتھ دوسرے کمرے مین چلی گئین - یودیز نے تھوڑی دیر تامل کرکے شاہزادی سے کہا " بیٹی - اس وقت تمام وزیرون اور فوجی افسرون کے مشورے سے قرار پایا کہ آیندہ ہم عربون سے قلعہ بند ہو کے لڑین - اور پہلے سو تیوم اور تو قصہ کے قلعون کو مضبوط کیا جائے - اور جو پچاس ہزار فوج یہان جمع ہو گئی ہے کل ہی ان دونون قلعون مین بھیج دی جائے - اور مین جا کے توسیو کے قلعہ مین ٹھہرون اور جہان تک بنے اُسے مضبوط کر دون "

منینیہ :" مگر میرے جانے کے بارے مین کیا رائے قرار پائی ہے ؟ مین چاہتی ہون کہ کل ہی اس فوج کے ساتھ روانہ ہو جاؤن "

یودیز :" تمھارے جانے کو میری طرح اور سب لوگ بھی ناپسند کرتے تھے - اُن کا خیال تھا کہ اگر کوئی یہین کا دشمن ہوتا تو اُس کے مقابلے کے لیے تمھارا جانا موزون تھا - عربون سے لڑنے کے لیے ایک فرنگستان

کی شاہزادی کا جانا نامناسب ہے۔ مگر جب مین نے تمھارا اصرار اور تمھاری ضد بیان کی تو اکثر نے منظور کر لیا۔ اور یہ راے ظاہر کی کہ تمھارے جانے سے فائدہ ہی ہوگا۔ ہماری فوج کا حوصلہ بڑھے گا۔ اور تمھارے اشارے پر لوگ جان دینے کو تیار ہو جائین گے۔"

منینہ۔ (خوش ہو کے) "تو مجھے جانے کی اجازت ہے ؟"

یودیز "مگر مین پھر کہتا ہون کہ تم میرے ہی ساتھ رہو تو اچھا ہے۔ بجاے سوتیوم اور تو قوصہ والون کے تمھاری بہادری سے مین ہی کیون نہ فائدہ اُٹھاؤن ؟"

منینہ "اگر خدانخواستہ عرب تو سیو کے قلعہ تک پہونچے تو مین وعدہ کرتی ہون کہ اُن سے پہلے مین آپ کے پاس آجاؤن گی۔ اور لڑائی کے وقت آپ کی خدمت مین حاضر ہون گی۔"

یودیز۔ (حسرت آلود لہجے مین) "خیر۔ اگر تمھین جانے کا ایسا ہی شوق ہے تو جاؤ۔ مین تمھین مسیح اور دوشیزہ مادر محترم۔ اور تمام دلیون کے سپرد کرتا ہون"

یہ کہتے ہی یودیز کا دل بھر آیا۔ مگر اُس نے اپنے جذبات رقت کو روکا اور اُٹھ کے چلا گیا۔ باپ کے جاتے ہی شہزادی نے اپنی سہیلیون کو بُلا کے روانگی کی تیاریان کین۔ اور دوسرے دن علی الصباح نئی فوج کے ساتھ جنوب کی طرف روانہ ہوگئی۔

ساتوان باب

عثمان ابن ابی نسعہ کی سبقت

شہر ادلیرون پر قبضہ کرنے کے بعد عثمان بن ابی نسعہ نے ایک زمانے تک خود تو وہین قیام کیا۔ مگر مختلف سرداران عرب کی ماتحتی مین چھوٹی چھوٹی فوجین بھیج بھیج کے قرب وجوار کے گاؤن اور مقابلہ کی طاقت نہ رکھنے والے شہرون پر قبضہ کرتا رہا۔ یہان تک کہ سمندر کے مشرقی ساحل دامن کوہ پیرے نیز کا پورا علاقہ اُس کے زیر حکومت تھا۔ جہان دیوانی کے

عہدہ دار خراج وصول کرنے۔ فوجداری و دیوانی کے اختیارات عمل مین لائے۔ اور نظم و نسق مملکت قائم رکھنے کے لیے اُس نے مقرر کر دیے۔

اب عثمان بن ابی نسعہ کے پاس اندلس سے تیس ہزار لشکر اور آگیا تھا۔ اور جو لوگ گزشتہ لڑائیون مین شہید ہوئے اُن کی تعداد وضع کرنے کے بعد بھی اُس کے ہمراہ علم اسلام کے نیچے پچاس ہزار سے زیادہ فوج موجود تھی۔ اور زیادہ حوصلہ افزا یہ امر تھا کہ ان پچاس ہزار سپہ گرون مین زیادہ تعداد سوارون کی تھی جن کے حملون کی دشمن بہت کم تاب لا سکتے تھے۔

اب اس عرب سپہ سالار کا ارادہ تھا کہ اکوئی طانی کے اُن کوہستانی شہرون کی طرف رخ کرے جو مشرقی پیرے نیز مین واقع تھے۔ تاکہ یہان کی زیادہ نزہت بخش اور روح افزا وادیون سے لطف اُٹھا سکے۔ اور اِس طرف کی گھاٹیون سے براہ راست اُندلس کا راستہ جاری کر لے۔ یہ ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ایک دن خلف بن عباس الخزاعی کی تحریر ملی اور معلوم ہوا کہ وہ طولوس کو فتح کر کے شمال مین دریاے غرونہ کے پار اُتر آیا ہے اور شہر لقطورہ کے پاس کوشش کر رہا ہے کہ اُسے فتح کر کے دریاے غرس سے بھی پار ہو اور شہر اغم کی طرف بڑھے۔

یہ خط دیکھتے ہی اُس نے دل مین کہا "تب تو مجھے بجاے پیرسٹ نیز کی گھاٹیون مین گھسنے کے شمال کی طرف کوچ کر کے یوڈیز کے دار السلطنت بُردی غالہ کا ارادہ کرنا چاہیے۔ تاکہ طے شدہ تجویز کے مطابق قوسیو مین ہم دونون کے لشکر مل جائین۔ خلف اگر مجھ سے پہلے وہان پہونچ گیا تو اُسے بڑی دشواریان پیش آئین گی"۔ اسی پس و پیش مین تھا کہ امیر اندلس عبد الرحمٰن غافقی کا خط ملا۔ اُس نے لکھا تھا "تمھاری کارگزاریان قابل تعریف ہین۔ سارے اُندلس مین تمھاری شجاعت کی تعریف ہو رہی ہے۔ اب تم فوراً شمال کی طرف روانہ ہو۔ اور یوڈیز کے دار السلطنت پر قبضہ کر کے اُس کے ملک کو قلمرو خلافت مین شامل کر لو"۔

یہ خطوط پانے کے بعد عثمان بن ابی نسعہ نے اپنے جاسوسون سے

دشمنون کے حالات دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ اکوئی طاقتی کا کوئی لشکر اب اُس کے مقابلے کو نہ آئے گا۔ بلکہ فرانسیسی فوجین قلعجات سوتیوم اور قوقوصہ مین قلعہ بند ہو کے لڑنے کا سامان کر رہی ہین - یہ سُن کے اُس نے کہا "وہی جس سے مین بچتا تھا - اب خدا جانے کتنے دنون محاصرہ کیے پڑا رہنا پڑے؟ اور بڑی دشواری یہ ہے کہ ابن عباس خزاعی سے شہر قوسیو مین ملنے کا وعدہ ہے۔ اگر وہ مجھ سے پہلے وہان پہونچ گیا تو بڑی خرابی ہو گی۔ اور یہ ممکن نہین ہے کہ درمیان کے قلعے چھوڑ کے مین آگے بڑھ جاؤن - خیر۔ اب تو جو کچھ ہو پیرے تیز کی گھاٹیان چھوڑ کے مجھے شمال ہی کی طرف بڑھنا چاہیے" اس کے بعد اپنے ہمراہی افسران فوج کو بلا کے مشورہ کیا اور اُن کو بھی شمال کی طرف بڑھنے پر آمادہ پا کے حکم دے دیا کہ پرسون قوقوصہ کی طرف کوچ ہے -

ادلیرون سے قوقوصہ تقریباً ستّر میل کی مسافت پر تھا۔ لیکن خرابی یہ تھی کہ اگر براہ راست وہان کا قصد کیا جائے تو راستے مین چار پانچ دریا پڑتے تھے - خصوصاً پچھلا عمیق دریا اتور جس کے کنارے یُوویز کا کثیر التعداد لشکر جو قوقوصہ مین قلعہ بند ہو کے لڑنے کے لیے آیا تھا مزاحمت کرنے کو موجود تھا۔ اور کوسون تک انتظام کر دیا گیا تھا کہ عرب کسی جگہ دریا کے پار نہ اُترنے پائین - یہ حالات سُن کے عثمان کو اس سفر مین خطرے اور وقتین نظر آئین۔ متردد تھا کہ رہبرون سے معلوم ہوا" بجاے اس سیدھے راستے کے اگر لشکر عرب طربیس مین واپس جا کے شمال کی طرف کوچ کرے اور شہر سوتیوم پر حملہ آور ہو اور پھر وہان سے قوقوصہ کا ارادہ کرے تو راستے مین کوئی دریا نہ پڑے گا۔ لیکن ہان اس راستے سے لشکر کو زیادہ مسافت طے کرنا پڑے گی۔ کیونکہ ادلیرون سے طربیس پینتیس میل۔ وہان سے سوتیوم ساٹھ میل۔ اور وہان سے قوقوصہ پچاس میل ہے۔ مگر اس راستے سے حملہ کرنے مین یہ فائدہ ہے کہ سوتیوم کا قلعہ بھی زبردست ہے اور قوقوصہ کے بعد دشمن اُسی مین پناہ گزین ہو کے لڑنا چاہتے ہین - اگر قوقوصہ سے

پہلے ہی مسلمانون نے اُس کا محاصرہ کر لیا تو قو قوصہ کا زور بالکل ٹوٹ جائے گا۔"

یہ حالات معلوم ہونے کے بعد عثمان نے کہا" تو ایک تدبیر کی جاسے (اپنے ایک پُرانے رفیق مجاہد بن علقمۃ الشیبانی سے) لشکر کو مین دو حصون مین تقسیم کیے دیتا ہون - بیس ہزار مجاہدون کر لے کے تم دریاؤن سے اُترتے ہوئے سیدھے قو قوصہ پر جاؤ - کشتیان اور ٹوکرے[عـ۵] اونٹون پر لدے ہوئے ساتھ ہوئی ہین - امید ہے کہ تمھاری مستعدی سے زیادہ دشواری نہ پیش آئے گی - باقی تیس ہزار فوج کو مین اپنے ساتھ لے کے یہان سے طرابس اور وہان سے جلد ہی جلدی کوچ کرکے سوتیوم پر جا پہونچون گا - ان دونون قلعون پر حملہ ہونے سے دشمنون کی قوت بنٹی رہے گی - اور کیا عجب کہ دونون آسانی سے فتح ہو جائین "

مجاہد نے اس رائے کو بہت پسند کیا - اور تیسرے دن دونون لشکر اپنے اپنے مقررہ راستون پر روانہ ہو گئے - یو دیز کے افسرون کو اس کی اطلاع نہ ہوئی اور جب مجاہد بیس ہزار لشکر عرب کے ساتھ براہ راست قو قوصہ کی طرف روانہ ہوا تو مقابلہ کا جو کچھ انتظام تھا قو قوصہ ہی کے قلعہ مین کیا گیا - سوا تھوڑی سی فوج کے جو سوتیوم مین چھوڑ دی گئی تھی کل لشکر قو قوصہ مین چلا آیا - اور مسلمانون کے روکنے کے لیے دریاے اتّور کے کنارے بڑا بھاری لشکر جمع ہو گیا - چار ہی پانچ روز بعد اُس مین اور مجاہد کے لشکر مین تیرون کی لڑائی شروع ہو گئی - مجاہد اگرچہ دریا سے اُترنے کا کافی سامان ساتھ لایا تھا مگر دشمنون کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ کسی جگہ اُسے دریا کے پار اُترنے کا موقع نہ ملتا تھا - اُنھون نے نہایت ہی ہوشیاری و بیدارمغزی سے دُور دُور تک دریا کی نگرانی رکھی کہ مسلمان جس طرف سے اُترنے کا قصد کرین

عـ۵ دریاؤن کے پار اُترنے مین ٹوکرے کشتیون سے زیادہ بے خطر ہوتے ہین - اُن کا رواج بعض جگہ اب بھی ہے لیکن اگلے دنون ساری دنیا مین تھا - چھاگڑ کے بڑے بڑے ٹوکرے بنا کے چمڑہ منڈھ دیا جاتا اور اُن پر رال کا روغن پھیر کے مسامات بند کر دیے جاتے ہین -

فوراً پہونچ کے روکا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہان پہونچے پورا ایک ہفتہ ہو گیا۔ مگر مسلمان دریا کے اُس پار نہین اُتر سکے۔ دونون لشکر دریا کے دونون کنارون پر آمنے سامنے پڑے ہین۔ اور روز دونون سپہ گرون کے حوصلے صرف مشق تیر افگنی سے پورے ہوتے ہین۔

آٹھوان باب

پری پیکر جاسوس

شاہزادی منینہ اگرچہ بڑی غالہ سے خاص میدان جنگ کا ارادہ کرکے آئی تھی مگر سوتیوم مین آکے ٹھہر گئی اور وہان کے قلعہ کو اپنی نگرانی مین مضبوط کرا رہی ہے بجاے اس کے کہ توقوصہ مین پہونچ کے عربون کے مقابلے مین جوہر شجاعت دکھائے یہان ٹھہر جانے مین اُس کی یہ مصلحت ہے کہ وہ چاہتی ہے ذرا الگ سے کھڑے ہو کے عربون کی حالت دیکھے۔ اُن کے مذاق و معاشرت سے واقف ہو۔ اور اُن کی لڑائی کا رنگ دیکھے۔ پھر اس کے بعد آگے بڑھ کے اُن کا سامنا کرے۔ اسی فکر مین ایک دن اپنی سہیلیون مین بیٹھے بیٹھے ایک اُبی ہوئی سانس لے کے بولی۔ "کسی طرح سے مجھے یہ معلوم ہو تا کہ عربون کا سردار کیسے مزاج اور کس طبیعت کا آدمی ہے"

پلکشیریا" اب اس لڑائی کے زمانے مین تو شاہزادی یہ بہت مشکل ہے۔ لڑائی نہ ہوتی اور یہ لوگ اندلس مین ہوتے تو مین خود بھیس بدل کے جاتی۔ اور پتہ لگاتی۔ لیکن آج کل تو یہ غیر ممکن ہے۔ ہم مین کوئی اتنا بھی تو نہین ہے کہ اُن کی زبان مین باتین کر سکے"

سلوریا" سوتیوم مین تلاش کراؤ۔ شاید اندلس کی کوئی ایسی عورت مل جائے جو عربون کی زبان جانتی ہون یا اُن کے لشکر مین جا سکے"

منینہ" بس یہی ایک تدبیر ہے۔ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟"

فلاویا" مین یہان کے حاکم اور قلعہ دار سرولیطوس کو بُلاتی ہون۔ شاہزادی

اُنھیں حکم دیں تو وہ ہی تین دن میں وہ کوئی ایسی عورت پیدا کردیں گے۔"
منیئہ:" اُن کے ذریعہ سے مل تو جائے گی۔ مگر میں چاہتی تھی کہ کوئی جانی بوجھی اور بھروسے کی عورت ہوتی۔"
پلشیریا:" آج کل تو جو ملے گی بھروسے ہی کی ملے گی۔ لوگ عربوں سے اس قدر جلے اور ڈرے ہوئے ہیں کہ اُن کے مقابلے میں ہمارے ساتھ سب ہی وفاداری کریں گے۔"
شاہزادی کا منشا پا کے خلادیا اسی وقت گئی اور سرویلطوس کو بُلا لائی جو حاضر ہو کے آداب بجالایا۔ اور شاہزادی نے کہا "سرویلطوس میں کوئی ایسی عورت چاہتی ہوں جو اندلس کی اور عربوں کی زبان جانتی ہو۔ اور بھروسے کی عورت ہو۔"
سرویلطوس۔ (غور سے تامل کے بعد) "حضور۔ ایک عورت نے چند روز ہوئے یہاں آکے پناہ لی ہے۔ وہ ایک بہت ہی خوبصورت اور کمسن لڑکی ہے۔ اور اُس کا بیان ہے کہ اطراف طلوس کے ایک مسیحی سردار کی بیٹی ہے۔ نربونہ کے عرب حاکم نے اُس کا گاؤں لوٹ لیا۔ اور اُسے گرفتار کرکے عربوں کے اسی سردار کے پاس جو اُن کا سب سے بڑا سپہ سالار ہے اور ہمارے مقابلے کو آیا ہے نذرانے کے طور پر بھیج دیا۔ مگر وہ کوئی حکمت کرکے بھاگ آئی اسکے سوا اُس کے اور کچھ حالات میں نہیں جانتا۔"
منیئہ:" اگر اُس کا یہ بیان سچ ہے تو مجھے اس سے بڑی مدد ملے گی۔ مجھے ایسی ہی عورت چاہیے۔ لیکن آج کل تو ایسا زمانہ ہے کہ کسی ناواقف شخص کو راز دار بناتے ڈر معلوم ہوتا ہے۔"
سلوریا:" حضور اُسے ضرور بُلوائیں۔ اگر خلاف بھی ہوگی تو ہمارا کیا بنالے گی؟ ہم ہوشیار رہیں گے۔ نہ اُس پر اپنا کوئی راز ظاہر کریں گے۔ اور نہ اُس کے کہنے سے کوئی ایسا کام کریں گے جس میں خطرہ نظر آتا ہو۔"
منیئہ:" خیر۔ جو کچھ ہو اُسے بُلوانا ضرور چاہیے۔ مگر سرویلطوس۔ تم اس کا تو پتہ لگاؤ کہ اپنے گھر بار کی تباہی و بربادی کا جو کچھ حال وہ بیان کرتی ہے

وہ کہاں تک سچ ہے؟ آج کل طولوس اور اُس کے آس پاس کے بہت سے لوگ بھاگ بھاگ کے یہاں آئے ہوئے ہین - تم کوشش کروگے تو کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہوگا"

سرولیطوس "جو حضور کا حکم ہو - تو مین اُسے بُلواؤن؟ حضور کے سامنے ہی اُس کا اور اُس کے باپ اور وطن کا نام دریافت کرلون گا" شاہزادی نے اجازت دی اور وہ تعمیل حکم کے لیے روانہ ہوا - سرولیطوس نے اس عورت کے ایسے صفات بیان کیے تھے کہ شاہزادی اور اُس کی سہیلیون کو اُس کے آنے کا بحد انتظار تھا - اور انتظار کا زمانہ اسی گفتگو مین گزرا کہ اس عورت سے کیونکر ملین؟ اور اُس کے ساتھ کیا برتاؤ کرین؟ چنانچہ طے پایا کہ اصل مین چاہیے کسی قدر احتیاط کی جائے مگر ظاہر مین اُسے بالکل دوست اور ہمدم و ہمراز بنا کے اُس سے اُسی طرح خلا ملا رکھنا چاہیے جیسا کہ دوسری سہیلیون سے ہے - کوئی تین گھنٹے کے بعد سرولیطوس نے حاضر ہو کے اپنی اطلاع کرائی - اور باریابی کے بعد اُس حسینہ کو لا کے پیش کر دیا - یہ ایک نہایت ہی حسین دپری جمال سترہ اٹھارہ برس کی لڑکی تھی جس کے حُسن و جمال کو شاہزادی اور اُس کے ساتھ والیان دیکھ کے گھبرا سی گئین - ایک شاہزادی کے حسن پر تو اُس کی خوش جمالی کا کچھ اثر نہین پڑا - مگر چارون سہیلیون کے چہرے ماند پڑ گئے - اُس کا چہرہ نہ تھا آتش بازی کی مہتاب تھی کہ اُس کے چھوٹتے ہی سارے چراغ بے نور ہوگئے - یہ کمسن حسینہ سامنے آکے ادب سے آداب بجالائی - اور خاموش کھڑی تھی کہ شاہزادی نے بُلا کے اپنے پاس بٹھا لیا -

سرولیطوس (شاہزادی سے) "اگر حضور اجازت دین تو اس حورِ وش نازنین سے مین چند باتین دریافت کرلون؟"

حسینہ "ضرور پوچھو"

سرولیطوس - (اُس حسین لڑکی سے) "تمھارے حالات مین نے مختلف لوگون سے سنے ہین لیکن خود تم سے دریافت کرنے کی نوبت نہین آئی - ہماری

شاہزادی میری زبان سے تمھارا ذکر سُن کے تم پر مہربان ہو گئی ہیں اور تمھارے حالات سُننا چاہتی ہیں - اس لیے میں جو کچھ پوچھوں اُس کا صاف صحیح اور مختصر جواب دو۔ پہلے مجھے اپنا نام بتاؤ۔"

لڑکی :- "میرا نام ہیلینا ہے۔"

ھرولیطوس :- "تمھارے والد کا کیا نام تھا؟ وہ کون تھے؟ اور اُن کا کیا واقعہ ہے؟"

ہیلینا :- "میرے والد کا نام برباطیو تھا۔ طیوس سے جنوب و مشرق طرف دریاے غرونہ کے کنارے ایک چھوٹا سا شہر ہے دیرنوسول۔ میرے والد وہاں کے زمیندار اور سردار تھے۔ اور تمام لوگوں میں مشہور ہے کہ اُن اطراف میں سب سے پُرانا اور رومیوں کے زمانے کا خاندان ہمارا ہی تھا۔ ہم وہاں اطمینان اور خوش حالی سے بسر کرتے تھے۔ اور میں نے بڑے لاڈ پیار سے پرورش پائی تھی۔ مگر ایک دن یکایک ہمارے شہر پر نربونہ کے مسلمان حاکم نے زبردست لشکر سے حملہ کر دیا۔ ابا جان میں اگرچہ مقابلے کی طاقت نہ تھی۔ مگر جان مال اور عزت آبرو کا معاملہ تھا جتنے آدمی مل سکے ساتھ لے کے مقابلے کو نکلے۔ اور کئی گھنٹوں تک لڑتے رہے۔ مگر کب تک؟ آخر شہید ہوئے۔ میرے دو بھائی اور کئی اورعزیز بھی اُن کے ساتھ کام آئے۔ جو لوگ ساتھ گئے تھے اُن میں سے اکثر مارے گئے اور جو بچے بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب کوئی ہمارا مربّی اور بچانے والا نہیں باقی رہا تو دشمنوں نے شہر کو لوٹنا اور عورتوں اور بچوں کو پکڑنا شروع کر دیا۔ کوئی روکنے والا نہ تھا۔ وہ کئی سو لڑکوں اور عورتوں کو پکڑ کے نربونہ میں لے گئے۔ جن میں میں بھی تھی۔ دو ہفتے تک میں نربونہ کے حاکم کے محل میں رہی اور اُس کے بعد اُس نے مجھے عربوں کے بڑے سردار عثمان کے پاس بھیج دیا۔ وہ اُن دنوں شہر الباب میں تھا جو پیرے نیز کی ایک گھاٹی کے اندر ہے۔ میں کئی مہینوں تک اُس کی خدمت میں رہی۔ وہاں اُس کی لونڈیوں اور غلاموں سے میں نے

ربط بڑھایا۔ اور سب کو اپنا دوست بنا کے اتنا اعتبار پیدا کر لیا کہ عثمان جب چند روز کے لیے اُندلس کے شہر بشکنس مین گیا تو مین موقع پا کے بھاگ کھڑی ہوئی۔ اور گرتی پڑتی یہان پہونچی کہ مسلمانون کے ظلم سے بچون"

سرویطوس "تمھاری داستان بہت ہی افسوس ناک ہے۔ اور مسیح کے فضل سے امید ہے کہ ہماری شاہزادی کے پاس تمھین پناہ مل جائے گی۔ اور وہ عربون سے تمھارا بدلہ لے لین گی۔ مگر تمھارے شہر کا کوئی اور شخص بھی یہان ہے؟"

ہیلینا "بہت سے ہون گے۔ مگر مین کسی کو نہین جانتی"

سرویطوس "تمھارے شہر کی تباہی کا حال تو بہت سے لوگ جانتے ہون گے؟"

سرویطوس "سب ہی جانتے ہین"

سرویطوس "خیر اب تم شاہزادی کی خدمت مین رہو اور آئندہ اُنھین کو اپنا حامی و مددگار جانو۔ اُن سے تم کو اپنی مظلومی کا بدلہ مل جائے گا۔ (شاہزادی سے) اب حضور اجازت ہو تو غلام رخصت ہو؟"

منیبہ "ہان اب تم جاؤ۔ تم نے بڑا کام کیا کہ اس مظلوم لڑکی کو مجھ سے ملا دیا"

سرویطوس اجازت پا کے چلا گیا۔ اور شاہزادی نے ہیلینا کی طرف توجہ کر کے کہا "مین تم سے مل کے بہت خوش ہوئی۔ اور تمھارا حال سن کے مجھے بڑا افسوس ہوا۔ شاید میری صحبت مین رہ کے تم اپنے غم کو بھول جاؤ۔ مگر یہ بتاؤ کہ یہان تمھارا کوئی عزیز قریب بھی ہے؟"

ہیلینا "یہان کیا کہین کوئی نہین ہے"

منیبہ "کہین تو کوئی ہوگا؟"

ہیلینا "کہین نہین۔ طولوس مین میری مان کے قرابت دار تھے مگر خدا جانے اُن کا کیا حشر ہوا؟ زندہ بھی ہین یا نہین؟ اور اگر ہون بھی تو مین اب اس حال مین اُن سے ملنا نہین چاہتی"

منیبہ "یہان تم بالکل اکیلی رہتی ہو؟"

ہیلینا: "بالکل اکیلی۔ ایک خانقاہ مین مسافرون کی طرح رہتی ہون۔ اور ایک نیک بخت نن صاحبہ کی مہمان ہون"
منینہ: "تو پھر تم میرے ہی پاس نہ چلی آؤ؟"
ہیلینا: "اس سے زیادہ میری کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے؟"
منینہ: "تو جاؤ اپنا اسباب لے آؤ۔ (سلوریا سے) تم اِن کے ساتھ چلی جاؤ۔ دو ایک غلامون کو بھی لیتی جاؤ۔ جو کچھ اسباب ہو اِسی وقت اُٹھا لاؤ۔ اور یہان لا کے اِن کے رہنے کا پورا بندوبست کر دو۔ تاکہ آرام سے رہین اور کسی بات کی تکلیف نہ ہو"

اس حکم کے مطابق سلوریا ہیلینا کے ساتھ اُس کا اسباب لانے کو گئی۔ اور شاہزادی نے اپنی دوسری سہیلیون کی طرف دیکھ کے کہا "مجھے تو یہ بہت ہی نیک بخت سیدھی سادی اور بالکل سچی معلوم ہوتی ہے۔ (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) آہ! اِن ظالم اور وحشی عربون کے ہاتھ سے کن کن لوگون پر کیسے کیسے ظلم ہو رہے ہین؟ میرے نزدیک تو یہ لڑکی بالکل بھروسے کے قابل ہے۔ تم کیا کہتی ہو؟"
گلیشریا: "حضور۔ یہ بہت ہی نیک بخت اور بھولی لڑکی معلوم ہوتی ہے۔ اُسے جھوٹ بولنے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ اور اگر ناواقفیت کی وجہ سے کوئی شبہہ بھی ہو تو دو چار روز مین جاتا رہے گا"

اس رائے سے رودلدا اور فلادیا نے بھی اتفاق کیا۔ اور شاہزادی پھر فوجی اصلاح اور فصیل قلعہ کی مرمت اور مضبوط کرنے مین مصروف ہو گئی۔ اسی اثنا مین اُسے خبر ملی کہ عربون کا لشکر قوصہ کے قریب آپہونچا۔ فرانسیسی لشکر نے اُسے دریاے اتور کے کنارے روکا ہے۔ اور دونون جانب سے تیرون کی لڑائی ہو رہی ہے۔

اب ہیلینا کو ایک ہفتہ ہو گیا۔ چارون سہیلیون کی طرح شب و روز شاہزادی کی صحبت مین رہتی ہے۔ شاہزادی اور اُس کی سہیلیان جہان تک بنتا ہے اُس کی خاطرداشت کرتی ہین اور اُسے اپنی صحبت مین بے تکلف کرتی

جاتی ہین۔ ایک دن شام کو کھانے کے وقت شاہزادی نے ہیلینا سے پوچھا" تم عربون کی زبان جانتی ہو؟"

ہیلینا: "حضور بالکل نہین (مسکرا کے)" تھوڑے دنون شہرالباب مین رہنے سے دو چار لفظ سیکھ گئی ہون۔ چند روز اور رہتی تو کچھ نہ کچھ ضرور سیکھ جاتی"

منینہ۔ (تعجب سے)" تو تم جس عرب سردار کے گھر مین رہتی تھین اُس سے تم سے باتین کیونکر ہوتی تھین؟"

ہیلینا: "اور اُس سے بات کس نے کی؟ مین جتنے دنون رہی چپکی بیٹھی رہی۔ ایک دن اُس نے اپنی ایک لونڈی ریحانہ کے ذریعے سے مجھ سے دو ایک باتین کی تھین۔ ریحانہ اُس کی ایک اُندلس کی رہنے والی لونڈی ہے"

منینہ: "کیا یہ وہی تمھارا عرب سردار ہے جو فوج لے کے ہمارے ملک پر آیا ہے؟"

ہیلینا۔ (ہنس کے)"میرا کیون ہونے لگا تھا؟ اب مین زبردستی باندھ کے بھیج دی گئی تو اس کو کیا کرون؟ اتنا جانتی ہون کہ اُس کا نام عثمان ابن ابی لسیعہ تھا اگر اس کا یہی نام ہے تو یقین ہے کہ وہی ہوگا"

پلینتیریا: "اچھا تم نے تو اُسے دیکھا ہے۔ بتاؤ کیسا اور کس قطع کا آدمی ہے؟"

ہیلینا: "آدمی تو وہ مجھے بُرا نہین معلوم ہوا۔ اپنے نوکرون اور لونڈی غلامون پر مہربان ہے۔ ماتحتون سے اخلاق کے ساتھ جھک کے اور بہت سادگی سے ملتا ہے۔ مگر اتنا جانتی ہون کہ ہسپانیہ کے نئے عرب حاکم سے وہ خوش نہین ہے۔ اُسے امید تھی کہ مین ہی سارے ہسپانیہ کا مالک ہو جاؤن گا۔ لیکن یہ آرزو پوری نہین ہوئی اور کوئی اور شخص مقرر ہو گیا۔ اِس کا اُسے بڑا رنج ہے"

رُوملدا: "اور اُس کی صورت کیسی ہے؟"

ہیلینا: "صورت بھی بُری نہین ہے۔ عربون مین مین نے ایسا خوبصورت آدمی نہین دیکھا۔ گورا ہے۔ قد آور ہے۔ بھرے بھرے ہاتھ پاؤن ہین۔ گول

چہرہ ہے - آنکھوں مین رسیلا پن ہے - چہرہ بشاش رہتا ہے - اور اس کے ساتھ سب لوگوں پر اُس کی صورت کا رعب بھی پڑتا ہے "

منینہ " اے نہین! مین تو عربون کو وحشی، ہوش - کالا کلوٹا - بد قطع - بھیانک اور اُن کی صورت ڈراونی سنتی تھی "

ہیلینا " اکثر عرب سیاہی ایسے ہی ہین جیسا آپ نے فرمایا - مگر وہ تو بہت ہی خوبصورت اور قطع دار ہے - پھر اس کے ساتھ ہی بڑی خوبی یہ ہے کہ ہنسمکھ با مذاق اور زندہ دل ہے - طبیعت مین رنگینی ہے - صرف موسم بہار کا لطف اُٹھانے کے لیے وہ شہر الباب مین تھا - پھولون کی بہار - آبشارون کی روانی - اور مرغزارون کی تر و تازگی دیکھ کے اُس کے چہرے پر رونق آجاتی تھی - اور گھنٹون کوٹھے پر سے بیٹھا اسی لطف کو دیکھا کرتا تھا - اُسے گانے کا بھی شوق ہے - اُس کی کئی لونڈیان بہت اچھا گاتی ہین - اور اکثر وہ اُن کا گانا سُنا کرتا ہے - مجھے تو اُس کی طبیعت مین عشق اور محبت کا مادہ معلوم ہوتا ہے "

فلاویا - (ہنس کے) " سچ سچ! تو وہ تم پر عاشق کیون نہ ہو گیا؟ تم سی پری جمال حسینہ تو اُسے نصیب نہ ہو گی "

ہیلینا " اب مجھے تم بنانا چاہتی ہو تو بنا لو - مگر مین نہ اس قابل ہون کہ کوئی مجھ پر عاشق ہو اور نہ ایسی قسمت ہے کہ کسی پر مین عاشق ہون - شاہزادی نے ایک بات پوچھی تھی مجھے جو کچھ معلوم تھا سچ سچ بتا دیا "

فلاویا " نہین مین بناتی نہین ہون - لیکن تمھین یہ خوب معلوم ہے کہ وہ عاشق مزاج اور رنگین طبیعت کا آدمی ہے؟"

ہیلینا " مین نے تو اُسے ایسا ہی پایا "

منینہ " اور لڑائی مین اُس کا کیا حال ہے؟"

ہیلینا " اس کا مجھے تجربہ نہین ہے - مگر وہان لوگون مین مشہور وہ بہت ہی بہادر ہے "

منینہ " مجھے کسی طرح یہ معلوم ہوتا کہ لڑائی مین اُس کا کیا رنگ ہے؟"

ہیلینا :- افسوس! مین آج کل وہان نہین ہون ورنہ یہ بھی بتا دیتی - مگر یہ تو معلوم ہی ہوتا رہتا ہے کہ اُس نے کن کن شہرون پر قبضہ کر لیا - اور کس تیزی سے بڑھتا چلا آتا ہے؟"

مینیہ :- مگر اِس کی تو خبر نہین ہوئی کہ لڑائی مین وہ خود میدان مین آتا ہے یا اُس کے افسر آ لڑتے ہین؟ اور آتا ہے تو وہ اپنے لشکر مین کہان پر رہتا ہے؟ اور لڑائی کے میدان مین خاص اُس کی پہچان کیا ہے؟

ہیلینا :- یہ باتین تو اُسی کو معلوم ہو سکتی ہین جو آج کل اُس کے ساتھ ساتھ ہو"

پلشیریا :- ہیلینا - تم کہتی تھین کہ تم نے اُس کی لونڈیون سے میل جول پیدا کر لیا تھا - یہ ہو سکتا ہے کہ آج کل جا کے تم اُس کی کسی لونڈی سے ملو اور دو چار دن اُس کے ساتھ رہ کے یہ حالات دریافت کر لاؤ؟"

ہیلینا :- اگر شاہزادی کی مرضی ہے تو مجھے جانے مین عذر نہین - مگر حضور یہ خیال کر لین کہ مین وہان سے بھاگ کے آئی ہون - سب میری ہی تلاش مین ہون گے - اور اُن کے ہاتھ لگ گئی تو پھر مجھے واپس آنا نہ نصیب ہو گا"

مینیہ :- ایسی حالت مین بھلا کون کہے گا کہ تم جان بوجھ کے شیر کے منھ مین چلی جاؤ؟ پھر کیا کرون؟ کسے بھیجون؟ اِن باتون کے معلوم ہونے کی کوئی تدبیر تو ہونی چاہیے"

ہیلینا :- شاہزادی - خود میرے جانے مین تو بے شک یہ اندیشہ ہے کہ عرب مجھے قید کر لین گے - لیکن اگر کوئی اور میرے ساتھ جاتا تو مین عربون کے لشکر کے پاس پہونچ کے کسی جگہ ٹھہر جاتی اور اُسے اپنے خط کے ساتھ بھیج دیتی - وہ دو چار دن اُن کے لشکر مین رہتا - پھر میرے خط کا جواب لے کے میرے پاس آتا - اور ہم دونون شاہزادی کے حضور مین حاضر ہو کے حال عرض کرتے"

مینیہ :- تدبیر تو اچھی ہے - مگر تمھین ساتھ لے جانے کے لیے کوئی مرد چاہیے یا عورت؟"

ہیلینا :- کوئی ہو - عورت ہو تو زیادہ اچھا ہے - مین اُسے ایک خط عثمان

کی معتبر لونڈی ریحانہ کے نام لکھ دون گی۔ اور ریحانہ نے اگر اُسے اپنا دوست بنا لیا تو اُسے ساری باتین معلوم کرنے کا بہت ہی اچھا موقع مل جائے گا۔"

سلوریا :- "اچھا مین تمھارے ساتھ چلتی ہون۔ مجھے لے چلو گی ؟"

ہیلینا :- "تم سے اچھا ساتھی کون ہو سکتا ہے ؟"

منیںہ :- "اور خط مین تم کیا لکھو گی ؟"

ہیلینا ۔ (دلفریب شرمندگی کے ساتھ) "عرب سردار نے میری صورت کی کئی بار تعریف کی تھی۔ اور ریحانہ کہتی تھی کہ وہ مجھ پر عاشق ہے۔ اپنی طرف سے خط بھیج کے آزماؤن گی کہ اُسے میرے ساتھ سچ مچ محبت ہے یا خالی زبانی باتین تھین۔ اگر حقیقت مین وہ مجھ پر فریفتہ ہے تو پھر جانیے کہ آپ کے اختیار مین ہے۔ اس لیے کہ بہت جلد ہی ہمارے فریب مین آجائے گا۔ اس کے سوا مین اُس خط مین یہ ظاہر کر دون گی کہ شاہزادی منیںہ کی خدمت مین مین پہونچ سکتی ہون جن کے حسن کی کبھی آپ کے سامنے تعریف کی تھی۔ اگر آپ چاہین تو اُن سے آپ سے نامہ و پیام جاری کرا دون۔"

منیںہ :- "کیا تم نے اُن کے سامنے میرا تذکرہ کیا تھا ؟"

ہیلینا :- "جی ہان۔ مین نے کہا تھا کہ وہ اپنی صورت کی ایک جھلک دکھاتے ہی دشمن کو بدحواس کر دیتی ہین۔ اور اُس مدہوشی مین اُن کے سپاہی اُن کا کام تمام کر دیتے ہین۔"

منیںہ ۔ (اپنے اوپر ناز کرنے کی ادا سے) "اے ہے تو اُسے اس کی بھی خبر ہے ؟ تھین میرا یہ حال کیونکر معلوم ہوا ؟"

ہیلینا :- "یہ کوئی چھپی بات ہے ؟ سارے ملک مین مشہور ہے۔ اپنے گھر مین عورتون سے اِس کا ذکر سنا تھا۔ جب اس عرب سردار عثمان کے پاس گئی اور اُس نے پوچھا کہ تمھارے ملک مین تم سے بھی بڑھ کے کوئی خوبصورت ہے تو مین نے کہا خوبصورت یہی نہین بلکہ شاہزادی منیںہ ہین جو دشمن کو ایک ہی نظر مین گھائل کر دیتی ہین۔"

فلاویا :- "یہ تو بڑی مشکل ہوئی۔ جب اُسے ہماری شاہزادی کا حال معلوم

ہو گیا ہے تو لڑائی میں سامنے کیوں آنے لگا؟ وہ تو بہت ہی بچتا رہے گا۔"

ہیلینا :" یہ نہ کہو۔ وہ تو ایسا عاشق مزاج آدمی ہے کہ اتنا معلوم ہو جایا چاہیے کہ شاہزادی اِس میدان میں ہیں۔ پھر ہر طرف ڈھونڈھتا پھرے گا۔ میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ شاہزادی اُس سے لگاوٹ پیدا کریں۔ اور خود اپنی طرف سے ملاقات کا شوق ظاہر کر کے اندر ہی اندر اُس سے رسم پیدا کریں۔ اور بتادیں کہ فلاں میدان میں اُن کا اور اُس کا سامنا ہوگا۔ تم دیکھ لینا کہ وہ جان پر کھیل کے آئے گا۔ اُس وقت اگر شاہزادی اُسے اپنے تیر نظر سے مار لیں تو اِس سے کیا بہتر ہے؟ اور اگر زور نہ چلا تو پھر صلح کی گفتگو میں آسانی ہو گی۔"

منینہ :" تمھاری رائے بہت ٹھیک ہے۔ اب زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اور سلوریا تو قوسہ میں چلی جاؤ جہاں مسلمانوں کا لشکر ہے۔ اور دس بارہ دن میں اپنا کام کر کے واپس آجاؤ۔ (ہیلنیا سے) مگر تم کس طرح جاؤ گی؟"

ہیلینا :" ہم مردانہ بھیس کر کے اور سپاہی بن کے جائیں گے۔ اپنی اصلی صورت میں جانا ٹھیک نہیں ہے۔"

منینہ :" تو آج ہی دونوں اپنے کپڑے ویڑے درست کر لو۔ کل میں یہاں سے دو ہزار سپاہی جو آج ہی بُردی غالہ سے آئے ہیں اور اُن میں بہت سے نو عمر بے ڈاڑھی مونچھ کے لڑکے ہیں قوسہ بھیجوں گی اُنھیں میں مل کے تم بھی چلی جانا۔"

یہ تجویز قرار پا گئی اور دوسرے دن صبح کو یہ دونوں جوان ہمت پری وش لڑکیاں مردانہ لباس جنگ پہن کے اور خوبصورت اور مضبوط گھوڑوں پہ سوار ہو کے سوتیوم سے روانہ ہو گئیں۔

اُنھیں گئے ہوئے تین ہی دن ہوئے تھے کہ یکایک خبر آئی مسلمانوں کا دوسرا زبردست لشکر سوتیوم کے پاس آپہونچا ہے۔ قرب و جوار کے پناہ گزیں دیہقانی بھاگ کے شہر میں آئے اور عربوں کے طرح طرح کے ظلم

بیان کرنے لگے - یہ خبر سُن کے شاہزادی کے حواس جاتے رہے - اُس کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا کہ مسلمانون کا اندلسی لشکر قوقوسہ پر قبضہ کرنے سے پہلے اِدھر کا رخ کر سکے گا - اسی اطمینان کی وجہ سے اُس نے یہان بالکل لشکر نہین جمع کیا تھا - یودیزنے بُردی غالہ سے جس قدر فوج بھیجی سب کو وہ برابر قوقوسہ کی طرف روانہ کرتی رہی - عربون کے ناگہان آپہونچنے کی خبر سُن کے گھبرا اُٹھی کہ اب کیا ہوگا؟ فوراً عجلت کے ساتھ ایک طرف باپ کو لکھا کہ "جس قدر فوج فراہم ہو سکے فوراً بھیجیے - اگر دو دن کے اندر لشکر نہ آگیا تو سوتیوم پر عربون کا قبضہ ہو جائے گا - یہان اتنا لشکر بھی نہین ہے کہ قلعہ کو ایک ہفتہ بھی دشمنون سے بچا سکے" اسی مضمون کا حکم اپنے سپہ سالار قوقوسہ رولن کو لکھا کہ "چونکہ عرب دوسری طرف سے آکے سوتیوم کے قریب پہونچ گئے ہین اس لیے وہان سے تھوڑی فوج فوراً یہان بھیج دی جائے تاکہ شہر دشمنون سے بچایا جائے - مگر قبل اس کے کہ کافی مقدار مین فوج پہونچ سکے عثمان ابن ابی نسعہ نے بڑھ کے سوتیوم کا محاصرہ کرلیا

نوان باب

حُسن کی کرشمہ سازیان

دونون مہ جبین وگلعذار لڑکیان ہیلینا اور سلوریا مردانہ بھیس کیے بانکے ترچھے سپاہیون کی سی وضع بنائے اور بھاری زیور کے عوض براق اور چمکنے والے بھاری خود وزرہ پہنے اکوئی طانی کے اُس نئے لشکر کے ساتھ جس مین زیادہ ترکمسن اور نوخیز نوجوان ہین اپنے گھوڑون پر سوار شہر قوقوسہ کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہین - قوقوصہ کے پانچ میل اِس طرف ایک چھوٹے سے گاؤن کے باہر پڑاؤ ڈالا - اور دوسرے دن علی الصباح کوچ کرکے سب لوگ قوقوسہ مین پہونچنے والے تھے آخر ماہ ہلال کی اندھیری رات تھی - شب کے تاریک آسمان پر

تارے خوب کھلے ہوئے تھے۔ جن کو اگلے ہیأت دانون نے مختلف وحشی درندون چوپایون اور چڑیون سے تعبیر کرکرکے آسمان کو شکارگاہ کی قندیل بنادیا ہے۔ دونون لڑکیان اپنے مختصر خیمے کے اندر جو سرولیطوس کی سفارش اور سالار فوج کی مہربانی سے مل گیا تھا اپنے سفر اور مقاصد سفر پر غور کررہی تھین۔ ہر وقت مردون مین گھرے رہنے کی وجہ سے اُنھین اندرونی لباس کی درستی اور بالون مین کنگھی کرنے تک کا موقع نہ ملتا تھا۔ اس وقت تنہائی اور تاریکی مین موقع پاکے اُنھون نے سرون سے خود اور نازک پنڈون سے زرہین اُتارین اور سنہری زلفون مین کنگھی کررہی تھین کہ ہیلینا نے چپکے سے کہا "سلوریا! کہان بیٹھی ہو؟ اندھیرے مین تمھاری صورت ہی نہین دکھائی دیتی۔ ذرا پاس آکے کنگھی کرو تو ہم کچھ مشورہ کرین"

سلوریا۔ (پاس کھسک کے) "مین تمھین مشورہ کیا دون گی؟ تمھارے نزدیک جو مناسب ہو کرو"

ہیلینا۔ "مین کہتی ہون ہمین قوتوصہ مین جانے کی کیا ضرورت ہے؟ سنتی ہون اس گاؤن سے سیدھا راستہ دریاے اُنور کو گیا ہے جہان ہمارا لشکر عربون کو روکے ہوئے ہے۔ ہم یہین سے اِن لوگون کو چھوڑ کے بائین طرف دبتے ہوئے چلین۔ دریا سے پار ہوکے کسی قریب کے گاؤن مین ٹھہرین۔ اور عربون کے لشکر مین جانے کی کوشش کرین"

سلوریا۔ "لیکن اِن لوگون سے الگ ہوکے بھی ہم سپاہیون ہی کی وضع مین رہین؟"

ہیلینا۔ "ہرگز نہین۔ سپاہی کی تو صورت دیکھتے ہی عرب بھڑکین گے۔ اور ایسے ہی فوجی آدمی بنے رہے تو کیا عجب کہ ہمین دور ہی سے اپنے تیرون کا نشانہ بنائین۔ اب ہم عابد و زاہد ننین[ع] بن جائین گے۔ اور تم لباس کی فکر نہ کرو۔ مین ننون کے دو جوڑ سفید براق کپڑے اور اُن کی وضع کی صلیبین اپنے ساتھ لیتی آئی ہون"

ع نن راہبہ عورتین جو زندگی بھر کنواری رہتی اور صرف دینی خدمت کرتی رہتی ہین اُن دنون ننون کا زور تھا۔ اُن کی وضع اور اُن کا لباس بھی عام عورتون سے جدا تھا۔

سلوریا ؛ "تو پھر کس بات کی فکر ہے ؟ ہم اب وہی ننون کے کپڑے پہن لیں۔ اور سب ساتھیون سے الگ ہو کے بجائے داہنی طرف جانے کے سیدھے اُتر کی طرف چل کھڑے ہون"

ہیلینا ؛ "یہی ارادہ ہے۔ پچھلی رات کو جب ماہتاب نکل آئے گا۔ چاندنی پھیلی ہو گی۔ اور سب لوگ غافل پڑے سو رہے ہون گے اُس وقت ہم دونون چپکے چپکے اس خیمے سے نکل کے چل کھڑے ہون گے۔ اور تھوڑی دُور جاکے بھیس بدل لین گے"

سلوریا ؛ "تو یہین سے بھیس بدل کے کیون نہ چلین ؟"

ہیلینا ؛ "نہین۔ اِس مین اندیشہ ہے"

سلوریا ؛ "اور اس خود وزرہ کو کیا کرین گے ؟"

ہیلینا ؛ "ان کی فکر کی ضرورت نہین۔ خیمے سے تھوڑی دُور جاکے کسی سنسان گھاٹی مین ننون کے کپڑے پہنین گے۔ اور اِن فولادی کپڑون کو کسی کھوہ مین ڈال دین گے"

الغرض یہ سب باتین طے ہو گئین۔ اور دونون گل اندام مہ جبینین پچھلے کو اپنے خیمون سے نکلین چپکے چپکے پڑاؤ کے باہر گئین۔ اور صبح سے پہلے ہی کوہستان کے اندر ایک خاموش گھاٹی مین پہونچ کے خود وزرہ اُتار کے ایک کھوہ مین ڈال دیے۔ اور بمصداق "ہر لحظہ بہ شکل دگر آن یار بر آمد۔ دل بُرد و نہان شد۔ سپاہی سے نازک اندام ننین بن کے روانہ ہوئین۔ چاندنی کی بہار دیکھتی ہوئی چلی جاتی تھین کہ صبح ہو گئی۔ اور وہ ایک دیہاتی گرجے مین جاکے مصروف عبادت ہو گئین۔

ناگہان کیا دیکھتی ہین کہ گوڈیز کی فوج کے شکست خوردہ سپاہی بدحواس بھاگے چلے آتے ہین۔ اور مارے خوف کے اس قدر آپے سے باہر ہین کہ کسی کو ہزار روکو نہین رُکتا۔ لاکھ حالات پوچھو نہین بتاتا۔ گرجے کی بلند کھڑکی کے پاس کھڑی وہ یہ ہولناک تماشا دیکھ رہی تھین کہ ایک بھاگنے والے سپاہی نے گرجے کے دروازے پر پہونچ کے سلاح اور

فوجی کپڑے اُتار کے پھینک دیے اور اندر داخل ہوتے ہی صلیب کے سامنے سجدے مین گر کے گڑگڑا گڑگڑا کے زندگی کی دعا مانگنے لگا۔ ہیلینا اُس کے قریب گئی۔ اور پوچھا "آخر کیا ہوا جو تم اس قدر مضطرب و بد حواس ہو؟"

سپاہی "ہم دریائے اثور کے کنارے دشمنون کو دس بارہ روز سے روکے ہوئے تھے اور کسی طرح اِس پار اُترنے نہ دیتے تھے۔ آج رات کو اُن کے بہت سے آدمی لڑ بھڑ کے اِس پار اُتر آئے۔ اور ادھر کا کنارہ اپنے قبضے مین کر لیا۔ پھر اُن کے سارے لشکر نے اُتر کے سخت حملہ کیا اور ہمارے سپاہیون کے قدم اُکھڑ گئے۔ مجبوراً ہم سب بھاگے۔ اور عربون نے ہمارا تعاقب کیا۔ جو دم بھر مین یہان پہونچا ہی چاہتے ہین۔ (خوشامد کر کے اور عاجزی سے ہاتھ جوڑ کے) مقدس مان! آپ اُن سے اتنا کہہ دین کہ مین گرجے ہی کے لوگون مین ہون"

ہیلینا "خدا کرے کہ نہ وہ اس بات کو پوچھین اور نہ مجھے جواب دینے کی ضرورت پیش آئے"

یہ کہہ کے وہ سلوریا کے پاس آئی اور کہا "افسوس ہمارے لشکر کو شکست ہو گئی۔ اور غالباً عرب آج ہی قوقصہ کا محاصرہ کر لین گے۔ تو اب ہمین آگے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ عرب لوگ گرجے مین آئین تو اُن سے تم ہی گفتگو کرنا۔ شاید کوئی شناسا نکل آئے اور میری آواز پہچان لے"

سلوریا "مگر یہ بتا دو کہ مین کیا باتین کرون؟"

ہیلینا "اُن سے دریافت کرنا کہ آپ کے سردار کہان ہین تاکہ ہم تارک الدنیا ننین اُن کی خدمت مین حاضر ہو کے اپنی اطاعت اور فرمان برداری ظاہر کرین"

سلوریا "میری زبان وہ سمجھ بھی لین گے؟"

ہیلینا "عرب تو نہین سمجھتے مگر اکثر اندلس والے سپاہی ہماری زبان جانتے ہین"

یہی باتین ہو رہی تھین کہ تعاقب کرنے والے سواران عرب نمودار ہوئے۔ خون آلود نیزے اُن کے ہاتھون مین تھے۔ اور بہت سے شکست یافتہ

کو جو اُن کے آگے آگے گرتے پڑتے آ رہے تھے اپنے خون آشام نیزون سے کوچتے اور مارتے جاتے تھے۔ اس خوفناک منظر کو ان نازک دل لڑکیون نے دُور سے دیکھا تو ڈر کے بھاگین۔ گرجے کے ایک حجرے مین چھپ کے بیٹھ رہین اور دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ فتحمند مجاہد جب گرجے کے قریب آئے تو دو اُندلسی سوار گھوڑون سے اُتر کے گرجے کے اندر آ گئے اور ایک نے اُس شخص کی طرف رخ کیا جس نے یہان پناہ لی تھی۔ وہ شخص بدحواسی کے ساتھ اُن کے قدمون پر گر پڑا اور رو رو کے کہنے لگا "مین سپاہی نہین گرجے کا آدمی ہون؟"

سوار "مگر تمھاری وضع تو گرجے والون کی سی نہین ہے"

مفرور "حضور مہمان کی [illegible] سے دریافت کر لین جو اُس حجرے کے اندر ہین"

یہ الفاظ سنتے ہی سلوریا نے ڈر کے دروازہ کھول دیا۔ اور [illegible] وہ سوار قریب آیا کہا "ہم سیاح اور دورہ کرنے والی نہین ہین۔ اور آج ہی رات کو اس گرجے مین آ کے ٹھہرے ہین۔ ہم اس شخص کی نسبت نہین کہہ سکتے کہ کون ہے"

سوار۔ (اُس مفرور کی طرف گھور کے اور اُسے نیزے سے دھمکا کے) "تو بے شک لڑائی کا بھاگا ہوا سپاہی ہے۔ اور گرجے کے باہر غالباً تیرے ہی کپڑے پڑے ہوئے ہین۔ اس نامردی کے فریب کی وجہ سے تو سب سے زیادہ واجب القتل ہے۔ مگر جا۔ اِن خوبصورت اور نیک بنتون کی سچائی کے طفیل مین ہم تیری جان بخشی کرتے ہین" اس کے بعد وہ دونون بڑھ کے اِن وحشت زدہ لڑکیون کے قریب آئے۔ اور کہا "تمھاری خوبصورتی اور سچائی کی وجہ سے تمھارے گرجے کو پناہ دی جاتی ہے۔ لیکن ہم مشورہ دیتے ہین کہ اِس تکلیف کی زندگی کو چھوڑ کے ہمارے ساتھ چلو۔ اور دنیا کی لذتون اور خدا کی نعمتون سے لطف اُٹھاؤ"

سلوریا "ہم نے محترم مان مریم سے جو عہد کیا ہے اُسے نہین توڑ سکتے"

سوار "تم کو اختیار ہے۔ ہم جبر نہین کر سکتے۔ مگر اپنے حسن و جمال کو

جس بے رحمی سے تم غارت کر رہی ہو اس پر ترس آتا ہے - اور ایسے اعلیٰ حسن کی بے قدری نہین دیکھی جاتی ؟

سلوریا:۔ "ہم اسی لیے پیدا ہوئے ہین "

سوار:۔ "اچھا مین چاہتا ہون کہ تمھاری خوبصورتی اور سچائی کی وجہ سے تمھارے ساتھ کچھ سلوک کرون - مین تمھین امان کی یہ سند دیتا ہون جسے دیکھ کے ہر مسلمان تم سے ہمدردی کرے گا " یہ کہہ کے ایک سوار نے ایک مہری کاغذ جیب سے نکال کے سلوریا کے ہاتھ مین دیا اور واپس جانے لگا -

سلوریا:۔ "مگر حضرت اتنا بتا دیجیے کہ آپ کے سردار کا کیا نام ہے ؟ اور وہ کہان ہین ؟"

سوار:۔ "تمھین اُن سے کیا کام ؟"

سلوریا:۔ "ہم چاہتے ہین کہ اُن کی خدمت مین حاضر ہو کے اپنی اطاعت و فرمان برداری کا اقرار کرین اور اِس بات کی اجازت حاصل کرین کہ یہان کے جس شہر یا گاؤن مین جائین ہمین مسیحی لوگون کی تعلیم و ہدایت کی آزادی حاصل رہے "

سوار:۔ "ہمارے سردار مجاہد بن علقمہ ہین جو اب تمھین تو قصہ مین ملین گے "

سلوریا - (تعجب سے) "مین نے تو سنا تھا کہ اس جنگ کے بہادر فاتح عثمان ہین ؟"

سوار:۔ "عثمان ابن ابی نسعہ ؟"

سلوریا:۔ "جی ہان وہی "

سوار:۔ "وہ ہمارے سب سے بڑے سردار اور قائد ہین - مگر وہ یہان نہین آئے - بلکہ اپنا زبردست لشکر لے کے براہ راست سوتیوم پر گئے ہین - اور غالباً وہان پہونچ چکے ہون گے "

یہ کہہ کے وہ سوار چلے گئے - اور اُن کے جانے کے بعد جب اِن خوف زدہ لڑکیون کی جان مین جان آئی تو حجرے کا دروازہ پھر بند کر لیا - اور

ایک دوسرے کی طرف حسرت و یاس سے دیکھنے لگین - چند لمحون کے بعد ہیلینا نے کہا "بڑا غضب ہوا - عرب لشکر سوتیوم پر جا پہونچا - اور وہان مقابلے کے لیے بالکل فوج نہین ہے - جتنی فوج آئی شاہزادی نے قوقصہ مین بھیج دی - اور اپنا خیال نہ کیا "

سلوریا :- "انھین کیا معلوم تھا کہ عرب لوگ قوقصہ سے پہلے وہان آجائینگے ؟ معلوم نہین وہان کیا گزری ؟ اچانک عربون کا پہونچ جانا قیامت ہوگیا ہوگا - خدا جانے ہماری شاہزادی کس حال مین ہین ؟"

ہیلینا :- "اب یہ وہین چل کے معلوم ہوگا - بس اب جس قدر جلد ہو سکے ہمین وہین پہونچنا چاہیے - یہان کے سردار سے ملنا بھی بیکار ہے - خیر اگر عربون نے کہین راستہ مین روکا تو ہمین یہ سند اچھی مل گئی - وقت پر کام دے جائیگی "

سلوریا :- "مگر چلوگی کیسے ؟ راستے مین تو یہ غدر مچا ہوا ہے "

ہیلینا :- "ہم راستہ چھوڑ کے کنارے کنارے چپکے چلے چلین گے - اور بن پڑا تو آگے بڑھ کے سواری کا کچھ بندوبست کر لین گے - اب دیر لگانے کا وقت نہین ہے - چاہے کیسی ہی آفت کا سامنا ہو - ہمین شاہزادی کی عنایت اور محبت کا حق ادا کرنا ہے - چلو اُٹھو "

دونون لڑکیان اپنا عصمت شعاری کا صوفیانہ لباس خوب درست کر کے گرجے سے نکلین - ہر طرف لوٹ مار اور قتل و غارت ہوتے دیکھ کے راستہ سے ہٹ گئین اور تیزی سے قدم بڑھاتی ہوئی مشرق کی طرف روانہ ہوئین - اس فتنہ و فساد اور بے امنی و بدنظمی کے زمانے مین سواری کا کیا انتظام ہو سکتا تھا ؟ نازک پاؤن مین چھالے پڑ گئے - چہرے سفر کی مشقت اور خون کی حرکت سے ارغوانی ہو گئے مگر شاہزادی کی محبت ہمت نہ ہارنے دیتی تھی - برابر قدم اُٹھائے چلی ہی گئین - اور پچیس میل مسافت طے کر کے ایک گرجے مین دم لیا - جس کے پاس ایک چھوٹی سی خانقاہ تھی - اور اُس مین نہون نے رہ نوردون کی آسائش کا کچھ معمولی سا سامان فراہم کر رکھا تھا - وہان ٹھہر کے دونون نے نماز ادا کی - کچھ کھایا پیا - اور ایک حجرے مین پڑ کے سو رہین -

پچھلی رات کو جب چاندنی نے کھیت کیا تو اُٹھ کے پھر چل کھڑی ہوئین اور دوپہر ہوتے ہوتے بیس میل راستہ طے کرکے سوتیوم کے قریب پہونچین تو سنا کہ شہر کو مسلمانون کا لشکر گھیرے ہوئے ہے - اور اندر پرندہ پر نہین مار سکتا۔ اس خبر نے اُنھین مایوس کردیا - سنتے ہی بے اختیار اُن کی زبان سے نکلا "افسوس ہماری ساری محنت بیکار گئی ۔"

دسوان باب

میان عاشق و معشوق رمزلیست

اب یہ دونون جوان ہمت لڑکیان حیران تھین کہ کیا کرین - بڑی غالہ سے جاکے شاہزادی کے لیے کمک لے آئین ؟ یا گاؤن گاؤن چکر لگا کے لوگون کو ملک و ملت کی حمایت کے لیے اُبھارین ؟ کیا تدبیر کرین کہ شاہزادی مینہ کے پاس کافی لشکر پہونچ جائے - یا باہر سے عربون پر ایسا دباؤ پڑے کہ محاصرہ چھوڑ کے چلے جائین - آخر بہت کچھ غور کرنے کے بعد ہیلینا نے دل مین کہا "ہمین وہی کام کرنا چاہیے جس کے لیے ہم آئے ہین ۔" سلوریا کو بھی اُس نے اپنا ہم خیال بنایا اور دونون ایک گاؤن مین جو سوتیوم سے کوئی تین میل اُدھر تھا جاکے گرجے کی خانقاہ مین ٹھہر گئین - وہان لوگون سے شہر کے حالات پوچھے - ایک بوڑھی نن سے معلوم ہوا کہ "کل ہی عربون نے محاصرہ کیا ہے - شہر مین بالکل فوج نہ تھی - اُندلس والون کا لشکر اچانک آ گیا - مگر شاہزادی کو دو روز پہلے خبر ہوگئی تھی - اُنھون نے بہت ہی پھرتی اور ہوشیاری کے ساتھ آدمی دوڑا کے تھوڑی فوج بڑی غالہ سے طلب کی اور کچھ تو قوصہ سے واپس منگوائی - مگر تھوڑا ہی لشکر جمع کرنے پائی تھین کہ عرب آ پہونچے - اور اُنھون نے قلعے کے پھاٹک بند کرکے مقابلہ شروع کر دیا۔"

ہیلینا ۔ تو شاہزادی مینہ قلعہ مین موجود ہین ؟"

نن ۔ بہادر اور جانبازی کرنے والی شاہزادیان کبھی بھاگتی ہین ؟ مگر دوشیزہ مانی جیا کو خبر ہوگی کہ قوصہ مین ہماری فوج کا کیا حال ہے ؟"

ہیلینا - (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) "کل مسلمانون نے دریاے اگور سے اُتر کے تو قوصہ والون کو سخت شکست دی - اور آج بڑھ کے تو قوصہ کا محاصرہ کر لیا ہوگا ؟ آہ! مین نے اُنھین عیسائیون کا پیچھا کرتے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے - کیا کہون کیسی بے رحمی سے اُنھین قتل کر رہے تھے!

نن - تو وہ قلعہ بھی گھر گیا! مقدس مان! تمھاری کیا مرضی ہے؟ اس مسیحی سلطنت کو کیا نہ باقی رکھو گی؟ اپنے سپاہیون کی مدد کرو - دیکھو تمھارے پاک نام پر کس بے جگری سے اپنی جانین قربان کر رہے ہین!"

اب اُس نن کی عنایت سے اِن دو نون لڑکیون کو جو ننون کی متبرک صورتین بنائے ہوئے تھین ٹھہرنے کو ایک محفوظ حجرہ مل گیا - اُس مین تنہائی کا موقع پاتے ہی ہیلینا نے کہا "اب ہمین اپنا کام شروع کر دینا چاہیے - کسی طرح یہ معلوم ہوتا کہ مسلمانون کے سردار عثمان کے ساتھ اُس کی لونڈیان بھی آئی ہین یا نہین ؟ سلوریا - بھلا تم سے یہ ہو سکے گا کہ دل مضبوط کر کے عربون کے لشکر مین چلی جاؤ ؟ جو سند خوش نصیبی سے مل گئی ہے اُس کے ذریعہ سے اُن کے سردار تک پہونچو ؟ اُس کو اپنی آنکھون سے دیکھ لو ؟ اور اُسے اگور کی فتح کی خوش خبری سُنا کے خوش کرو ؟ پھر اطاعت و فرمان برداری کا اقرار کر کے اُس سے بھی ایک سند حاصل کر لو ؟ اور اسی درمیان مین اپنے طور پر پتہ لگا لو کہ اُس کے حرم کی عورتین بھی محاصرے مین ساتھ ہین یا نہین ؟"

سلوریا "یہ تو بڑے دل والے کا کام ہے - تم ساتھ ہوتین تو مین جرأت کر بھی جاتی مگر اکیلے کیسے جایا جائے گا ؟"

ہیلینا "اب یہ ڈرنے کا وقت نہین ہے - اپنی شاہزادی کے لیے ہمین جان بھی دینے مین تامل نہ کرنا چاہیے - مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم کچھ نہ ڈرو اور بے جھجک چلی جاؤ "

سلوریا "اب تم نے شاہزادی کا نام لیا ہے تو چاہے جدھر مین جاؤن گی "

ہیلینا "بس مسیح کا مبارک نام لے کے اور اپنے آپ کو مقدس کنواری مان کی امان مین دے کے اُٹھ کھڑی ہو - دیکھو خدا کیا کرتا ہے "

سلوریا بے عذر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنے پاکدامنی کے کپڑے خوب درست کیے۔ جان پر کھیل کے خانقاہ سے نکلی اور عربون کے لشکر کا رخ کیا۔ اُس کے جانے کے بعد ہیلینا نے تنہا بیٹھ کے ریحانہ کے نام ایک خط کا مسودہ لکھنا شروع کیا۔ بہت سے کاٹ کوٹ اور ردّو بدل کے بعد جو عبارت قائم رہی یہ تھی۔

"بہن ریحانہ! میں دل میں یہ امید لے کے تمھارے پاس سے بھاگی تھی کہ اپنے عزیزوں سے ملوں گی اور دوستوں کو دیکھوں گی۔ مگر آہ یہاں آئی تو کوئی نہ ملا۔ نہ گھر تھا۔ نہ بار تھا۔ نہ کوئی عزیز قریب تھا۔ نہ کوئی جان پہچان تھا۔ اب پچھتاتی ہوں کہ افسوس۔ اپنے آقا عثمان کی محبت کی قدر نہ کی اور دونوں طرف سے گئی گزری ہوئی۔ خیر یہی غنیمت ہے کہ قسمت نے شاہزادی مینہ کی خدمت میں پہونچا دیا جو میرے حال پر ویسی ہی مہربان ہیں جیسے کہ میرے آقا عثمان تھے؟ بہن! کیا تم میرے مالک عثمان سے میرا قصور معاف کرا دوگی؟ اگر وہ مجھے جان کی امان اور اجازت دیں گے تو میں اُن کے پاس اپنی شاہزادی کا پیام لے کے آؤں گی؟ تمھاری وفادار خادمہ ہیلینا۔"

خط تیار ہوگیا۔ اور وہ حجرے کا دروازہ بند کیے منتظر بیٹھی ہے کہ سلوریا واپس آئے اور یہ پتہ لگے کہ عثمان ابن ابی لیسعہ کے حرم بھی اُس کے ہمراہ ہیں تو یہ خط دے کے اُسے دوبارہ بھیجے۔ سارا دن اسی انتظار میں گزر گیا۔ اور رات کا بھی ایک پہر گزر گیا مگر سلوریا کا پتہ نہیں۔ اب اُسے تردد پیدا ہونے لگا ہے کہ سلوریا پر کیا افتاد پڑی جواب تک نہیں آئی؟ کہیں پکڑ تو نہیں لی گئی؟ زمانہ ہمارے خلاف ہے۔ اِن دنوں جو ہو جائے تعجب نہ جانو۔ اسی پریشانی اور اُلجھن میں تھی کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اُٹھ کے دروازہ کھولا۔ اور سلوریا کی صورت دیکھتے ہی دل میں اُس کی نسبت ایسے ایسے بُرے اور ہولناک اندیشے گزر چکے تھے کہ بے اختیار گلے سے لپٹ گئی۔ اور کہا "مسیح کا ہزار ہزار شکر کہ تھیں صحیح سلامت واپس لائے۔ جو جو رات گزرتی جاتی تھی میرے دل کی دھڑکن بڑھتی جاتی تھی۔ خیر اب بتاؤ کہ کیا ہوا؟ کیا دیکھا؟

اور عثمان کی حرمون کا کچھ حال معلوم ہوا یا نہیں؟"

سلوریا" سب باتین معلوم ہو گئیں۔ مین جس وقت یہان سے گئی ہون سہمی ہوئی تھی اور کلیجہ بلیون اُچھل رہا تھا۔ مگر جب عربون کے لشکر مین داخل ہو گئی تو تسکین سی ہو گئی"

ہیلینا" یہی قاعدہ ہے۔ ہر جرأت کے کام مین سارے اندیشے اور خوف اُسی وقت تک رہتے ہین جب تک اُسے کرنا نہ شروع کرو۔ لیکن جہان انسان نے شروع کر دیا پھر روح القدس دل مضبوط ہی کر دیتا ہے اور جو آگے بڑھتی جاؤ ہمت بڑھتی جاتی ہے"

سلوریا" مین جیسے ہی عربون کے لشکر مین گئی کئی اتری سپاہیون نے آکے مجھے پکڑ لیا۔ مین نے اُنھین وہ سند دکھائی۔ دیکھتے ہی وہ لوگ مجھ پر مہربان ہو گئے اور پوچھا کیا چاہتی ہو۔ مین نے کہا امیر لشکر عثمان کی خدمت مین باریاب ہونا چاہتی ہون۔ میری درخواست اُنھون نے منظور کی۔ اور اپنے سردار کے خیمے کی طرف لے چلے۔ راہ مین مین نے اُن لوگون سے دریافت کیا کہ امیر کی حرمین بھی اُن کے ہمراہ ہین یا تنہا آئے ہین؟ معلوم ہوا کہ بہت سی حرمین ہمراہ ہین۔ اور امیر کے خیمے کے پاس ہی حرمون کے خیمے ہین۔ پھر جب مین امیر عسکر کے خیمے کے پاس پہونچی تو اطلاع ہوتے ہی اندر بُلا لی گئی۔ تم سچ کہتی تھین عثمان بڑا خوبصورت اور بہت ہی شاندار سردار ہے۔ میری صورت دیکھتے ہی وہ میری نازک بدنی۔ میرے چھوٹے سے قد۔ اور میری خوبصورتی کو دیکھ کے متحیر ہو گیا۔ اور غور سے میری طرف دیکھ کے پوچھا تم نن ہو؟ اتنی کمسنی مین دنیا چھوڑ دی؟ مین نے کہا بچپن سے مین نے تعلیم ہی دینی خدمت کی پائی ہے۔ اُس نے کہا یہ سند تم کو کہان ملی؟ اور کس نے دی ہے؟ مین نے کہا مجھے نام تو نہین معلوم لیکن کل صبح کو مین تو قوصہ اور دریاے اُتور کے درمیان ایک گرجے مین تھی کہ یکایک دیکھا فرانسیسی لشکر کے سپاہی بدحواس بھاگتے ہوئے آ رہے ہین۔ اور اُن کے پیچھے عرب سوار ہین جو اُنھین قتل کر رہے ہین۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مسلمان

اتو رسے اُتر آئے - اور مسیحی لشکر کو شکست ہوئی۔" اتنے مین دو مسلمان سوار گھوڑون سے اُتر کے گرجے کے اندر آئے - مجھے یہ سند عطا کی - اور چلے گئے۔ مین اُن کے جاتے ہی گرجے سے نکل کے دوڑتی ہوئی یہان آئی کہ حضور کو اس فتح کی خوش خبری سناؤن - اور فتح کی مبارکباد دون۔" میری یہ باتین سُن کے وہ بہت خوش ہوا - اور اتنی جلد آکے خبر سُنانے اور مبارکباد دینے کا شکر گزار ہوا - اور بولا ہمارے یہان مسیحی راہبون اور ننون کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کی جاتی ہے - اور یقین رکھو کہ تم کہین ہو مسلمان تمھارے ساتھ ہمیشہ اچھا ہی سلوک کرین گے - مین نے کہا ہم لوگ دورہ کرتے رہتے ہین - اور کہین گھر نہین بناتے - ہمارا کام یہ ہے کہ گاؤن گاؤن پھر کے لوگون کی ہدایت کرین اور اُنھین دین کی باتین سکھائین اس لیے امیدوار ہون کہ مجھے حضور بھی ایک سند عطا کرین تاکہ کسی جگہ کوئی مسلمان حاکم میری روک ٹوک نہ کرے - اُس نے کہا تمھارے پاس جو سند ہے بخوبی کافی ہے - لیکن تمھارے کہنے سے مین بھی تمھین آزادی کی سند دیے دیتا ہون - یہ کہتے ہی اُس نے قلم دوات منگوا کے اپنے ہاتھ سے مجھے سند لکھ دی اور اُس پر اپنی مہر کر دی - (جیب سے نکال کے) لو دیکھو یہ موجود ہے۔"

ہیلینیا:- تو تھین اتنی دیر کہان لگی ؟"

سلوریا:- اتنی دُور گئی - مسلمان سپہ سالار سے ملی - باتین کین - اور واپس آئی - اس مین دیر نہ ہوتی ؟ مین کہین بیٹھ تھوڑا ہی رہی۔"

ہیلینیا:- مگر کل تمھین پھر جانا پڑے گا۔"

سلوریا:- کیون ؟"

ہیلینیا:- (خط دکھا کے) "تمھین یہ خط سردار روب عثمان کی حریم مین پہونچانا اور اس کا جواب لانا ہے - تم تو جانتی ہو کہ اسی کام کے لیے ہم آئے ہین۔"

سلوریا:- چلی جاؤن گی - وہ سارے دھڑکے تو پہلی بار جاتے وقت تھے - اب سارا ڈر نکل گیا - اور کہو تو دن بھر مین وہان کے دو چار پھیرے کر آؤن۔" یہ کہہ کے سلوریا نے خط لے کے پڑھا جسے ہیلینیا نے ایک

خشک عُقّٰی جھلّی پر صاف کر رکھا تھا۔ اور مسکرا کے بولی" امیر فوج عثمان تم پر عاشق ہوئی ہین۔ ایسا نہ ہو تمھارا نام سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہون کہ جہان وہ ہون مجھے لے چلو تو مین کیا کرون گی؟"

سیلینیا" اول تو ایسا نہ ہوگا۔ اور اگر ہو تو تم یہ کہہ دینا کہ مین قلعہ کے اندر شہزادی مننینہ کے پاس ہون۔ یہ خط تم خود امیر کے ہاتھ مین نہ دینا اس کے زنانے خیمے کے پاس جا کے اسکے غلام طلح کو بلوانا اور جب وہ آئے تو اُسے یہ خط دینا۔ اور کہنا کہ ریحانہ کے پاس پہونچا دے"

یہ باتین کر کے دونون لیٹ کے سو رہین۔ اور صبح ہوتے ہی سلوریا دہ خط لے کے عربی لشکرگاہ مین داخل ہوئی۔ اُس کی سندین دیکھ کے سپاہیون نے فوراً عثمان بن ابی نسعہ کے خیمے کے پاس پہونچا دیا۔ زنانے خیمہ کے دروازے پر کئی حبشی غلامون کو ننگی تلوارین کھینچے ٹہلتے دیکھ کے سلوریا آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی ہوئی اُن کے پاس گئی۔ اور ایک سے کہا" امیر عسکر کے غلام طلح کہان ہین؟" ایک فرانسیسی زن کو طلح کا نام پوچھتے دیکھ کے اُسے حیرت ہوئی۔ اور تھوڑے پس و پیش کے بعد اپنے ایک ساتھی کو بھیج کے طلح کو بلوایا۔ طلح بھی یہ سُن کے کہ ایک زن مجھے ڈھونڈھتی ہوئی آئی ہے تعجب کرتا ہوا عثمان ابن ابی نسعہ کے مردانے خیمے سے نکلا۔ سلوریا کے چہرے کو غور سے دیکھا اور کہا" طلح مین ہی ہون۔ تمھین مجھ سے کیا کام ہے؟"

سلوریا" مجھے یہ دریافت کرنا ہے کہ آپ کے آقا کی لونڈی ریحانہ یہان ساتھ آئی ہین یا نہین"

طلح۔ (نہایت ہی حیرت سے)" ہان وہ ساتھ آئی ہین۔ تمھین کیا اُن سے کوئی کام ہے؟"

سلوریا" مجھے اسی قدر کام ہے کہ (جیب سے خط نکال کے) یہ خط اُن کے پاس پہونچا دو"

طلح" ابھی پہونچائے دیتا ہون۔ مگر جواب بھی چاہتی ہو؟"

سلوریا" جی ہان"

طلح" تو ٹھہرو" یہ کہہ کے وہ حرم کے خیمے مین گیا اور سلوریا کے خیمے کے

ع۔ اُس وقت تک کاغذ چین کے سوا کہین نہ تھا۔ مسلمان چاہے اُسے چین سے لائے ہون مگر مغربی دنیا کو اس زمانے کے ایک صدی بعد اُنھین نے بتا دیا۔

آس پاس ٹہلنے لگی - چند ہی منٹ ہوئے ہوں گے کہ ریحانہ دوڑتی ہوئی باہر آئی اور سلوریا کے قریب آ کے کہا "تمھیں یہ خط لائی ہو؟"

سلوریا :- "جی ہاں مین ہی لائی ہون"

ریحانہ :- "اور ہیلینیا جنھون نے یہ خط بھیجا ہے کہان ہین؟"

سلوریا - (ذرا تامل سے) "سوتیوم کے قلعہ مین"

اس جواب پر کسی حد تک مطمئن ہو کے ریحانہ سلوریا کو حرم کے خیمے کے اندر لے گئی - اور ایک قالین پر بٹھا کے کہا "تم ذرا ٹھہرو مین ابھی آتی ہون" اور چلی گئی - اب حرم کی بہت سی عربی اور اندلسی عورتون نے آ کے سلوریا کو گھیر لیا جو اُس کی صورت - وضع - قطع - لباس - اور حرکات و سکنات ہر چیز کو اس طرح تعجب کی نگاہون سے دیکھتی تھین کہ تماشا بنا لیا تھا - اُن کے ہجوم سے سلوریا پریشان تھی کہ وہ ایک بیباک عورتون نے جو فرانسیسی زبان مین وہ ایک ٹوٹے پھوٹے لفظ بول لیتی تھین اُس کے لباس و وضع پر اعتراض کرتے کرتے مذہبی بحث چھیڑ دی - اور مسیحی عقائد پر حملے کرنے لگین - آخر مجبور ہو کے سلوریا نے کہا "بی بیو - مین مذہب کی بحث کرنے کو نہین آئی ہون - میرا دین بُرا بھلا جو کچھ ہے میرے دل کی تسلی کے لیے کافی ہے - اور مین اُس پر قائم ہون" لیکن معترض عورتین اور چھیڑنے پر آمادہ تھین کہ ریحانہ آ گئی اور کہا "چلیے آپ کو ہمارے آقا سیدی عثمان بن ابی نسعہ بلاتے ہین"

سلوریا :- "مین تم سے اس خط کا جواب لینے کو آئی تھی - مگر امیر کا حکم بجا لانا ضروری ہے - چلو" اور ریحانہ کے ساتھ اس خیمے سے نکل کے مردانے خیمے مین داخل ہوئی - اُس کی صورت دیکھتے ہی عثمان نے پہچان کے پوچھا "کل تمھین مجھ سے آزادی کی سند لے گئی تھین نہ؟"

سلوریا - (ادب سے سلام کر کے) "جی ہان مین ہی حاضر ہوئی تھی"

عثمان :- "تم کو یہ عورت ہیلینیا کہان ملی؟"

سلوریا :- "حضور وہ قلعہ کے اندر ہین - مجھ سے اُن سے ملاقات نہین ہوئی

دو ہفتہ پہلے جب مین یہان تھی وہ ملی تھین۔ مگر کل میرے آنے کی خبر اُٹھین ہوئی تو رات کو ایک عورت کے ہاتھ یہ خط بھیجا اور زبانی کہلا بھیجا کہ مین اپنے عربی لشکر مین حضور کی خادمہ ریحانہ کے پاس پہونچا دون۔"

عثمان:- "وہ کون عورت تھی جو ہمارے محاصرے سے بچ کے نکل گئی؟" (طلیح سے) دیکھو تاکید کردو کہ ہوشیاری سے اور آنکھین کھول کے محاصرہ کرین۔ مرد۔ عورت۔ بوڑھا بچہ کوئی ہو بغیر میرے حکم کے نہ قلعہ سے باہر نکلنے پائے۔ اور نہ باہر سے اندر جانے پائے" (سلوریا سے) "تو اب ریحانہ کا جواب تم کیونکر پہونچاؤگی؟"

سلوریا:- "مین تو سمجھتی تھی کہ مذہبی لوگ راہب ہون یا تین آمد ورفت سے نہ روکے جائین گے۔"

عثمان:- "نہین۔ اِس کی اجازت نہین ہو سکتی۔ میرا تجربہ ہے کہ تمھارے مقتدا اس قابل نہین ہوتے کہ اُن کے اقرار پر بھروسہ کیا جائے۔ وہ مخبری کرتے ہین۔ جس سے ہمین کسی حد تک دشواریان پیش آتی ہین۔"

سلوریا:- "تو مجبوری ہے۔ مین اپنے گھر مین جا کے چپکے بیٹھ رہون گی۔"

عثمان:- (سوچ کے) "مگر ضرورت ہے کہ اِس خط کا جواب ہیلینا کے پاس پہونچ جائے۔"

سلوریا:- (لاپروائی سے) "تو حضور خود ہی کسی ذریعہ سے پہونچا دین۔ مین تو جا نہین سکتی۔"

عثمان:- "یہ ممکن ہے کہ تم کو جانے کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن اقرار کرو کہ اس اجازت سے فائدہ اُٹھا کے تم دشمنون کی مخبری نہ کروگی۔"

سلوریا:- "اس کا جس طرح حکم ہو مین وعدہ کرنے کو تیار ہون۔ ہم دو تین ننین ہین جنھون نے عہد کر لیا ہے کہ سوا دینداری کی تعلیم کے اور کوئی کام نہ کرین گے۔"

عثمان:- "تمھاری وہ دونون ساتھ والیان کہان ہین؟"

سلوریا:- "میرے ساتھ ہی رہتی ہین۔ اور اگر حضور مجھے اجازت دیتے ہین تو

اُن دونون کو بھی اندر جانے کی اجازت ہو۔ کیونکہ مین اکیلی کچھ نہین کرسکتی۔
عثمان ‘‘خیر تمھاری ذمہ داری پر اُن کو بھی اجازت دے دی جائیگی مگر اس شرط سے کہ اس ہیلینا کو اپنے ساتھ یہان لے آؤ‘‘۔
ریحانہ ‘‘ہان ضرور لے آؤ۔ میرا بھی اُن کے دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہے‘‘۔
سلوریا ‘‘مگر جان بخشی ہو تو ایک بات عرض کرون؟’’
عثمان ‘‘کہو۔ تمھین ہر بات کی اجازت ہے‘‘۔
سلوریا ‘‘مین ہیلینا کو سمجھا بجھا کے لے آئی اور آپ نے اپنی لونڈی سمجھ کے پکڑ لیا تو پھر مین اُسے کیا منھ دکھاؤن گی؟
عثمان ‘‘نہین مین وعدہ کرتا ہون کہ اُسے کسی بات پر مجبور نہ کرون گا۔ اول تو مجھے خود اُس کے دیکھنے کا شوق ہے دل کو اُس کے ساتھ لگاؤ ہوگیا تھا جس کی افسوس اُس نے قدر نہ کی۔ دوسرے اُس کے ذریعہ سے مین یہان کی شاہزادی منینہ کی صورت دیکھنا چاہتا ہون۔ جن کی مین نے بڑی تعریف سُنی ہے۔ تم نے تو اُنھین دیکھا ہوگا؟’’
سلوریا ‘‘اکثر دیکھا ہے۔ اُن کے حسن کی تعریف نہین ہوسکتی۔ اور فرنگستان مین اُن کی خوبصورتی کا شہرہ ہے‘‘۔
عثمان ‘‘مین نے سُنا ہے کہ اُن کی صورت دیکھتے ہی انسان کے ہوش و حواس جاتے رہتے ہین۔ کیا یہ سچ ہے؟’’
سلوریا ‘‘جی ہان مشہور تو یہی ہے۔ مگر مین نے کبھی کسی کو بیہوش ہوتے نہین دیکھا‘‘۔
عثمان ‘‘خیر تم اب ریحانہ کا خط لے جاؤ۔ اور تم کو مع تمھاری دونون رفیقون کے شہر اور قلعہ کے اندر آنے جانے کی عام اجازت ہے۔ مین تم کو اس کی سند دیے دیتا ہون۔ اور فوج کے تمام سردارون کو بھی اس کی اطلاع کردی جائے گی‘‘۔ اس کے بعد ریحانہ نے اُسے ہیلینا کے خط کا جواب لکھ کے دیا۔ عثمان بن ابی نسیعہ نے قلعہ کی آمد و رفت کی مہری سند اُس کے حوالے کی۔ اور وہ ادب سے سلام کرکے واپس آنے کو تھی کہ

عثمان نے کہا "دیکھو جلد ہی آکے مجھ سے ملنا۔ مجھے انتظار رہے گا"
سلوریا "اب تو مین نے ایسا کام اپنے ذمہ لیا ہے کہ اکثر حاضر ہوا کرونگی"
یہ کہہ کے چلی آئی۔

گیارھوان باب

حملے کے لیے حسن کی تیاریان

شاہزادی منینہ سوتیوم کے عالیشان شاہی قصر مین ایک اُونچے برج کے اندر نقرہ ٔ چوکی پر بیٹھی ہے اور بیرون شہر کا مغربی میدان نظر کے سامنے ہے۔ شام ہونے کو دو گھنٹے باقی ہین۔ جب کہ آفتاب کی حدت کم ہوگئی ہے اور بخارات زمین کے گھٹنے سے مطلع خوب صاف ہوگیا ہے۔ عربون کے خیمے جو فصیل شہر سے ایک میل کی مسافت پر قائم ہین قطار در قطار کوسون تک پھیلے نظر آتے ہین جن کے سلسلے کو درختون نے جا بجا سے قطع کردیا ہے۔ اور اُن کے سامنے اس کثرت سے سوار اور پیدل آتے جاتے دکھائی دیتے ہین کہ عربون کی فوجی سرگرمی کا بخوبی اندازہ کرلیا جا سکتا ہے۔ سیکڑون تیرانداز ترکش خالی کرکے خیمون مین واپس جاتے ہین۔ اور سیکڑون نئے تیرانداز خیمون سے نکل نکل کے باہر آتے اور شہر کی طرف بڑھتے ہین۔ فصیل شہر کے پاس عربون نے کئی زبردست منجنیقین قائم کردی ہین۔ جن کو دو دو سو تین تین سو آدمی زور لگا کے کھینچتے اور کھینچ کے اس زور سے چھوڑتے ہین کہ پہاڑ کے پھٹ پڑنے کی سی آواز بلند ہوتی ہے۔ اور من من ڈیڑھ ڈیڑھ من کے پتھر آکے فصیل پر اس زور سے پڑتے ہین کہ شہر کے در و دیوار ہل جاتے ہین۔

ایک مقام پر سامنے ہی عربون نے مینڈھے کے ایک بڑے زبردست اور مضبوط فولادی سر کو لکڑی کے ایک بڑے بھارے شہتیر کی نوک پر لگایا ہے۔ اس شہتیر کو تین تین چار چار سو آدمی اُٹھا کے زور سے دوڑتے ہین اور دیوار شہر سے لاکے اِس زور و شور سے ٹکرا دیتے ہین کہ اُس مین جا بجا رخنے

پڑ جاتے ہین۔ جو لوگ فصیل پر سے تیراندازی و سنگباری کر رہے ہین اُن کے قدمون کو لغزش ہو جاتی ہے اور شہر والے سہم کے رہ جاتے ہین کہ دیوار منہدم نہ ہو جائے۔

منجنیقون اور فولادی مینڈھون کے چلانے وقت عرب لوگ ایسا غل مچاتے اور اس طرح زور و شور سے تکبیرون کے نعرے بلند کرتے ہین کہ دشت و جبل گونج اُٹھتے ہین اور شہر والون خصوصاً اُن لوگون کے جو فصیل پر ہین کان اُڑے جاتے ہین۔ اور ہمارے شہر پر اس شور و ہنگامے کا رعب پڑ رہا ہے۔ اس حالت کو شاہزادی دیر تک دیکھتی رہی اور پھر قلعہ دار شہر سے جو داہنی طرف دست بستہ کھڑا تھا کہا "مردلیطوس! تمھارے اندازے مین قلعہ کی دیوارین کتنے دنون تک اِن سخت حملون کو برداشت کر سکین گی؟ اِن یورشون اور حملون کو دیکھ کے مجھے تو ڈر معلوم ہوتا ہے کہ دو ہی تین دن مین دیوارون کا پتہ نہ لگے گا۔"

مردلیطوس "حضور ہمارے قلعہ کی دیوارین نہایت مضبوط ہین۔ دو تین دن کیسے دو تین مہینے مین بھی عرب اِن کو نہ توڑ سکین گے۔ مگر ایک بات کا اندیشہ البتہ ہے۔"

مینیمہ "وہ کیا؟"

مردلیطوس "جن جن مقامون پر آج کل دیوار بنی ہے اور نئی مرمت ہوئی ہے وہان بے شک فصیل کمزور ہے۔ لیکن عربون کو اُن مقامات کا حال معلوم ہو گیا یا اتفاق سے اُن جگھون پر گولہ باری کرنے لگے تو بڑی مشکل پڑ جائے گی۔ وہ مقامات اِن حملون کا مقابلہ نہین کر سکتے۔"

قلاودیا "تو ایک کام کیجیے۔ اُن جگھون پر زیادہ فوج رکھیے تاکہ عرب لوگ اگر اُدھر کا رخ کرین تو اُن پر ایسی سختی سے پتھر اور تیر برسائے جائین کہ وہ تاب نہ لا سکین۔ اور ہٹ کے دوسری طرف چلے جائین۔"

مردلیطوس "کسی حد تک مین نے اس کا انتظام کیا ہے۔ مگر یہ بھی تو اندیشہ ہے کہ وہان ہماری زیادہ فوج دیکھ کے عرب جو ہم سے زیادہ

ہوشیار رہیں یہ نہ سمجھ جائیں کہ دیوار یہاں پر کمزور ہے؟"

منینہ "افسوس! مجھے ایک ہفتہ بھی پہلے خبر ہو جاتی کہ عرب تو توصہ سے پہلے یہاں آ جائیں گے تو یہاں فوج کی اس قدر کمی نہ ہوتی"

سمرو لیطوس "حضور کی ہوشیاری سے یہ بھی ہو گیا کہ ہمارا قلعہ محاصرے کی تاب لا سکا۔ عربوں کی خبر پاتے ہی حضور نے ایسی پھرتی کے ساتھ توصہ اور بڑدی غالہ سے فوجیں منگوا لیں کہ اور کسی سے ہرگز نہ ہو سکتا"

پلشیبریا "مگر یہ تھوڑی سی فوج کیا بنا لے گی؟ اور کب تک لڑے گی؟ عربوں کے مقابلے کے لیے کم سے کم تو پچاس ہزار لشکر تو ہوتا؟"

سمرو لیطوس "شہر میں سب ملا کے آٹھ ہزار فوج ہے۔ تین ہزار سپاہی یہاں موجود تھے۔ اور شاہزادی کے لکھنے کے ساتھ ہی دو ہزار توصہ سے اور تین ہزار بڑدی غالہ سے آ گئے۔ لیکن مجھے اِن لوگوں پر بہت بھروسا ہے۔ بڑی بہادری اور جانبازی سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ جس وقت یہ فصیل پر صف باندھ کے کھڑے ہوتے ہیں عربوں کے تیر اندازتیروں کا مینھ برسا رہا کرتے ہیں مگر مجال کیا کہ یہ لوگ اپنی جگہ سے ہٹیں"

منینہ۔ (خوش ہو کے) "میں کل صبح کو ساری فصیل پر گشت لگا کے اِن بہادروں کی کارگزاریاں دیکھوں گی۔ اُنھیں انعام دوں گی۔ اور تعریف کر کے اُن کا حوصلہ بڑھاؤں گی"

سمرو لیطوس "حضور ہی کی مہربانی و شفقت دیکھ کے وہ جان توڑ توڑ کے لڑ رہے ہیں"

رو ملدا "مگر شاہزادی۔ اس خالی شہر پناہ پر لڑنے سے کیا فائدہ ہو گا؟ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ ہمارے بہادر شہر سے نکل کے حملے کرتے"

منینہ۔ (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) "اتنی فوج ہی نہیں ہے کہ ہم نکل کے مقابلہ کریں۔ اور اگر یہ پورے آٹھ ہزار بہادر مقابلے کو نکل بھی پڑیں تو شہر کی حفاظت کون کرے گا؟ ساری فصیل سپاہیوں سے خالی ہو جائیگی

اور عرب جدھر سے چاہیں گے اُوپر چڑھ آئیں گے "

فلاویا " اب تو ضرورت ہے کہ عورتیں بھی قوم کی عزت اور دین کی حمایت مین اپنی جانین لڑائین - اگر اجازت ہو تو مین شہر کی عورتون کا ایک لشکر جمع کر دون - وہ اگر میدان مین نکل کے مقابلہ نہ کرین تو اُوپر سے تیر اور پتھر ضرور برسا سکتی ہین "

منیبہ " ہان اس سے شہر کے بچانے کا تھوڑا بہت انتظام تو ہو سکتا ہے مگر ایسے نازک موقع پر عورتون کی بہادری پر بھروسہ نہین کیا جا سکتا - ابا جان نے اِن چار پانچ روز مین بہت سا لشکر جمع کر لیا گیا ہوگا - مگر وہ لوگ ہم تک پہونچ ہی نہ سکین گے "

سرولیطوس " ہم باہر سے اس قدر بے تعلق ہو گئے ہین کہ کسی بات کی خبر نہین مل سکتی - ورنہ جس وقت ہماری کمک کو نیا لشکر آتا اُدھر سے وہ بڑھتا اور اِدھر سے ہم نکل کے حملہ کر دیتے - کیا عجب کہ اس تدبیر سے وہ لوگ شہر مین داخل ہو سکتے "

پلشیریا " خدا جانے تو قرصہ والون کا کیا حال ہے ؟"

منیبہ " افسوس سلوریا اور ہیلینا بھی ہاتھ سے نکل گئین - عرب ایسے اچانک اور خلاف امید یہان آ گئے کہ سارا کھیل بگڑ گیا - اور کوئی بات بنائے نہین بنتی "

سرولیطوس " مگر حضور گھبرائین نہین - ہمارے جتنے بہادر یہان موجود ہین اپنی جانین لڑا دین گے - اور ہمین یقین ہے کہ ہمارے بادشاہ کسی نہ کسی طرح ہمین کمک ضرور پہونچائین گے - یون نہ پہونچ سکی تو خود آئین گے مگر یہ ممکن نہین ہے کہ اپنی بیٹی کو مصیبت مین چھوڑ دین "

منیبہ " خیر اب تم اسی وقت جا کے پوری فصیل اور تمام برجون کا ایک چکر لگا آؤ - اور سب لوگون کو خبر کر دو کہ کل مین خود آ کے اُن کی کارگزاری و جان فشانی اپنی آنکھون سے دیکھون گی "

سرولیطوس " بہت خوب مین ابھی جا کے اُن مین چکر لگاتا ہون "

منینہ "مگر واپس آکے مجھے بتا بھی دینا کہ تم نے کیا دیکھا؟ اور کسی کو غافل تو نہین پایا؟"

سرویطوس کے جانے کے بعد منینہ کچھ دیر خاموش رہی پھر سر اُٹھا کے فلادیا کی طرف دیکھا اور کہا "سلوریا اور نیلمنا خدا جانے کس حال مین ہین؟ تو قوصہ پہونچتے ہی جیسے اُنھین معلوم ہوا ہوگا کہ سوتیوم کو عربون نے گھیر لیا تو اُن کا کیا حال ہوا ہوگا؟"

فلادیا "حضور پاؤن کے نیچے سے زمین نکل گئی ہو گی"

منینہ "یہ بھی نہین معلوم کہ عربون کا بڑا سردار عثمان یہان آیا ہے یا کہین اور ہے؟"

پلشیریا "کیونکر معلوم ہو؟ چارون طرف ناکے اس طرح بند ہین کہ پرندہ پر نہین مار سکتا۔ کوئی جاسوس تک تو شہر سے نکل سکتا نہین"

ان باتون مین شام ہو چکی تھی۔ اور اندھیرا چھا گیا تھا۔ آسمان پہ تارے نکل آئے تھے۔ اتنے مین شاہزادی کی اردلی کے ایک سوار نے سامنے آکے ادب سے سلام کیا اور کہا "حضور دو نَنین آئی ہین جو شاہزادی کی خدمت مین آنا چاہتی ہین۔ اور کوئی بہت ضروری کام بتاتی ہین"

منینہ "یہین کی نَنین ہین؟"

اردلی "غلام نے یہ نہین پوچھا"

فلادیا "یہان کی نہ ہون گی تو اور کہان کی ہون گی؟ بھلا باہر سے آج کل کوئی یہان آسکتا ہے؟"

منینہ "خیر کوئی ہون بُلا لاؤ۔ کوئی ضروری کام بتاتی ہین تو اُن سے مل لینا چاہیے۔ شاید ہمارے ہی فائدے کی کوئی بات بتائین۔ مگر چھت پر اندھیرا ہو گیا ہے۔ اور یہان ہوا مین چراغ نہین ٹھہر سکتا۔ مین نیچے اپنے خاص لوگون سے ملنے کے بڑے کمرے مین جاتی ہون۔ تم اُن کو وہین لے آؤ"

اردلی "بہت خوب" کہہ کے واپس گیا۔ اور شاہزادی اپنی

سہیلیون کے ساتھ زینے سے اُتر کے نیچے آئی - کمرے مین ابھی روشنی نہین ہوئی تھی - اس کے انتظار مین برآمدے مین کھڑی تھی کہ اردلی نے اُن نَنون کو لاکے سامنے کھڑا کر دیا - جو منینہ کو دیکھتے ہی اُسے ترقی اقبال کی دعا دیگر
منینہ "آپ کس لیے آئی ہین ؟ مگر آپ سے پہلے مین کہتی ہون کہ شہر کی عورتون مین جوش اور دین و وطن کی غیرت پیدا کیجیے - اور اس بات پہ آمادہ کیجیے کہ کچھ تو مردون کا ہاتھ بٹائین - ہمارے مرد اُنھین کے لیے اپنی جانین نثار کر رہے ہین"
ایک نن - (نہایت آہستہ سے اور دبی ہوئی آواز مین) "جو حکم ہو ہم اُس کے بجا لانے کو حاضر ہین - حضور عورتون کی ایک فوج بنائین - خود اُس کی سردار بنین - اور اُن کی جان نثاری کا امتحان کر لین"
منینہ "اچھا خیر - تم میرے پاس کس لیے آئی ہو ؟ (یہ دیکھ کے کہ کمرے مین چراغ روشن ہو گیا) آؤ - اندر چل کے بیٹھو"
دوسری نن "مگر ہمین ایسی راز کی بات کہنی ہے کہ کسی اور کے سامنے نہین کہہ سکتے"
منینہ "میری یہ سہیلیان میرے سب رازون سے واقف ہین"
دوسری نن "ہون - مگر ہم تو تنہائی ہی مین کہین گے"
منینہ "تو پھر یہین کہہ لو - اُس کے بعد اندر چل کے بیٹھین گے" (سہیلیون سے) "تم ذرا اندر چلی جاؤ - مین ابھی آئی" تینون سہیلیان اندر چلی گئین - اور شاہزادی نے ایک قدم آگے بڑھا کے کہا "کہو کیا کہتی ہو ؟"
دوسری نن "ہمین حضور کے پاس مسلمانون کے سردار عثمان بن ابی العیص نے بھیجا ہے"
منینہ - (چونک کے) "تو تم باہر سے آئی ہو ؟ مین سمجھی تھی کہ یہین کی نن ہو - خیر تو عثمان کا کیا پیام لائی ہو ؟"
دوسری نن - (بہت چپکے سے) "اُنھون نے حضور کے حسن و جمال کا شہرہ سُنا اور بے دیکھے عاشق ہو گئے - اور اب عشق کے ہاتھون ایسے بیتاب ہین کہ

کسی حال پر قرار نہین آتا "

منیفہ۔ (ہنس کے) "مجھے یہ سُن کے بڑا افسوس ہوا۔ کہنا اپنا علاج کرین۔ دماغ مین اکثر ایسی بیماریان پیدا ہو جایا کرتی ہین۔ کوئی حکیم اُن کی فوج مین نہ ہو تو مین بھیج دون؟"

دوسری نن "مگر وہ تو کہتے ہین کہ اِس مرض کا علاج آپ کے سوا کسی سے نہین ہو سکتا"

منیفہ۔ (قہقہہ مار کے) "تو کیا مشکل ہے؟ اُن سے کہو یہان چلے آئین مین اچھی طرح اُن کے دماغ کا علاج کر دون گی"

دوسری نن "آپ کہین گی تو وہ چلے بھی آئین گے۔ مگر اس وقت تو اُنھون نے اپنے دردِ دل کی تسکین کے لیے یہ علاج سوچا ہے (آگے بڑھ کے اور شاہزادی کے بالکل قریب پہونچ کے) کہ مین اُن کی طرف سے آپ کے لب لعلین کا ایک بوسہ لے لون" یہ کہتے ہی وہ نن بوسہ لینے کے لیے بڑھی مگر شاہزادی نے دونون ہاتھون سے روک کے کہا "یہ غیر ممکن ہے"

نن "میرے بوسہ لینے مین بھی مضائقہ ہے؟"

منیفہ "تم نن ہو۔ دیندار ہو گی ہو۔ تم خود جو چاہتین مجھے اُس کے ماننے مین عذر نہ ہوتا مگر عرب سردار کے نام سے نہین ہو سکتا"

نن۔ (اور آگے بڑھ کے) "مگر مین تو وعدہ کر آئی ہون۔ ضرور بوسہ لون گی" یہ کہتے ہی اُس نے زبردستی ایک بوسہ لے لیا۔ شاہزادی کے غصے کی کوئی انتہا نہ تھی۔ طیش مین آکے سہیلیون کو آواز دی۔ اور جیسے ہی وہ آئین کہا "ان دونون ننون کو اندر پکڑ لے چلو۔ ان کے مقدس ہونے کا ذرا بھی پاس و لحاظ نہ کرو۔ مین تحقیقات کر کے اِنھین سزا دون گی" یہ کہہ کے نہایت غیظ و غضب کے ساتھ کمرے مین جا کے تخت پر بیٹھ گئی۔ اور دل مین کہنے لگی "ان ننون نے سخت گستاخی کی۔ اور مجھے ذلیل کیا۔ مین بے سزا دیے نہ رہون گی" اتنے مین تینون سہیلیان آئین اور دونون ننون کو گرفتار کر کے اندر لائین۔ اور سامنے کھڑا کر دیا۔

شاہزادی نے اپنی قہر کی نظر اُس نن کے چہرے پر جما دی جس نے بوسہ لیا تھا اور کہنا شروع کیا کہ" تم بڑی گستاخ ہو - اگر تم یہ دینی لباس نہ پہنے ہوتیں تو میں فوراً قتل کرڈالتی - مگر اب بھی تمھارے اس تقدس کا ذرا بھی ادب نہ کروں گی " کہتے کہتے یہ دیکھ کے کہ وہ نن مسکرا رہی ہے تعجب سی ہوئی - زبان سے نکلا - " ایں! میں کسے دیکھ رہی ہوں ؟ سالوریا! " اور بے تحاشا جھپٹ کے گلے سے لگا لیا " اس شرارت سے تمھیں کیا مل گیا ؟ اور یہ ساتھ کون ہے ؟ ہیلینا ہوں گی ؟ (دیکھ کے) ہاں وہی ہیں " اُسے بھی سینے سے لپٹا کے " تم بھی اِس کی شرارتیں سیکھ گئیں ؟"

ہیلینا " میں نے تو کوئی گستاخی نہیں کی ؟ الگ ہی کھڑی رہی "

میمونہ " تمھارے دل میں بھی شرارت نہ تھی تو یہ فریب کے کپڑے کیوں پہنے ؟"

ہیلینا " انھیں کپڑوں نے تو حضور کے قدموں تک پہونچایا ہے "

سب سہیلیوں کو سلوریا اور ہیلینا کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی - ایک دوسرے سے بھینچ بھینچ کے ملیں - اور باہم ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ کی باتیں ہوئیں -

میمونہ " خیر دل لگیاں تو ہوتی ہی رہیں گی - اب کچھ یہ بھی بتاؤ گی کہ اتنے دنوں کہاں رہیں ؟ کیا کیا ؟ اور کیونکر واپس آئیں ؟" سلوریا نے اول سے آخر تک ساری داستان کہہ سنائی - شاہزادی سنتے سنتے کبھی متحیر ہو جاتی تھی - کبھی مغموم و اندوہگیں ہوتی تھی - اور کبھی خوش ہو کے ہنس پڑتی تھی - اور جب وہ سارے واقعات بیان کر چکی تو بولی " تم نے بڑا کام کیا - جو تم نے کیا ہے نہ کسی جاسوس سے ہو سکتا اور نہ کسی سپاہی سے - خیر یہ معلوم ہو گیا کہ عثمان ابن ابی نسعہ یہیں موجود ہے - اور ہاں ہیلینا - ریحانہ نے تمھیں جواب میں کیا لکھا تھا ؟ یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں ؟"

فلاویا " اُس میں جو کچھ لکھا ہے اُسے یہ کیوں بتانے لگی تھیں ؟

میان عاشق و معشوق رمزے است!"

سلوریا۔ "حضور اس گھڑی تک وہ خط مجھے بھی نہیں دکھایا ہے۔ بس لانے کی گنہگار ہوں۔"

ہیلینا۔ (شرما کے اور شرمائے ہوئے سرخ گالوں پر نیچی آنکھوں کی پلکوں کا سایہ ڈال کے) "میں نے تو اس وقت تک اسے خود بھی نہیں پڑھا ہے۔ سلوریا نے جیسے ہی لا کے دیا میں نے جیب میں رکھ لیا۔ دل میں کہا اسے حضور ہی کے سامنے آ کے پڑھوں گی۔"

منینہ۔ "یہ کیوں؟"

ہیلینا۔ (شوخی کے ساتھ) "اس لیے کہ اس میں مجھ سے زیادہ حضور کے راز ہوں گے۔" (ویسا ہی بند لفافہ جیب سے نکال کے اور شاہزادی کی طرف بڑھا کے) لیجیے پڑھ کے دیکھ لیجیے۔"

منینہ۔ (خط ہاتھ میں لے کے) "میرا راز کیوں ہونے لگا تھا؟ مجھے کسی سے مطلب؟"

ہیلینا۔ (اپنی ندامت پر غالب آ کے) "پڑھیے گا تو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ مطلب ہے یا نہیں۔"

منینہ۔ "لکھنے کو کوئی ہزار لکھے میں تو پروا نہیں کرتی؟ سیکڑوں آدمی لکھ چکے ہیں۔ مگر میں نے خیال بھی نہیں کیا۔"

یہ کہہ کے شاہزادی نے خط کھولا اور چپکے چپکے پڑھنے لگی۔ سلوریا نے جو زیادہ بیباک تھی کہا "اس کی سند نہیں ہے۔ آواز سے پڑھیے۔" آخر سب کے اصرار سے شاہزادی نے ذرا آواز سے پڑھنا شروع کیا۔ ہسپانیہ کی زبان میں خط تھا جسے شاہزادی اور اس کی سب سہیلیاں بخوبی سمجھ لیتی تھیں۔ مضمون یہ تھا:۔۔۔

"دلستان بہن ہیلینا۔ تم ہمارے آقا حضور عثمان ابن ابی یسعہ کے ساتھ ہم سب کا دل بھی اپنے ساتھ لیتی گئیں۔ ایسی بے مہر! اور ایسی بے وفا! یہ تو بے وفائی نہیں ظلم تھا۔ ہمارے آقا کو ہر وقت

تم یاد رہتی ہو۔ اور ہر گھڑی تمھارا خیال اُن کے دل میں۔ تمھاری پیاری صورت اُن کی آنکھوں کے سامنے۔ اور تمھارا نام اُن کی زبان پر رہتا ہے۔ یہ ساری فتحیں ایک طرف اور جو شکست اُنھیں تم نے دی ہے ایک طرف۔ تم نے بڑی عنایت کی جو ہمیں یاد کیا۔ ع اب بھی پوچھا تو مہربانی کی۔ اب خدا کے لیے ہمارا قصور معاف کرو۔ اور آ کے اپنا جمال جہان آرا دکھاؤ۔ ہمارے آقا وعدہ کرتے ہیں کہ تمھاری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کریں گے۔ جس آزادی سے چاہنا رہنا۔ اور جب اور جہاں جی چاہے چلی جانا۔ وہ حلف سے وعدہ کرتے ہیں کہ تم پر کسی قسم کا جبر نہ کریں گے۔ خصوصاً جب سے تم نے یہ خط لکھ کے اپنی یاد تازہ کی ہے۔ اور یہ معلوم ہوا ہے کہ تم شاہزادی مینہ کی انیس وجلیس ہو اُن کی عجیب حالت ہو رہی ہے۔ شاہزادی کے وہ نادیدہ عاشق ہیں۔ سیکڑوں آدمیوں سے اُن کے حسن کا شہرہ سنا ہے۔ اور اس تمنا نے بیتاب وبے قرار کر رکھا ہے کہ وہ ایک ہی دفعہ اپنا عالم آشوب حسن وجمال دکھا دیں۔ یہ ساری لڑائی بس اُسی وقت تک ہے جب تک شاہزادی مہربان نہیں ہوتیں۔ اُن کی خدمت میں میری طرف سے عرض کرو کہ فتح آپ کے ہاتھ میں ہے۔ پھر آپ کیوں نہیں فتح کرتیں؟ عثمان ابن ابی نسعہ اس فوج اس لشکر۔ اس زبردست قلعے۔ اور اس سارے سامان جنگ سے شکست نہ کھائیں گے۔ اُنھیں فتح کرنا ہے تو اپنی نگاہ ناز کے تیر۔ اپنی ابروں کی سینہ شگاف تلواروں۔ اور اپنی پلکوں کے جگر چاک کرنے والے خنجروں سے کام لیجیے۔ ملاقات کے لیے شاہزادی جو طریقہ پسند کریں منظور کیا جائے گا۔ بس تم ایک دن کے لیے یہاں چلی آؤ۔ شاہزادی کی مرضی کے موافق سب باتوں کا انتظام ہو جائے گا۔

آپ کی خادمہ ریحانہ"

خط کا آخری حصہ پڑھتے وقت شاہزادی کی زبان رُکنے لگی تھی مگر سب نے زبردستیاں کرکے اُسی سے پڑھوایا۔ اور غور ہونے لگا کہ اس کے بعد کیا کارروائی کی جائے۔ بنپشیریا نے کہا "سوچنے کی کیا

ضرورت ہے - یون لڑائی مین مشکلون سے عرب سردار کا سامنا ہوتا - اور شاید اُس کے قریب تک پہونچنا دشوار ہوتا - اور اب کوئی مشکل نہ پیش آئے گی - توکل یہ کیا جائے کہ ہماری فوج قلعہ سے نکل کے دشمنون پر حملہ کرے - اور شاہزادی اپنی قدیم وضع کے موافق چہرے پر نقاب ڈال کے مقابلہ کو نکلین - ہیلینا مسلمان سردار کو اسی وقت خبر کردین کہ کل میدان جنگ مین آپ کو مین شاہزادی کا جلوہ دکھاؤن گی - لڑائی مین جیسے ہی سامنا ہو ہیلینا اُس سے مل کے اُسے سامنے لائین اور شاہزادی اپنی پوری نذر دیکھ کے چہرے سے نقاب اُلٹ دین - صورت دیکھتے ہی وہ بدحواس ہو جائے گا اور کوئی تعجب نہین جو تیورا کے گر پڑے - اُس وقت ہیلینا یہ کام کرین کہ اُس کے دونون ہاتھ پکڑ لین - ہم تینون فوراً جھپٹ کے گرفتار کر لین گے - اور جھپٹ پٹ گھوڑے پر ڈال کے قلعہ مین لے آئین - پھر اُس وقت جب وہ پابزنجیر سامنے کھڑا ہوگا خوب مزے کی باتین ہون گی - اور اُسے اس عشق کا پورا مزہ مل جائے گا"

ہیلینا "مجھ سے ایسی دغابازی تو نہ ہو سکے گی"

یلشیریا "لڑائی مین دشمن کے ساتھ دغاداری کون کرتا ہے؟ جب دشمنی ہے اور جانتے ہین کہ وہ ہماری جان مال اور عزت آبرو کا دشمن ہے تو پھر اُس کے ساتھ وفاداری کیسی؟"

سلوریا "اچھا یہ نہ جائین - اب تو اِس کام کو مین بھی کرون گی"

منینہ "مگر اس لڑائی مین جاتے اور عثمان کا سامنا کرتے میرا جی جھجکتا ہے - اور طرح طرح کے خیال دل مین آتے ہین - کوئی ایسی تدبیر نہین ہے کہ بنے میرے گئے کام نکل جائے؟"

یلشیریا "بغیر آپ کے گئے ہمارا کام نہین نکل سکتا - حضور کچھ اندیشہ نہین - اُس کی یہ عاشقی کی چھیڑ چھاڑ سُن کے تو مجھے یقین آ گیا کہ وہ ایک ہی نگاہ مین گھائل ہو جائے گا"

منینہ "اچھا تو اس کو پرسون پر رکھو - کل ہیلینا اُس سے مل کے ملے بھی کر لین گی -

سلوریا "مگر ہیلینا تو جانے ہی کو نہین کہتین"

منینہ "جائین گی کیسے نہین؟ مین بھیجون گی اور نہ جائین گی؟"
ہیلینا "حضور حکم دین گی تو مین آگ مین بھی پھاند پڑون گی - اگرچہ اُس سے ملنے مین مجھے اپنے لیے طرح طرح کے اندیشے نظر آتے ہین - مگر جاؤن گی"
سلوریا "اب تمھارے لیے اُس سے ملنے مین کوئی خوف کی بات نہین ہے - شاہزادی کا درمیان نہ آیا ہوتا تو البتہ ممکن تھا کہ وہ تمھین دغا اور فریب سے بُلا کے قید کر لیتا - اور اب تو اگر تم خود نہ آؤ گی تو وہ ڈھکیل کے بھیجے گا"
ہیلینا "خیر جو کچھ ہو - مین جاؤن گی"
غرض شاہزادی اور اُس کی چارون سہیلیون نے اسی وقت طے کر لیا کہ کل صبح کو ہیلینا جا کے عثمان بن ابی سیعہ سے ملے - میدان مین شاہزادی سے ملانے کا وعدہ کرے - اور پرسون سوتوم کا لشکر نکل کے حملہ کرے - اور اُس کے ساتھ ہی شاہزادی منینہ اپنے حسن کے اسلحے سے کام لے کے مسلمانون پر فتح حاصل کرلے - اس تجویز کے قرار پا جانے کے بعد سب نے کھانا کھایا - اور بسترون پر جا کے سو رہین -

---

بارھوان باب

حسن کی فتح

آفتاب برآمد ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہوگی کہ ہیلینا نے نہا دھو کے خوب بناؤ سنگھار کیا - زلفین نہایت ہی نزاکت سے آراستہ کین - اپنے حسن کو چمکا کے اُس کی قوت اور کشش بڑھائی - اور رنگون کے سادے کپڑے پہن کے شاہزادی منینہ کے پاس گئی اور کہا "اب مین جاتی ہون"
منینہ "جاؤ - مگر دیکھو جلدی آنا - (ہیلینا کے چہرے کو پریشان دیکھ کے) اکیلے جاتے ڈرتی ہو تو سلوریا کو ساتھ لے لو"
سلوریہ جو پاس ہی کھڑی تھی بولی "ہان مین ساتھ چلنے کو تیار ہون"
ہیلینا - نہین - اب آج مجھے اکیلا ہی جانے دو - مگر مجھے وہ آزادی کی سند تو دے دو - بغیر اُس کے ایسی روک ٹوک ہوگی کہ شاید مجھے اُس کے پاس تک پہونچنا

دشوار ہوئے

سلوریا "لو ابھی لائی" یہ کہہ کے دوڑتی ہوئی گئی۔ وہ سند لاکے ہیلینا کے ہاتھ میں دی۔ اور بولی۔ "بس؟ اب تو تمھیں کوئی اندیشہ نہیں ہے؟"

ہیلینا نے اُس سند کو گریبان میں رکھ لیا جو اُن دنوں جیب کا کام دیتا تھا۔ پھر شاہزادی اور سب دوستوں سے رخصت ہوئی۔ اور اُسی وقت قلعہ سے نکل کے آگے بڑھی۔ سامنے ہی عربوں نے ایک زبردست منجنیق لگا رکھی تھی۔ اور چار پانچ سو اُندلسی اور عرب اُس کے چلانے میں مصروف تھے۔ ہیلینا کی صورت دیکھتے ہی کئی آدمی غل مچاتے اس کی طرف دوڑے۔ قریب آکے ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا "کون؟" بعوض جواب کے ہیلینا نے گریبان میں سے سند نکال کے پیش کر دی۔ جسے دیکھتے ہی گرفتار کرنے والوں نے اُس کا نازک ہاتھ اس طرح ڈر کے چھوڑ دیا جیسے کسی کا ہاتھ آگ پر پڑ جائے اور وہ گھبرا کے کھینچ لے۔ پوچھا "تم کہیں باہر جاؤ گی؟ یا ہمارے لشکر میں کوئی کام ہے؟"

ہیلینا "میں قائد اعظم عثمان بن ابی نسعہ کے پاس جاؤں گی" فوراً دو شخص اُس کے ساتھ ہو لیے۔ اور عثمان کے خیمے پر پہونچا کے اطلاع کرائی۔ طلیح باہر آیا۔ اور بغیر اس کے کہ کچھ بات کرے اُسے اندر لیجا کے سردار کے سامنے کھڑا کر دیا۔ عثمان نے اُس کی صورت غور سے دیکھی۔ دیکھتے دیکھتے چونک سا پڑا۔ اور بولا "بے وفا مجبوبہ ہیلینا! تم ہی ہو نہ؟" اور جب طلیح نے اُس کا ترجمہ کیا تو ہیلینا نے جواب دیا۔ "جی ہاں حضور کی لونڈی ہیلینا" عثمان اس وقت چند افسران فوج سے ضروری باتیں کر رہا تھا۔ سب کو فوراً رخصت کر دیا۔ اور ہیلینا سے کہا "تو کیا تم بھی نن بن گئیں؟ (طلیح سے) "ریحانہ کو جلدی بُلواؤ" طلیح نے ایک غلام کو دوڑا دیا۔ اور خود ترجمانی کا حق ادا کرنے کے لیے حاضر رہا۔

ہیلینا "نن نہ ہو جاتی تو کیا کرتی؟ دنیا نے مجھے چھوڑا اور میں نے دنیا کو چھوڑ دیا"

عثمان۔ (مسکرا کے) "آخر دنیا کا قصور؟ اور یہ تو تم اُسے تہمت لگا رہی ہو"

تھین چھوڑ دیا - ساری دنیا تھین آنکھون پر بٹھانے کو تیار ہے؟ مین ہی نے تھارے ساتھ محبت الفت - دولت یا کسی چیز مین کمی کی تھی ؟"

ہیلینا "نہین - مجھے یہان کسی چیز کی کمی نہ تھی "

عثمان "پھر تھین انصاف کرو کہ دنیا کا قصور ہے یا تھارا؟"

ہیلینا "مگر مجھے دنیا سے دین زیادہ پیارا ہے "

عثمان "کسی نے یہان تم سے کہا تھا کہ اپنا دین چھوڑ دو؟"

ہیلینا "کہا تو نہین - مگر یہان مجھے ہر چیز اور ہر شخص کی باتون مین اپنے دین کی توہین و حقارت نظر آتی تھی - اور پھر وطن اور عزیزون کا شوق اپنی طرف کھینچ رہا تھا "

اتنے مین ریحانہ آگئی - اور عثمان نے کہا" لو ریحانہ تھاری بی بی ہیلینا آگئین " ریحانہ دیکھتے ہی دوڑ کے لپٹ گئی - پھر اپنے آقا عثمان کے اشارے سے اُسے لے جاکے اُس کے برابر بٹھا دیا - اور وہی گفتگو کا ذریعہ بن گئی -

عثمان "اگر تھین اپنے عزیزون سے ملنے کا شوق تھا تو مجھ سے کہتین - مین تھین بڑی عزت و حرمت کے ساتھ وہان بھیجتا "

ہیلینا "خیر - مین اپنا قصور مانے لیتی ہون - کیونکہ ندامت ہی تھی جو مجھے پھر حضور کی خدمت مین لے آئی "

عثمان - (ہنس کے)" مگر ایک بات ہے - مین نے کبھی کسی امر مین تم پر جبر نہین کیا ہے - مگر اب ایک بات مین مجھے زبردستی کرنا پڑے گی "

ہیلینا "وہ کون سی بات ہے ؟"

عثمان "مین تھارا یہ لباس بدلواؤن گا - سب باتین گوارا ہین مگر اس کو نہین برداشت کر سکتا "

ہیلینا - (شرما کے اور پھر مسکرا کے ایک شوخ ادائی کے ساتھ) " اب آپ کو اس کی ضرورت ہی کیا ہے ؟"

عثمان "ضرورت کیون نہین ؟ (ہنس کے) اور میری ضرورتون کو تم کیا جانو"

ہیلینا "میں جانتی ہوں۔ اب تو میں اس لیے آئی ہوں کہ شاہزادی منیزہ کو آپ سے ملا دوں۔ جو سروار اکوئی طالی کی شاہزادی کا عاشق ہوا اُسے اور سب سب طرف سے اپنی نظر ہٹا لینی چاہیے"

عثمان "کیا یہ شاہزادی تم سے زیادہ خوبرو ہے؟ مجھے تو یقین نہیں آتا"

ہیلینا "جب اُن کا جمال جہان آرا دیکھیے گا یقین آجائے گا"

عثمان "مانا کہ وہ کوہ قاف کی پری یا جنت کی حور ہیں۔ مگر میرے دل سے تمھارے حُسن کا نقش نہیں مٹا سکتیں"

ہیلینا "اچھا تو پہلے اُن کی زیارت کر لیجیے پھر اس کا فیصلہ کیجیے گا"

عثمان "مگر اُن کی زیارت کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ اس میں شک نہیں کہ مجھے اُن کے دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہے۔ اور جو جو اُن کے حسن کی تعریف سنتا ہوں یہ اشتیاق بڑھتا جاتا ہے۔ لیکن بجائے اِس کے کہ اُنھیں ستا کے اور اُن کا دل دُکھا کے اُن کی زیارت کروں چاہتا ہوں کہ لطف کی ملاقات ہو۔ اور یہ شاید تمھاری کوشش سے ہو سکے۔ مجھے معلوم ہے کہ شہر میں بہت کم فوج ہے۔ اس کا بھی پتہ لگ چکا ہے کہ قلعہ کی دیوار کہاں کہاں کمزور ہے۔ جدھر سے دھاوا کیا جائے تو ایک ہی دن میں قلعہ ہمارے قبضہ میں آجائے۔ اور شاہزادی ہمارے بس میں ہوں۔ مگر میں جان بوجھ کے حملے کو روکے ہوئے ہوں۔ تاہم اسی حال میں ایک ہفتہ اور گزر گیا اور اُن سے ملاقات نہ ہوئی تو پھر مجھ میں صبر کی تاب نہ رہے گی۔ اور لشکر عرب زبردستی قلعہ میں داخل ہو جائے گا"

ہیلینا۔ (ہنس کے) "اُن سے ملنے کا تو ایسا شوق اور پھر میرے ساتھ محبت کا ایسا دعوی ہے! مگر مضائقہ نہیں۔ میں شاہزادی کی اور آپ کی دونوں کی لونڈی ہوں۔ اُن پر مجھے حسد نہ آئے گا"

عثمان "اور نہ حسد کی ضرورت یا وجہ ہو گی۔ اچھا تو اب بتاؤ اُن سے کب ملاقات ہو گی؟"

ہیلینا "کل ہی ملا دوں؟"

عثمان "یہ ہوتا تو پھر کیا تھا؟"
ہیلینا "تو کل آپ اُنھیں دیکھ لیں گے"
عثمان "کہاں؟ اور کیونکر؟"
ہیلینا "وہ مقابلے کے لیے قلعہ سے نکلیں گی۔ اور اُن کا لشکر زور و شور سے حملہ کرے گا۔ آپ کو چاہیے کہ اپنے لشکر کے قریب رہیں۔ لڑائی شروع ہونے کے بعد میں اسی نئون کے لباس میں سامنے نمودار ہوں گی۔ مجھے دیکھتے ہی آپ سمجھ جائیں کہ جہاں میں ہوں وہیں شاہزادی بھی ہوں گی۔ بلا تکلف میرے قریب چلے آئیے۔ بس میں آپ کا اُن کا سامنا کرا دوں گی"
عثمان "یہی سہی۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ ملنے کے بعد لڑائی رُکوا کے اُن سے صلح کے بارے میں گفتگو کروں۔ تم بھی موجود رہنا۔ اور ریحانہ کو بھی مترجمی کے لیے میں مردانے لباس میں ساتھ لیتا آؤں گا"
ہیلینا "ضرور لیتے آئیے گا۔ خیر تو اب میں جا کے شاہزادی کو خبر کرتی ہوں کہ کل آپ سے ان سے ملاقات ہوگی۔ اور وہ کل ضرور قلعہ سے نکل کے حملہ کریں"
عثمان "مگر تم کہاں آئیں اور کہاں چلیں؟ بھلا اس ملاقات میں میری ہوسکتی ہے؟ تمھارے معاملے میں تو ابھی کچھ باتیں ہی نہیں ہوئیں"
ہیلینا "میں پھر ملوں گی۔ اب اس وقت جانا ضروری ہے۔ نہ جاؤں گی تو شاہزادی سے آپ سے ملاقات کیونکر ہوگی؟ لیکن اتنا کہے دیتی ہوں کہ شاہزادی کا سامنا ہوتے وقت اپنے ہوش و حواس درست رکھیے گا۔ اُن کی صورت دیکھ کے بڑے بڑوں کے پاؤں ڈگمگا جاتے ہیں"
عثمان "خدا مالک ہے۔ لیکن جانے سے پہلے اقرار کرتی جاؤ کہ شاہزادی کی اور میری ملاقات کے بعد پھر تم مجھ سے آ کے ملو گی"
ہیلینا "ضرور ملوں گی" یہ کہہ کے ہیلینا واپس آئی۔ اور شاہزادی سے کل حالات بیان کیے۔ پھر کہا "بس اب کل پر فیصلہ ہے۔ مگر خوب بن سنور کے اور اپنے حسن میں پوری دلفریبی کا زور پیدا کر کے قلعے سے نکلیے گا"
منینہ "اپنے نزدیک تو کوئی بات اٹھا نہ رکھوں گی۔ لیکن میرا دل اندر سے

دُھکڑ پکڑ کر رہا ہے۔ یہ عرب لوگ خدا جانے کس قسم کے حُسن کو پسند کرتے ہین؟ اور معلوم نہین اُن پر میری صورت کا اثر پڑتا ہے یا نہین؟"

ہیلینا:" آپ اپنا دل مضبوط رکھین۔ اور دل مین اس خیال کو آنے ہی نہ دیتن کہ آپ کا حسن و جمال کسی کے دل کو فتح نہ کر سکے گا"

میمنہ:" کاش اتنا ہی معلوم ہوتا کہ عثمان کس مذاق کا آدمی ہے تاکہ مین ویسی ہی صورت بناتی جیسی کہ اُس کو پسند ہے"

ہیلینا:" اُس کا مذاق تھوڑا بہت مین جانتی ہون۔ وہ اصلی حسن اور قدرتی خوبیون کا دلدادہ ہے۔ بناوٹ اور تکلف کو بالکل نہین پسند کرتا۔ اور قدرتی بہار اور پھولون کی اصلی زیب و زینت پر مرتا ہے۔ حضور اُس سے ملنے کو جاتے وقت نہ کوئی زیور پہنین۔ اور نہ یہان کی وضع کا بناؤ سنگار کرین"

میمنہ:" پھر کیا کرون؟"

ہیلینا:" حضور عربی معشوقون کا سا بالکل سادہ لباس پہن لین۔ اور بجائے سونے اور جواہرات کے فقط رنگ برنگ پھولون کا زیور پہنے ہون۔ یہان کے مالیون کو حکم دیجیے کہ ایسا پھولون کا لباس تیار کرین جس مین خوبصورت خوش رنگ اور تازے پھول نہایت مناسب ترتیب سے حضور کے سارے بنڈے پر آراستہ ہو جائین۔ سر پر بھی ایک نہایت ہی نازک نفیس دلفریب اور بانکا پھولون کا تاج ہو۔ زلفین کھول دیجیے۔ اور اُن مین مناسب رنگ کے پھولون کے ہار یون اُلجھے ہون کہ معلوم ہو یہ زلفین نہین خالص پھولون کی بیلین ہین۔ غرض حضور ایسی بن جائین کہ دیکھنے والے کو خیال ہو آپ انسان نہین بہار کی مجسم دیوی ہین۔ اور خود بہار مجسم ہو کے نظر کے سامنے آگئی ہے۔ پھر اس پر آب رودان کا باریک آسمانی برقع ہو جس کا رنگ آنکھون مین کھپا جاتا ہو۔ اور اُس مین صدہا سنہری بوٹیان کڑھی ہون گویا آسمان مین تارے روشن ہین۔ اور اس برقع کو پہنیے اس وضع سے کہ ایک اشارے مین اُتر جائے۔ اور دیکھنے والون کو معلوم ہو کہ یکایک بدلی مین سے چاند نکل آیا؟"

سلوریا "ہیلینا - تم نے تو ایسی وضع بتائی کہ عرب سردار تو دور رہے - ہم ہی لوگ دیکھ کے آپ سے باہر ہو جائیں گے"

پلشیریا "بس یہی وضع رہے - اس سے بہتر نہیں ہو سکتی - اور میں اسی وقت حضور کی مشاطہ اور اُس کی مدد کے لیے یہاں کی اور ہوشیار مشاطاؤں اور مالنوں کو بُلواتی ہوں - اور ہیلینا کو اپنے پاس بٹھا کے اُن کی تجویز کے موافق اپنے سامنے یہ لباس تیار کراتی ہوں - اگر مقدس ماں مریم مہربان ہیں تو آپ کو ایسا بنا دوں گی کہ آج تک کوئی دلھن نہ بنی ہو گی - اور جو دیکھے گا دیکھتے ہی دیوانہ ہو جائے گا"

اس تجویز کے مطابق لباس - پھولوں کا زیور - پھولوں کا تاج - اور برقع تیار ہونے لگے جنھیں پلشیریا نے رات بھر جاگ کے اور ہیلینا سے پوچھ پوچھ کے مکمل کیا - فوج کو پہلے ہی سے اطلاع دی گئی تھی کہ کل شاہزادی مقابلے کو نکلیں گی - اور افسران لشکر رات بھر اپنے جنگی لباس اور اسلحہ کی درستی میں مصروف رہے تھے - دوسرے دن صبح ہوتے ہی شاہزادی نے غسل کیا - سارے پنڈے کو عطر میں بسایا - بعد ازان اُس کے جسم پر وہ لباس آراستہ ہونا شروع ہوا - جس کی ترتیب اور آراستگی میں تین گھنٹے صرف ہو گئے - مگر اس تین گھنٹوں کی محنت کے بعد شاہزادی پر وہ عالم تھا کہ دیکھ کے مجال کیا تھی جو کوئی تاب لا سکے - یا اُسے حُوریا کوہ قاف کی پری کے سوا انسان خیال کر سکے -

بناؤ سنگار لباس کی ترتیب اور پوری سجاوٹ کے بعد شاہزادی نے برقع پہنا اور گھوڑے پر سوار ہو کے محل سے نکلی تو چھ ہزار فوج تیار تھی جسے لے کے قلعے کے پھاٹک کے پاس پہونچی - اُس کے حکم سے پُل تختہ گرا اور یکایک فرانسیسی لشکر جس کے بیچ میں شاہزادی منینہ اور اُس کے گرد اُس کی سہیلیوں کا جُھرمٹ تھا قلعے سے نکل کے مسلمانوں کے سامنے صف آرا ہوا - شاہزادی اپنی فوج کے پیچھے ہوئی - جلو کے سپاہیوں نے اُسے ڈھالوں کے سایے میں کر لیا - اور سرو یطوس لشکر کے ساتھ تیر اندازی کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا - اندلسی

سپاہیوں نے بھی تیر برسانا شروع کر دیے - مگر اپنی لڑائیوں کی عام وضع کے خلاف آج اپنی جگہ پر قائم تھے - گویا منتظر تھے کہ حریف قریب آجائے تو دست بدست لڑائی شروع کریں - مرد نیطوس جوش و خروش کے ساتھ اپنے نبرد آزماؤں کو بڑھاتا چلا جاتا تھا - اور کوشش کر رہا تھا کہ اگر مسلمان آگے نہیں بڑھتے تو ہم ہی بڑھ کے اُن سے دست و گریبان ہو جائیں - اور جو جو لشکر آگے بڑھتا تھا شاہزادی بھی بڑھتی جاتی تھی -

اب دونوں لشکر مل گئے - اور دست بدست لڑائی ہونے لگی - تھوڑی ہی دیر میں دونوں طرف کی تلواریں اور نیزوں کی نوکیں خون آلود ہو کے آفتاب کی شعاعوں سے مریخ کی کرنیں بن گئیں - زمین پر خون کا سرخ مشجر بنتے بنتے یہاں تک پُر متن ہو گیا کہ ساری زمین سرخ ہو گئی - زمین پر جو جو خون کی کیچڑ ہوتی تھی اندلسی لشکر ذرا پیچھے ہٹ کے صاف اور بے داغ زمین پر آجاتا تھا - اور یونہیں آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتا جاتا تھا - یہاں تک کہ مسلمان اپنے خیموں کے قریب پہونچ گئے - اور سوئیتوم کے پھاٹک سے لے کے وہاں تک وہ جانباز غافل پڑے سستا رہے تھے جو خونریزی سے اس قدر متنفر ہو کے سوئے ہیں کہ قیامت تک کروٹ نہ لیں گے -

اب لڑائی کو دو گھنٹے ہو گئے - یکایک ہیلینا ایک نقرہ گھوڑے پر سوار سفید کپڑے پہنے اور ایک سفید جھنڈی بلند کیے ہوئے شاہزادی کے گردہ میں سے نکلی اور غور کرنے لگی کہ کدھر سے جا کے مسلمانوں کے قریب پہونچے - سامنے خون کی ندیاں بہ رہی تھیں - داہنی طرف کی منجنیقوں کی آڑ تھی اور لوگ اُن کے چلانے میں اس قدر مصروف تھے کہ اُدھر کا رخ کرنا خطرے سے خالی نہ تھا - بائیں طرف میدان صاف تھا اور ذرا فاصلے پر مسلمانوں کا ایک علم بلند نظر آیا - دل میں سمجھی کہ عثمان بن ابی نسعہ اسی طرف ہو گا - فوراً اُسی طرف گھوڑا بڑھایا - اور جنگجو صفوں کی حد سے آگے بڑھ کے جھنڈی ہلائی - بیس پچیس عرب سواروں نے گھوڑوں کو ایڑ بتائی اور اس تیزی سے آئے کہ گویا اُس کے پاس ہی کھڑے تھے - اُن میں سے دو سوار

آگے بڑھ کے قریب آئے جن مین سے ایک عثمان تھا اور دوسری ریحانہ جو مردانے بھیس اور دولت مند سپہگرون کے لباس مین تھی۔ عثمان نے آتے ہی پوچھا "شاہزادی آئی ہین؟"

ہیلینا: "آئی ہین اور آپ کی منتظر ہین۔"

عثمان: "تو مین لڑائی موقوف کرا دون؟"

ہیلینا: "پہلے میرے ساتھ چل کے اُن سے مل لیجیے۔ پھر لڑائی موقوف کرائیےگا۔"

عثمان نے اپنے رفیقون کو وہین چھوڑا اور بے عذر ساتھ ہو لیا۔ صرف ایک ریحانہ ساتھ تھی جو آخر تک اس کے ہمراہ رکاب رہی۔ اب عثمان شاہزادی کے سامنے تھا۔ جو نہایت ہی وقار و متانت کے ساتھ برقع اوڑھے اور دوہری نقابون مین رخ زیبا کو چھپائے ہوئے تھی۔ سامنا ہوتے ہی ہیلینا نے رسم تعارف ادا کی۔ شاہزادی سے کہا "مسلمانون کے سپہ سالار عثمان یہی ہین" اور عثمان سے کہا "حضور ہی ہماری شاہزادی مینہ ہین۔"

مینہ۔ (عثمان سے) "مجھے آپ کے دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔"

عثمان: "تو مین بڑا خوش نصیب ہون۔ مگر اتنی عنایت سے میری تسکین نہین ہوتی۔"

مینہ: "جو تسکین کی صورت ہو وہ فرمائیے۔"

عثمان: "مین اِس رخ زیبا کے دیکھنے کا مشتاق ہون۔ یہ نقاب ہٹے تو آفتاب کا جلوہ نظر آئے۔"

مینہ: "اچھا ہوتا کہ مجھ مین آپ مین فقط صلح و جنگ کے متعلق باتین ہوتین۔"

عثمان: "مگر اس رخ انور کے سوا اور کوئی چیز صلح کا ذریعہ نہین ہو سکتی۔"

پلشیریا: "اس حسن کے دیکھنے کی آپ تاب نہ لا سکین گے۔ آفتاب پر کسی کی بھی نظر ٹھہری ہے؟"

عثمان: "ہان آفتاب پر کسی کی نظر نہین ٹھہرتی مگر بے اُس کے دیکھے کسی سے رہا بھی نہین جاتا۔"

اب اُس کی سب سہیلیان عثمان کو گھیر کے کھڑی ہو گئی تھین۔ اور اُسے

اپنے حلقے مین کرلیا تھا۔ جس کا عثمان نے کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ خود ہی رفع دے دیا۔ اتنے مین اُس کی نظر سلوریا پر پڑ گئی اور پہچان کے بولا "اخاہ! تم بھی موجود ہو؟ تمھین میری سفارش کرنا ہوگی کہ شاہزادی دولت حسن کے لٹانے مین اتنا بخل نہ کرین"۔

سلوریا: "آپ گھبرائین نہین۔ اس عالم آشوب حسن کو آپ دیکھین گے۔ مگر دل مضبوط کر لیجیے"۔

ساتھ ہی شاہزادی کے ایک اشارے مین نقاب اور برقع غائب ہو گئے اور عثمان نے ایک ایسی پیکر تصویر دیکھی جس کے اس دنیوی زندگی مین دیکھنے کی قطعاً امید نہ تھی۔ بے اختیار اُس نے گھبرا کے دل دونون ہاتھون سے تھام لیا۔ اور بولا "سارے جہان کی لطافت کی بہار سمٹ کے یکجا ہو گئی ہے؟ یا خود موسم بہار مجسم ہو کے نظر کے سامنے آگیا ہے؟" اب اُس کے دل پر ایک ربودگی اور بیخودی سی طاری ہوئی۔ اور سینے پر ہاتھ مار کے کہا "آہ! مین شہید ہو گیا ہون! اور یہ جنت کی حور میرے سامنے کھڑی ہے!" یہ کہتے ہی وہ بیہوش ہو کے تیورایا۔ اور گھوڑے سے گر رہا تھا کہ ہیلیانز ہاتھ پکڑ لیے اور سلوریا نے لپک کے اپنے ہاتھون پر لیا۔ رومِلدا نے بجلی کی سی پھرتی کے ساتھ اسے اپنے گھوڑے پر ڈالا اور بلشیریا ایک جست مین اپنے گھوڑے سے عثمان کے گھوڑے کی پیٹھ پر تھی۔ لگام اپنے ہاتھ مین لے لی۔ ساتھ ہی رومِلدا اور فلاویا نے چند ہمراہی مرد سوارون کی مدد سے ریحانہ کو بھی گرفتار کر لیا۔ اور سب کی سب گھوڑون کو موڑ کے قلعے کی طرف بھاگین۔ اور شاہزادی اُن کے پیچھے ہوئی۔ اس وقت وہ شکار کے زندہ اسیر کر لینے پر نازان اور بہت ہی خوش تھی۔ قلعہ دُور تھا۔ اور اُن سب کے گھوڑے ہوا سے باتین کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ پھاٹک کے قریب پہونچ کے کیا دیکھتی ہین کہ کئی ہزار سوارون کا عربی لشکر راستہ روکے کھڑا ہے۔ گھبرا گئے۔ دوسری طرف مڑین اُدھر بھی عرب سوار موجود تھے۔ پیچھے پلٹنے کا ارادہ کیا۔ مگر جب تک ارادہ کرین کرین اُدھر بھی عربی سوارون کا ایک زبردست لشکر آگیا۔

یہ دیکھتے ہی سب کے حواس جاتے رہے - نازک دل خوف سے دھڑک رہے تھے - اور مبہوت وششدر کھڑی تھین کہ ایک سوار نے آگے کہا "بس ہتھیار ڈال دو! تم سب ہماری اسیر ہو!" شاہزادی نے پھر اپنے قدیم حربے سے کام لینا چاہا - اور اُس سوار کی طرف رخ کرکے نقاب اُلٹی کہ اُسے بھی اپنی نگاہ کا گھائل کردے - مگر اُس پر کچھ اثر نہ ہوا - بلکہ ایک سوار نے عربی اندلسی زبان مین کہا "یہ حسن مجھ پر اثر ڈالنے کے لیے نہین ہے" مجبوراً سب نے ہتھیار ڈال دیے - اور گرفتار ہوگئین - اب اُس سوار نے عثمان بن ابی نسعہ کے گھوڑے پر سے پلشیریا کو اُتار کے عثمان کو سنبھالا - اُسے سنبھال کے گھوڑے پر بٹھا رہا تھا کہ عثمان نے آنکھین کھول دین - اور کہا "لیث بن حنظلہ مرحبا - تم نے اپنا کام نہایت عمدگی سے پورا کیا - جو تدبیر کی گئی تھی پوری اُتری - اور گو مین شاہزادی کا مفتوح تھا مگر تمھاری مدد سے فاتح ہون"

تیرھوان باب

حوروش میزبان

سنبھلنے اور نازنین فرنگ کی قید سے رہا ہونے کے بعد عثمان نے لیث کو حکم دیا کہ "ان سب عورتون کو لے جاکے میرے خیمے مین رکھو - اور گرد پانچ سو بہادران زناطہ کا پہرہ مقرر کردو - اور تاکید کردو کہ خبردار نہ کوئی ان کے پاس جانے پائے اور نہ ان مین سے کوئی خیمے کے باہر نکلنے پائے" پھر ریحانہ سے کہا "تم جاکے انھین کے پاس ٹھہرو - اور خیال رکھنا کہ انھین کسی بات کی تکلیف نہ ہونے پائے - اور دیکھو شاہزادی کے ساتھ شاہانہ آداب سے پیش آنا - اور ان کی راحت کا پورا سامان کردینا"

یہ کہتے ہی عثمان نے ان تمام سوارون کو جنھون نے شاہزادی کو گھیر کے اسیر کیا تھا اپنے ساتھ لے کے سوتیوم کی فوج پر حملہ کیا جو اُس کے پہونچنے سے پہلے ہی اندلسی فوج مین گھر چکی تھی - اور ہزار ذن سپاہیون کے کٹ جانے پر بھی جان پر کھیلنے والونکی طرح بیکار ہاتھ پاؤن مار رہی تھی - عثمان نے نقیبون سے

بکروا کے اُنھین لڑائی سے روکا اور کہا" تمھارا جو افسر ہو ہماری طرف متوجہ ہوئے" فوراً سرو لیطوس جو بہت سے چرکے کھا کے نیم جان ہو چکا تھا قریب آ کے بولا" مین متوجہ ہوا ہون ؟

عثمان " شاہزادی منینہ اور اُن کی سب ساتھ والیان ہمارے ہاتھ مین اسیر ہین - اور تم اپنے دشمنون کے اتنے بڑے سمندر مین غرق ہو کر زندگی کے لیے ہاتھ پاؤن مارنا جنون ہے - اس لیے مناسب یہ ہے کہ اس بےنتیجہ لڑائی سے ہاتھ روکو - اور ہتھیار ڈال دو "

سرو لیطوس " شاہزادی قلعے مین ہون یا قید مین ہمین اُن سے سروکار نہین - ہم تو فتح کے لیے نہین بلکہ اپنے وطن اور دین پر اپنی جانین فدا کرنے کے واسطے لڑ رہے ہین "

عثمان " تو جب اُنھین آزادی ملے اور پھر قوت حاصل ہو جی بھر کے لڑ لینا - مین نہایت رحم دلی اور صرف شاہزادی منینہ کے پاس خاطر سے وعدہ کرتا ہون کہ نہ تمھاری جانین لی جائین گی - نہ تمھارے ہتھیار چھینے جائین گے اور لڑائی کے بعد چھوڑ دیے جاؤ گے "

یہ الفاظ سنتے ہی تمام فرانسیسیون نے بغیر اس کے کہ سرو لیطوس کی اجازت ہو ہتھیار ہاتھون سے پھینک دیے - اور بقیۃ السیف لشکر جس کی تعداد چار ہزار تھی گرفتار ہو گیا -

اب اس کامیابی کی خوشی مین جنگ کی کارروائی موقوف کر دی گئی - تمام منجنیقین جو فصیل شہر پر سنگباری کر رہی تھین رکوا دی گئین - عثمان ابن ابی نسعہ دن کے لیے التواے جنگ کا حکم دے کے پُر انے رفیق لیث بن خنظلۃ الفہری کے ساتھ اپنے خیمے مین آیا - لباس جنگ اُتارا - اور لیث سے کہا " مین نے غلطی تو کی تھی مگر تمھاری مستعدی نے بچا لیا - اور اسی لیے مین نے تم کو پہلے سے اُدھر مقرر کر دیا تھا "

لیث " آپ نے تو اس طرح ہاتھ پاؤن ڈال دیے کہ مجھے اور میرے تمام ساتھیون کو حیرت ہو گئی "

عثمان "ہاں میں نے ہاتھ پاؤں ڈال دیے - شاہزادی کی صورت نے مجھے بیہوش نہیں کیا مگر اُس میں کچھ ایسی دلفریبی و دلربائی تھی کہ خود بخود جی چاہا اُس کی تمنا پوری کر دوں - وہ مجھے اپنے تیر نظر کا نشانہ بنانا چاہتی تھی اور میں بن گیا"

لیث "لیکن جہاد اور غزا میں ایسی عشق بازی نہایت ہی خوفناک ہے"

عثمان - (مسکرا کے) "یہ کمزوری تو مجھ میں ہے - میں اچھی صورت دیکھ کے سب باتیں بھول جاتا ہوں - اور اپنی اس کمزوری ہی کے دُور کرنے کے لیے میں نے تمھیں اُدھر بھیج دیا تھا - اب چلو شاہزادی سے ملیں - دیکھیں وہ کیا کہتی ہے؟"

لیث "چلیے - مگر خبردار پھر ایسی کمزوری نہ دکھایئے گا"

یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں اُس خیمے میں گئے جس میں شاہزادی منینہ تھی - جو لوگ پہرے پر تھے اُنھوں نے کہا "السلام علیک یا امیر" عثمان نے جواب میں "وعلیکم السلام" کہا تھا کہ ریحانہ نے آ کے سلام کیا -

عثمان "شاہزادی اور اُس کی سہیلیاں کس حال میں ہیں؟"

ریحانہ "چپکی بیٹھی ہیں - نہ کچھ بولتی ہیں نہ بات کرتی ہیں - میں نے کئی بار کھانے کو پوچھا مگر جواب ہی نہیں دیتیں"

عثمان "خیر مضائقہ نہیں - طلح سے کہہ دو کہ میرے لیے کھانا یہیں لے آئے - میں اپنے ساتھ کھلاؤں گا - مگر حکم دے کے تم میرے ساتھ اندر چلو - بغیر تمھارے شاہزادی سے باتیں کیونکر ہوں گی؟"

ریحانہ "مجھے تو امید نہیں کہ وہ بات کریں" یہ کہہ کے اُس نے پہرے کے سردار سے کہا "کسی کے ہاتھ طلح سے کہلا بھیجو کہ یہیں لا کے دسترخوان بچھا لے" اور عثمان و لیث کے ساتھ خیمے کے اندر داخل ہوئی - شاہزادی اپنے اُسی لباس میں برقع اُتارے بیٹھی تھی - عثمان کی صورت دیکھتے ہی تعظیم کے لیے کھڑی ہو گئی - عثمان نے اصرار کر کے بٹھالا - اور پوچھا "آپ کو کسی بات کی تکلیف تو نہیں ہے؟"

ہیلینا "شاہزادی کہتی ہیں کہ قید میں جیسی جیسی راحتیں ہوتی ہیں سب

حاصل ہین پھر شکایت کس بات کی کرین ؟"

عثمان :" شاہزادی بھلا کیا گرفتار رہون گی؟ کس کی مجال ہے کہ اُنھین قید کرے ؟ مجھے تو اُلٹے یہ نظر آرہا ہے کہ مین ہی اُن کی زلف گرہگیر مین گرفتار ہون - اور میرا دل اُن کی مٹھی مین ہے "

ہیلینا :" تو پھر یہ پہرہ اور حراست کیون ہے ؟"

عثمان - (مسکرا کے) " اس لیے کہ مجھے اپنے گرفتار کرنے والون مین وفا نہین نظر آتی - جس کی خود تم شاہد ہو " اس جواب پر ہیلینیا نے ندامت سے آنکھین نیچی کر لین -

سلوریا - (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) " جی ہان زمانے کا عجب رنگ ہے - جیسے عاشق ہین ویسے ہی معشوق بھی ہین "

اب عثمان کے نادم ہونے کی باری تھی - مگر اُس نے اپنی ندامت کے دُور کرنے کے لیے کہا " بے شک ! جیسے عاشق ہین ویسے ہی معشوق ہین - اور ویسی ہی ننین اور مذہبی کنواریان بھی ہین - خیر اب اس ذکر کو جانے دو اور شاہزادی سے کہو کہ آرام سے بیٹھین - دل مین سمجھ لین کہ یہ قید نہین ہے - وہ یہان اپنے دشمنون پر حکومت کرنے اور انھین اپنے غلام بنانے کے لیے آئی ہین اور اسی مین خدا کی کوئی بڑی مصلحت ہے "

پلشیریا :" شاہزادی کہتی ہین کہ آپ کے نزدیک ضرور مصلحت ہوگی مگر اکوئی علانی کی قسمت پلٹ گئی "

عثمان :" ایسا نہ کہیے - اگر شاہزادی یہان نہ آتین تو خدا جانے کس قدر خونریزی ہوتی ؟ اور کیسے کیسے بہادر اور قدر کے قابل سردار جان سے مارے جاتے ؟ شاہزادی کے والد کو نہین معلوم کیا کیا مشکلین پیش آتین ! اب بہت آسانی سے ملک مین امن وامان قائم ہو جائے گا - اور شاہزادی جن شرطون پر چاہین گی صلح ہو جائے گی - مجھے تو اس لڑائی مین یہی دھڑکا لگا رہتا تھا کہ شاہزادی دین اور وطن کی حمایت کے جوش مین میدان مین آتی - اور قلعہ کی فصیل پر گشت لگاتی رہتی ہین ایسا نہ ہو اُن کے دشمنون کو کسی قسم کا آزار پہونچ جائے

اسی خیال سے مین نے یہ دن لڑائی روک رکھی تھی۔"

پلشیریا: "تو آپ چاہتے کیا ہین؟"

عثمان: "یہ تو بعد بتاؤن گا مگر اس وقت تو مین چاہتا تھا کہ لڑائی موقوف ہوتی۔ ہم سب سوتیرم کے اندر بیل کے آزادی سے رہتے۔ اور اس لڑائی کا لطف محبت پر خاتمہ ہو جاتا۔"

پلشیریا: "آپ کا یہ مطلب ہے کہ ہمین دھوکا دے کے سوتیرم پر قبضہ کر لین؟"

عثمان: "سوتیرم کوئی مضبوط قلعہ نہین ہے۔ اور اب تو چند ہی گھنٹون کی لڑائی مین عربی لشکر اُس مین داخل ہو سکتا ہے۔ اور ایسی صورت مین قبضے کے یہ معنے ہوتے ہین کہ تمام سپاہی پکڑ کے قتل کر ڈالے جائین۔ شہر کے سارے باشندے لوٹے جائین۔ مکانون مین آگ لگائی جائے۔ شہر پناہ مسمار کر دی جائے۔ اور عورتین اور لڑکے پکڑ کے لونڈی غلام بنا لیے جائین۔ جیسا کہ ہر جگہ ہوا۔ بر خلاف اس کے مین چاہتا ہون کہ شہر مین بالکل امن و امان قائم رہے۔ شاہزادی اسی طرح اُس کی مالک اور حکمران رہین۔ رعایا کی جان و مال سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ بلکہ عربی لشکر باہر ہی پڑا رہے اور مین صرف ہزار دو ہزار سوارون کے ساتھ اندر چل کے شاہزادی کا مہمان ہون۔ اور نہایت آزادی و اطمینان کے ساتھ شہر مین عیش و نشاط کی صحبت گرم ہو۔ کیا تم اسی کو قبضہ کہتی ہو؟ یہ تو قبضہ کرنا نہین بلکہ خود اپنے تئین آپ کے قبضہ مین دینا ہے۔"

پلشیریا: "اس اقرار کے خلاف تو نہ ہو گا؟"

عثمان: "اہل عرب نے آج تک کبھی بدعہدی نہین کی ہے۔"

پلشیریا: (شاہزادی سے چپکے چپکے مشورہ کر کے) "اچھا یہ تو نہ ہو گا کہ شاہزادی پر کسی بات مین جبر کیا جائے؟ اور وہ اپنی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے پر مجبور کی جائین؟"

عثمان: "ہرگز نہین۔ مین اتنا کا کام جبر سے لینا نہین پسند کرتا۔"

پلشیریا: "اور ہماری فوج کے جو لوگ گرفتار ہوئے ہین اُن کے ساتھ کیا

سلوک ہوگا؟"

عثمان "وہ چھوڑ دیے جائینگے"

پلشیریا "اگر آپ اس قدر عنایت اور ایسے شریفانہ اخلاق پر آمادہ ہین تو شاہزادی بڑی خوشی اور احسان مندی کے ساتھ آپ کی درخواست کو قبول کرتی ہین - اور چاہتی ہین کہ آج ہی شام کو ہم سوتیوم کے اندر چل کے کھانا کھائین"

عثمان "تمھارے اور اوروں کے ذریعہ سے بہت باتین ہو چکین - مگر اس بات کو مین چاہتا ہون خود شاہزادی کی زبان سے سنون" جب اس کا ترجمہ ریحانہ نے کیا تو شاہزادی میتنہ سُن کے ہنسی - اور ندامت کے ساتھ بولی "مین خود اپنی زبان سے اقرار کرتی ہون کہ آپ کی یہ تجویز مجھے منظور ہے - اور امید ہے کہ سوتیوم کی دعوت و میزبانی کو آپ پسند کرینگے"

شاہزادی کے جواب دینے سے ابن ابی لیسعہ بہت ہی خوش ہوا - اور کہا "تو پھر اس کا جلدی انتظام ہونا چاہیے - اور اس وقت آپ سب میرے ساتھ کھانا تناول فرمائین" انکار کا موقع نہ تھا شاہزادی نے قبول کیا - اور عثمان کا اشارہ ہوتے ہی دسترخوان بچھا اور سب نے کھا کے ہاتھ دھوئے - اور عثمان نے پھر یاد دلایا کہ اب قلعے کے اندر چلنے کا سامان ہونا چاہیے -

شاہزادی "ہمارے لشکر کا سپہ سالار سرویطوس اگر زندہ ہے تو غالباً گرفتار ہوگا اُسے بلوایئے تاکہ اس کی تدبیر کی جائے"

عثمان نے لیث سے کہا کہ "مین یہین بیٹھا ہون - تم جا کے سرویطوس کو لے آؤ - غالباً یہ وہی زخمی شخص ہوگا جس سے ہم سے گفتگو ہوئی تھی" لیث گیا - اور عثمان نے شاہزادی سے کہا "اب آپ کسی امر کا اندیشہ نہ کرین - اور یہ یقین کرلین کہ مین آپ کا تابع فرمان ہون - لیکن ہان اس بات کی تمنا ہے کہ آپ شگفتہ ہو کے باتین کرین - اور خادص اور سچائی کے ساتھ میری

شاہزادی :- "مجھے آپ بے وفا نہ پائیں گے - اس وقت سے میں آپ کی خادمہ ہوں - اور آپ کے کسی حکم سے باہر نہ ہوں گی - مگر اتنا خیال رہے کہ میں اپنے والد کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتی "

عثمان :- "اور میں بھی اُن کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کروں گا "

شاہزادی :- "آپ نہایت ہی شریف اور انتہا سے زیادہ خلیق ہیں - آپ کا خلق اور آپ کی یہ محبت بھری باتیں میرے دل پر عجیب اثر کر رہی ہیں - کیا آپ سچ سچ ایسے ہی ہیں جیسے کہ نظر آ رہے ہیں ؟ آپ نے میری قوم کو فتح کر لیا - میرے ملک کو فتح کر لیا - خود میرے جسم کو فتح کر لیا - مجھے خوف ہے کہ یونہیں باتوں باتوں میں آپ میرے دل پر بھی نہ قبضہ کر لیں "

عثمان :- (نہایت ہی مسرت سے) "تو میرے لیے امید ہے - شاہزادی یہ صرف ظاہری فتحیں ہیں اصلی فتحمند آپ ہیں اور میں مفتوح - مگر اپنے مفتوح پر کوئی فاتح اتنا مہربان نہ ہو گا جتنی کہ آپ ہیں "

اتنے میں لیث سرولیطوس کو لے کے آ گیا - شاہزادی کو اسیری میں دیکھتے ہی اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے - شاہزادی نے اُسے بُلا کے اپنے قریب بٹھایا آہستہ آہستہ اُس سے کل واقعات بیان کر کے عثمان بن ابی نسعہ کی تجویز پیش کی - جسے سُن کے وہ کچھ دیر تک سر جھکائے غور کرتا رہا - اور پھر گردن اُٹھا کے بولا "اس سے بہتر اور کون صورت ہو سکتی ہے ؟ حضور ضرور منظور فرمائیں "

شاہزادی :- "تو پھر تم ہی اکیلے شہر میں جا کے لوگوں سے حال بیان کرو - اور پھاٹک کھلوا کے ہمیں لے جاؤ "

سرولیطوس :- "اگر مجھے آزادی دی گئی تو ضرور جاؤں گا "

عثمان :- "تم کو اور تمہارے سارے لشکر کو آزادی ہے - اپنے کل ساتھیوں کو جس طرح مسلح لائے تھے اُسی طرح لے جاؤ - اور میری طرف سے سب کو اطمینان دلا کے آؤ تا کہ ہم سب تمہارے ساتھ چلیں "

سرولیطوس :- "مگر حضور وعدہ فرماتے ہیں کہ اندلس کا لشکر باہر ہی

رہے گا؟ اور اندر نہ جائے گا؟"

عثمان "بے شک ہمارا لشکر باہر ہی رہے گا۔ مگر میرے ساتھ کم از کم دو ہزار سوار اندر چل کے میری طرح آپ کے مہمان ہون گے"

سرویطوس "اور وہ لوگ کسی قسم کی لوٹ مار تو نہ کرین گے؟"

عثمان "ہرگز نہین"

سرویطوس "اس کا بھی خیال رہے کہ مین آپ کو اور شاہزادی کو لینے آؤن گا تو کم از کم پانچ ہزار لشکر میرے ہمراہ ہو گا۔ اور اُن کا جھنڈا کوئی طائی ہو گا"

عثمان "مین خوشی سے اجازت دیتا ہون"

سرویطوس "اب مجھے یقین آیا کہ آپ سچے بہادر اور بڑے مہربان فاتح ہین۔ تو میرے ہمراہیون کو رہائی کا حکم دیجیے۔ تاکہ اُنھین لے کے مین قلعے مین جاؤن"

عثمان "مین خود چل کے اُنھین چھوڑتا ہون" یہ کہہ کے لیث کو ساتھ لیے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کے لشکرگاہ کی پشت پر امیر الجنگ کی قیامگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ مین لیث نے کہا "مین دیکھتا ہون کہ آپ ضرورت سے زیادہ مہربان ہوتے جاتے ہین"

عثمان "فتح تو تم ہی کر چکے۔ لیکن اصلی فتح وہ ہے جو دلون پر ہوتی ہے"

لیث "یہ نہ کہا جائے کہ شاہزادی پر فریفتہ ہو کے آپ اپنے نیک و بد اور لوازم فتحمندی کو بھول گئے"

عثمان "کون کہے گا؟ عبدالرحمن امیر اندلس؟ مگر وہ میدان جنگ کے مصالح کو کیا جان سکتا ہے؟ فوجی کارروائیون کا ذمہ دار مین ہون"

لیث "امیر اندلس تو بعد کہے گا۔ پہلے آپ کے ہمراہی سپاہی کہین گے کہ ہم نے شہر کو فتح کیا۔ مگر امیر الجیش نے شاہزادی کے عشق مین مبتلا ہو کے اور اپنے دل کا شوق پورا کرنے کے لیے ہمین غنیمت اور اپنا حق جہاد پانے سے محروم رکھا"

عثمان "یہ بھی نہین کہہ سکتے۔ اول تو گزشتہ فتوحون مین وہ بہت کچھ پا چکے ہین۔ علاوہ برین مین صلح کے وقت تھوڑی سی بہت رقم یودیز سے دلوا دون گا"

اب وہ قیدیون کے پاس پہونچ گیا تھا۔ اس افسر کو جس کی حراست مین قیدی تھے بُلا کے حکم دیا کہ "یہ سب لوگ چھوڑ دیے جائین۔ ان کے اسلحہ بھی دے دیے جائین۔ اور انھین اجازت ہو کہ مسلح ہو کے عزت کے ساتھ واپس جائین" پھر سردیطوس سے کہا "تم اپنے لوگون کو پوری طرح آراستہ کر کے لیجاؤ"

یہ حکم دے کے وہ اپنے خیمے مین واپس آیا۔ اور سردیطوس اپنے کل ساتھیون کو جن مین اکثر زخمی تھے لے کے قلعے کی طرف روانہ ہوا۔ پھاٹک کے قریب پہونچ کے اُس نے شہرپناہ والون سے کہا پھاٹک کھول دو۔ فوراً پھاٹک کھل گیا۔ اور قلعے مین داخل ہو کے اُس نے حکم دیا کہ پھاٹک کھلا ہی رکھا جائے۔ پھر زخمیون کو قلعہ ہی مین چھوڑا اور نئی فوج جمع کی۔ اہل شہر کا ہجوم تھا۔ اور ہر ایک شاہزادی کا حال دریافت کرتا تھا۔ اُس نے سب کو اطمینان دلایا۔ شاہزادی کی خیریت بتائی۔ اس بات سے مطلع کیا کہ عربون سے صلح ہو گئی۔ اور اس فوج کو لے کے مین لڑنے کو نہین بلکہ شاہزادی کے لانے کو جاتا ہون"

یہ کہہ کے اُس نے قصر شاہی کے صاف اور درست کرنے اور استقبال کا بہت بڑا سامان کرنے کا حکم دیا۔ داروغۂ باورچیخانہ کو بُلا کے کہا کہ نہایت ہی لذیذ اور اعلی درجہ کا کھانا تیار رہے۔ اور جہان تک بنے اندلسی اور عربی غذائین تیار کی جائین۔ جن چیزون سے مسلمانون کو پرہیز ہے وہ دسترخوان پر ہرگز نہ لائی جائین" یہ احکام دے کے وہ تو شہر کے باہر نکلا۔ اور پھاٹک کے کھلا رکھنے کی تاکید کر کے عربی لشکرگاہ مین آیا۔ مگر قلعے والون کو اس کے بیان کا یقین نہ تھا۔ اور سب کے سب شاہزادی کے گرفتار ہو جانے کے خیال سے نہایت ہی پریشان تھے۔ یہ کسی کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا کہ شاہزادی کی گرفتاری کے بعد کسی مناسب شرائط صلح ہو سکے گی۔ بلکہ ہر ایک کو یقین تھا کہ دم بھر مین اندلسی سپاہی اندر گھس کے شہر کو لوٹین گے اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو جائے گا۔

چودھوان باب

شادی کا پیام

اسی دن شام سے پہلے عثمان ابن ابی نسعہ اور شاہزادی منینہ بڑے پرشوکت جلوس کے ساتھ سوتیوم مین داخل ہوئے۔ آگے آگے سرویطوس پانچ ہزار فرانسیسی فوج کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد عثمان۔ اور اُسکے رفقا۔ شاہزادی اور اُس کی سہیلیان عربی واُندلسی سوارون کے جھرمٹ مین تھین۔ اور دو متخاصم فریقون کے مل کے شیر و شکر ہوجانے سے اتحاد اور امن و امان کا عجیب دلکش جلوہ نظر آرہا تھا۔ یہ مشرقی فاتح جو مغرب سے ہو کے آئے تھے شہر مین داخل ہوئے تو دیکھنے کے لیے ہر سڑکون پر اہل شہر کا ہجوم تھا۔ لوگ اس دوستی و یکجہتی پر خوشی کے نعرے بلند کرتے تھے۔ اور قتل و غارت کا اندیشہ جو شہر والون کے دلون مین سمایا ہوا تھا وُہ رہوتا جاتا تھا۔ آخر یہ جلوس شہر کی آباد سڑکون کا ایک چکر لگا کے ایوان شہریاری کے سامنے پہونچا۔ جہان استقبال کا بہت کچھ سامان کیا گیا تھا۔ ہر طرف سے خوشی کے نعرے۔ اور جوش مسرت کے کلمات سُن سکے اور تماشائیون کے مسرور و بشاش چہرون پر ایک اجمالی نظر ڈال کے عثمان نے اپنے دوست لیث سے کہا "ہم فتح کرکے صدہا شہرون مین داخل ہوئے۔ بڑے بڑے زبردست بہادرون کو مغلوب کرکے اُن کے قلعون پر قابض ہوئے اور اُن کے بُرجون پر اپنے جھنڈے نصب کیے مگر اس سے زیادہ پُر لطف داخلہ کبھی آج تک کہین ہوا تھا؟ دیکھو وہی لوگ جو ایک گھڑی پیشتر ہمارے دشمن تھے کیسے خوش ہین؟ اور ہمین کیسی محبت کی نگاہون سے دیکھ رہے ہین؟"

لیث "بے شک یہ نہایت ہی دلکش اور فرحت بخش منظر ہے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ یہ اعتدال سے گزری ہوئی مہربانی کوئی بُرا نتیجہ نہ پیدا کرے"

عثمان "کیا تمھارا خیال ہے کہ یہ لوگ بے وفائی کرین گے؟"

لیث "یہ لوگ بے وفائی کرین۔ یا خود اندلس کی حکومت بے وفائی کرے"

حالت خطرے سے خالی نہین ہے "
عثمان "ادُھر! جو کچھ ہو گا مین سمجھ لون گا "
اب عثمان قصر شاہی مین اُترا - جہان شاہزادی منینہ میزبان تھی اور وہ مہان تھا - پہلے محل کے ایک بیرونی ہال مین ٹھہرکے وہ سوتیوم کے تمام معزز سردارون فوجی افسرون پادریون - اور اُن کے تمام لوگون سے جو حاضر تھے ملا - ہر ایک سے اُس کے حسب حیثیت باتین کین - اور سب کی تسلی و ولدہی کی - یہان تک کہ مغرب کا وقت آگیا - اور یہ پہلا دن تھا کہ فوجی موذنون نے سوتیوم کے قصر مین اذان کے لیے کھڑے ہوکے نعرۂ "اللہ اکبر" بلند کیا - اور قصر کے بیرونی صحن مین سب نے عثمان کے پیچھے جماعت سے نماز ادا کی - شاہزادی اُس کی سہیلیون اور تمام معززین سوتیوم نے حیرت و فرعوبیت کی نظر سے دیکھا - خاصۃً اس بات کو کہ جو شخص مسلمانون کا سپہ سالار ہے وہی اُن کا امام اور پیشوا بھی ہے -
بعد مغرب عثمان ابن ابی نسعہ محل کے اندرونی کمرون مین گیا جو خاص اُس کے ٹھہرنے کے لیے مخصوص کیے گئے تھے - دو ہزار عرب سپاہی جو ہمراہ تھے اُن مین سے اکثر نے محل کے صحن مین اپنے خیمے کھڑے کر لیے - اور بہتون کو قریب کے مکانون مین جگہ دی گئی جو اُن کے لیے خالی کرا لیے گئے تھے - اب وہ اپنے کمرے مین لیٹا اور دو ایک عربی سردارون سے باتین کر رہا تھا کہ شاہزادی منینہ نے آکے کہا " آپ اب ہمارے مہمان ہین - اور ہمارا فرض ہے کہ جہان تک بنے آپ کی راحت کا سامان کرین - مہربانی کرکے فرمایئے کہ آپ کو یہان کسی بات کی تکلیف تو نہین ہے ؟"
عثمان "ایک بات کی تکلیف ہے اور سخت تکلیف "
منینہ "جس بات کی تکلیف ہو ضرور ارشاد فرمایئے "
عثمان "آپ ہمارے پاس جم کے نہین بیٹھتین - اور بار بار اُٹھ کے چلی جاتی ہین "
منینہ - (ندامت سے نظرین نیچی کرکے) " مین حاضر ہون " یہ کہہ کے

عثمان کے قریب بیٹھ گئی - اور اُس کی سہیلیاں بھی اُس کے برابر خاموش بیٹھ گئیں -

عثمان ”آپ یہاں موجود رہیں تو پھر نہ کسی بات کی تکلیف ہے اور نہ کسی چیز کی ضرورت “

منیبہ ” مگر میں یہاں بیٹھی رہوں گی تو آپ کی خدمت کون کریگا؟“

عثمان ” خدمت کرنا ہمارا کام ہے - ہمارے لیے اس سے بڑا کوئی لطف نہیں کہ آپ یہیں بیٹھی رہیں - لیکن ہاں ایک اور ہے“

منیبہ ” وہ کیا؟“

عثمان ” وہی لباس جسے زیب بدن کرکے آپ نے میدان جنگ میں جلوہ دکھایا تھا اُسی کو پھر ایک دفعہ پہن کے وہی جلوۂ حسن پھر دکھا دیجیے - ع قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے ؟“

منیبہ - (خندۂ ناز کے ساتھ) ” وہ لباس تو وہیں کے لیے تھا - اور اب مجھے اُس لباس میں کوئی نہ دیکھ سکے گا “

عثمان ” تو میری یہ تمنا دل ہی میں رہے گی ؟“

منیبہ ” نہ ہونے والی چیز کی تمنا ہی کیا !“

عثمان ” مگر یہ تمنا تو دل سے نہیں نکل سکتی - کبھی تو وہ جلوہ پھر نظر آجائیگا جس نے ایک ہی جھلک میں مجھے از خود رفتہ کر دیا تھا “

منیبہ ” اب ایسی گستاخی کی مجھے جرأت نہیں ہو سکتی “

غلا دیا جو شاہزادی کے برابر ہی بیٹھی ہوئی تھی بولی ” ہماری شاہزادی کو اُسی لباس میں اب وہی دیکھے گا جو اُن کا ہاتھ پکڑے گا اور اُن کا دولھا بنے گا “

عثمان ” یہ خوش نصیبی خدا جانے کس کی قسمت میں ہے ؟“

مگر یہ کہہ کے عثمان خاموش ہو رہا اور شاہزادی نے ٹالنے کے لیے کہا ” اب اجازت ہو تو دسترخوان چنا جائے ؟“ عثمان نے اجازت دی اور خدام اور غلاموں نے نہایت سلیقے کے ساتھ پاس کے کمرے میں

کھانا چنا۔ اور سب نے ساتھ بیٹھ کے کھایا۔ اُس کے بعد بھی دیر تک باتین ہوتی رہین۔ اور جب رات زیادہ آئی تو سب اپنے اپنے بچھونون پر جا کے سو رہے۔

دوسرے دن عثمان نے تڑکے ہی ایک فوجی افسر کو بلا کے حکم دیا کہ "فوراً تو قوصہ مین جا کے لیث کو حکم دو کہ لڑائی موقوف کر کے مع اپنے تمام لشکر کے یہان چلے آئین۔ اب ہم سے سلطنت اکوئی طانی سے صلح ہو گئی ہے" تھوڑی دیر کے بعد شاہزادی مینہ نے آ کے مزاج پوچھا۔ اور اِدھر اُدھر کی باتین ہونے لگین۔ جن مین عثمان بار بار اپنے شوق اور عشق کو ظاہر کرتا اور شاہزادی ٹال کے اِدھر اُدھر کی باتین کرنے لگتی۔ چنانچہ ایک دفعہ اسی ٹالنے مین اُس نے پوچھا "معلوم نہین قوقوصہ کا کیا حال ہے؟ وہان تو لڑائی ہو رہی ہوگی"

عثمان" مجھے نہین معلوم کہ ان آخری چار دنون کے اندر وہان کیا ہوا؟ اُس سے پہلے ہماری فوج محاصرہ کیے ہوئے تھی۔ اور شہر والون نے نکل نکل کے مقابلہ کیا۔ لیکن اُس کا کچھ نتیجہ نہین ہوا۔ اب آج مین نے حکم بھیج دیا ہے کہ لڑائی موقوف کی جائے۔ اور وہان کی فوج یہان چلی آئے"

مینہ" وہان آپ کی کتنی فوج ہے؟"

عثمان" بیس ہزار آدمیون کا لشکر وہان مین نے بھیجا تھا۔ اور اب امید ہے کہ ہسپانیہ سے کچھ اور لشکر بھی آ گیا ہوگا"

مینہ" اب اس صلح کے بعد اُن شہرون کے بارے مین کیا کارروائی ہو گی جن پر آپ قبضہ کر چکے ہین؟"

عثمان" مناسب یہ ہے کہ اس بارے مین ہم سے اور آپ کے والد سے ایک معاہدہ ہو جائے۔ مین آج ہی ایک خط شاہ یوویز کو لکھتا ہون۔ اور اگر مضائقہ نہ ہو تو آپ بھی یہ سب حالات جو گزرے ہین لکھ بھیجیے"

مینہ" مین تو اپنی گرفتاری۔ پھر آپ کی دوستی اور رات تمام مہربانیون کا حال اُنھین رات ہی کو لکھ کے بھیج چکی۔ اور ایسا تیز قاصد گیا ہے کہ آج ہی کسی وقت اُن کو خبر ہو جائے گی۔ مگر آپ اُنھین کیا لکھین گے؟"

عثمان - (ہنس کے) "میرا جو جی چاہے گا لکھوں گا - آپ کو اُس سے کیا غرض؟"
منینہ - (شرما کے) "نہ بتائیے - مگر اس مین کوئی حرج نہ تھا"
عثمان "اچھا تو مین لکھتا ہون اور جب لکھ چکون گا تو آپ کو خط دکھا دون گا"
یہ کہہ کے اُس نے قلم و دوات منگوا کے لکھنا شروع کیا - اور مکمل کر کے چپکے چپکے اُسے پڑھا تو اُس مین الفاظ یہ تھے: ——

"جلیل القدر شاہ اکوئی طانی - سلام شوق - مین جس طرح یہان تک پہونچا ہون اُس کا حال آپ کو اپنی فوج کے افسرون سے معلوم ہوتا رہا ہوگا - سو تیوم کے پندرہ روز کے محاصرے کے بعد جس طریقہ سے مین قلعہ اور شہر کے اندر داخل ہوا ہون اُس کا حال غالباً آپ کو اپنی صاحبزادی کی تحریر سے معلوم ہو گیا ہوگا - بڑی خوشی کی بات ہے کہ شاہزادی منینہ کی خوبیان اور اُن کا بے نظیر حسن و جمال اتحاد و دوستی کا باعث ہو گیا - اب مین صلح پر آمادہ ہون - اور قوقصہ مین بھی حکم بھیج دیا ہے کہ لڑائی موقوف کی جائے - لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ ہم مین آپ مین صلح کی شرطین کیا ہون؟ مین آپ کے موافق تمام شرطون کے قبول کرنے کو موجود ہون - آپ کا جتنا ملک لیا گیا ہے واپس کر دیا جائے گا - عربی حکام اور عساکر آپ کے اُن تمام شہرون سے ہٹا لیے جائین گے جو ہمارے قبضہ مین ہین - مگر اس کے معاوضہ مین مین صرف چند باتون کا خواستگار ہون - اول تو یہ کہ کچھ تھوڑی سی رقم ہمارے سپاہیون کو دے دی جائے تاکہ وہ اپنی اس زحمت کا کسی قدر معاوضہ پا جائین - دوسرے یہ کہ کچھ یونہین سا برائے نام سالانہ خراج مقرر کر دیا جائے تاکہ مین والی اندلس اور خلافت اسلامی کو اپنی کارگزاری کے متعلق اطمینان دلا سکون - مگر اپنے لیے آپ سے مین ایک بہت ہی قیمتی چیز کا آرزو مند ہون جو آپ کو جس قدر زیادہ عزیز ہے اُسی قدر میری نظر مین باوقعت ہے - اور امید ہے کہ اُس کے دینے مین آپ بخل نہ کرین گے - اس لیے کہ صلح کا دار و مدار اسی شرط پر ہے - وہ چیز آپ کی پری جمال و مہ جبین بیٹی شاہزادی منینہ ہین - بہتر ہو کہ ان مراتب کے طے کرنے کے لیے آپ خود یہان تشریف لے آئین -

اور مجھے اپنی زیارت کا موقع دین۔
آپ کا مخلص - عثمان ابن ابی نسعہ اللخمی الخثعمی -
اب اُس نے اپنے ایک مترجم کو بلا کے کہا "اس خط کا ترجمہ فرانسیسی زبان مین کر دو - اور اسی وقت صاف کرکے دو - شاہزادی منینہ عثمان کو لکھنے مین مصروف دیکھ کے چلی گئی تھی جب فرانسیسی زبان مین ترجمہ ہو کے صاف ہو چکا تو اُس نے ریحانہ کو بھیج کے شاہزادی کو بلوایا اور جیسے ہی وہ آئی کہا "لیجیے یہ خط تیار ہو چکا۔ پڑھ لیجیے - مین نے اس مین صلح کے شرائط لکھ دیے ہین - اگر کوئی بات ناپسند ہو تو نکال ڈالیے" یہ کہہ کے خط شاہزادی کے ہاتھ مین دے دیا۔ اس نے کھول کے پڑھا - آخر پر پہونچ کے پڑھتے پڑھتے شرما گئی - اور مسکرا کے کہا "اس پچھلی شرط کو پہلے مجھ سے طے کر لیجیے پھر ابا جان سے طے کیجیے گا - ہمارے یہان اس کا اختیار خود لڑکیون کو ہوا کرتا ہے"

عثمان " تب تو مین بڑا خوش نصیب ہون - آپ میری محبت کی قدر سب سے زیادہ کرین گی "

منینہ " جی مین ایسے فقرون مین نہین آتی - ابھی مین آپ کے مذاق مزاج اور طبیعت سے بالکل واقف نہین ہون - کیونکر سمجھ لون کہ آپ کے ساتھ میرا نباہ ہو جائے گا ؟ یون آپ نے فتح کر لیا ہے اپنی لونڈی بنا لیجیے - مگر بی بی بنانا مشکل ہے"

عثمان " اور مین بی بی ہی بنانا چاہتا ہون - مگر وعدہ کرتا ہون کہ کبھی کوئی امر آپ کی مرضی اور خوشی کے خلاف نہ ہو گا "

منینہ " مگر مین اپنی سہیلیون اور اپنے دوستون سے مشورہ کیے بغیر حامی نہین بھر سکتی "

عثمان " مجھے امید ہے کہ شاہ یوویز میری سفارش کرین گے - آپ یہ خط تو اُن کی خدمت مین بھیج دین "

منینہ " بھیجیے - مگر کیا وہ مجھ پر جبر کرین گے ؟"

عثمان " اُن کو اختیار ہے چاہین جبر کرین چاہے آپ کو سمجھائین مگر مین اُن سے سفارش ضرور اُٹھواؤن گا " یہ کہہ کے عثمان نے ایک افسر کو بلا کے حکم دیا کہ دس اندلسی سوارون کو ساتھ لو - اور یہ خط کل شام تک پردیی غالباً مین

شاہ پرویز کے پاس پہونچا دو - اور پرسون شام تک مجھے جواب مل جائے ۔"
اب اطمینان اور امن دامان کا زمانہ تھا - دونون لشکر آرام اور اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے - خصوصاً ابن ابی یسعہ کو شاہزادی کی صحبت اور اُس کی محبت بھری مہمان نوازی مین ایسا لطف آرہا تھا کہ تمام باتون کو بھولا ہوا تھا - اُسے نہ اپنے قومی و ملکی فرائض یاد تھے اور نہ دنیا و مافیہا کی خبر تھی -

یہان اُسے سب سے زیادہ افسوس ہیلینا کے ساتھ ہونا چاہیے تھا جس پر وہ دل وجان سے فریفتہ تھا اور جو ایک زمانے سے اُس کی محبوبہ تھی - مگر اب قلعہ سوتیوم کے اندر وہ اُس سے رُکا ہوا نظر آتا ہے - شاہزادی کی سب سہیلیون سے بولتا ہے مگر اُس سے نہین بات کرتا - اس حال کو جب دو دن گزر گئے تو ہیلینا نے بھی اسے محسوس کیا - پہلے وہ سمجھی کہ شاہزادی کے حسن و جمال نے امیر عرب کو میری یاد بھلا دی ہے - مگر یہ بات دل مین نہ جمتی تھی - دوسرے دن رات کو کھانے کے وقت عثمان شاہزادی کے دل پر اپنی وفاداری کا نقش بٹھا رہا تھا کہ سلوریا نے شوق کی وضع سے کہا "شاہزادی! حضور ان کی باتون مین نہ آئین - اول تو مردون کی محبت کا اعتبار ہی نہین - اور ہو بھی تو ان کا اعتبار بالکل نہین ہے ۔"

عثمان "کیون؟ تم نے مجھے کیونکر بے اعتبار جان لیا؟"

سلوریا - (شاہزادی سے) "ابھی چار روز ہوئے یہ ہماری دوست ہیلینا پر جان دیتے تھے - اُن کے لیے بیتاب تھے - اور اب حضور کا چاند سا مکھڑا دیکھ لیا تو جیسے اُن سے کوئی تعلق ہی نہ تھا - اُنھین تو ان کی خوشی کا یہان تک خیال ہو کہ انھون نے اون کے کپڑے ناپسند کیے تھے - انھون نے فوراً اُتار کے پھینک دیے - مگر ان کو ذرا پروا نہین ۔"

عثمان - (متانت کے ساتھ جس مین کسی اندرونی تکلیف کی حس ملی ہوئی تھی) "اس کا ذکر جانے دو ۔"

سلوریا "کیون نہین؟ اب تو اُن کا نام سننا بھی ناگوار ہے ۔"

شاہزادی "اے ہاں کیا آپ ان سے خفا ہو گئے ہیں جو کبھی بات بھی نہیں کرتے؟"
عثمان "میں ان سے بات کرتے ڈرتا ہوں؟"
یہ جملہ سُن کے ہیلینا چونک پڑی - اور بولی "کیوں؟ میں ہوا کیوں ہو گئی؟"
عثمان "میں نے تم سے محبت کی - تم پر جان دی - تمھارے لیے ہر بات گوارا کی - اور جہاں تک ہو سکا تمھاری ہر خواہش کو پورا کیا - اور بھاگ آنے کے بعد بھی جب تم نے خط بھیج کے آنے پر آمادگی ظاہر کی تو اسے میں اپنی خوش نصیبی سمجھا - مگر افسوس یہ سب میری غلطی تھی - اور میں نے ان باتوں کا غلط اندازہ کیا تھا"
شاہزادی - (متحیر ہو کے) "آخر کچھ ان کا قصور بھی بتائیے گا؟"
عثمان "وہ نہ جانتی ہوں تو بتاؤں"
شاہزادی - (ہیلینا سے) "کیوں تم جانتی ہو کہ انھیں کس بات کا ملال ہے؟"
ہیلینا "کچھ کہا ہو تو جانوں - اور یوں مجھے پہیلیاں بوجھنا تو نہیں آتیں"
عثمان "ان کو میں اپنا خیر خواہ سمجھے ہوئے تھا - مگر جب آپ کی نگاہ ناز کے تیر اور آپ کے حسن کے جلوے سے مجھے از خود رفتہ کیا تو سب کے پہلے جس نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے گرفتار کرانا چاہا وہ یہ تھیں - حالانکہ میں انھیں آپ کی صحبت میں اپنا ہمدرد خیال کرتا تھا - آپ کی تمام سہیلیوں اور سوتیوم کے ہر سپاہی کو حق تھا کہ مجھے گرفتار کرے مگر یہ ان کا کام نہ ہونا چاہیے تھا"
مینہ - (مسکرا کے) "اس کی وجہ یہ تھی کہ اب یہ میری صحبت میں اور میری نوکر تھیں"
عثمان "یہی میں بھی کہتا ہوں کہ یہ اب میری نہیں رہیں بلکہ آپ کی ہو گئیں"
ہیلینا "وہ ان بھی آپ کی لونڈی تھی اور یوں بھی آپ کی لونڈی ہوں - اور امید ہے کہ شاہزادی کے لیے اگر میں قصوروار ہوئی ہوں تو وہی میرا قصور معاف کرا دیں گی"
سیلوریا "مگر میں پوچھتی ہوں کہ وہ محبت اب کہاں چلی گئی؟"
عثمان - (ہنس کے) "مجھے محبت ہے - یہ خوبصورت چہرہ دل پر اب بھی اپنا نقش بٹھائے ہوئے ہے - مگر پہلے ایک خوشنما پھول سمجھتا تھا اور اب خوبصورت شمع خیال کرتا ہوں جس کے پاس ہاتھ لیجانے میں جل جانے کا اندیشہ ہے"
ہیلینا پھر کچھ کہنا چاہتی تھی مگر شاہزادی نے اشارے سے روکا - اور

کھانے کے بعد جب سونے کو اپنے کمرے مین گئی تو اُسے تنہائی مین سمجھا دیا کہ ابھی چند روز خاموش رہو۔ موقع دیکھ کے مین صفائی کرا دون گی۔"

پندرھوان باب

صلح اور صبح وصال

دو چار روز تک یہی لطف و محبت کی صحبتین رہی تھین کہ خبر آئی شاہ یوویز خود ہی آ رہے ہین۔ اور پرسون سوتیوم مین داخل ہون گے۔ خبر کے ساتھ ہی اُس کے استقبال کا سامان ہونے لگا۔ اور تیسرے دن عثمان ابن ابی نسعہ اور شاہزادی اور دیگر فرانسیسی اور عربی سردار ان فوج اُس کی پیشوائی کے لیے شہر سے باہر کئی میل تک چلے گئے۔ اور جیسے ہی عثمان کا اور اُس کا سامنا ہوا دونون گھوڑون سے اُتر کے گرمجوشی سے ملے۔ بیٹی کی صورت دیکھ کے یوویز آبدیدہ ہو گیا۔ اور کہا "مین کہتا تھا کہ میرے ساتھ رہو۔ افسوس تم نے نہ مانا۔ اور کیا بتاؤن کہ جب تمھارے محصور اور اختیار سے باہر ہو جانے کا حال سنا ہے تو میری کیا حالت ہوئی ہے؟ مگر مسیح کا ہزار ہزار شکر ہے کہ پھر تمھاری صورت دیکھنا نصیب ہوئی۔"

منینہ ۔ (عثمان کی طرف اشارہ کر کے) "یہ فقط اِن کی مہربانی سے ہوا۔ انھون نے مجھے اسیر کر لیا۔ اور قلعے کے فتح ہو جانے مین کوئی بات نہین اٹھا رہی تھی۔ مگر مجھے فتح اور اسیر کرنے کے بعد یہ مہربان ہو گئے۔ میری ہر شرط مان لی۔ اور قلعہ کے فتح کرنے کے بجائے ایک مہربان دوست بن کے ہمارے مہمان ہوئے ہین۔"

یوویز ۔ "یہ اِن کی اتنی بڑی فتح ہے جس کا جواب نہین ہو سکتا۔ اس فتح سے انھون نے ہم سب کو غلام بنا لیا۔ اور افسوس ایسا غلام بنایا کہ کوئی بات ہمارے بس کی نہین رہی۔"

عثمان ۔ "آپ ایسا نہ فرمائین۔ ہر چیز یہان تک کہ مین بھی آپ کے اختیار مین ہون۔"

یوویز ۔ "یہ آپ کی نیکی اور شریف النفسی ہے۔"

ان باتون کے بعد پرویز قصر شاہی مین آیا۔ اور جب بیٹی سے تنہائی مین ملاقات ہوئی تو کہا "منینہ۔ افسوس مین نہ چاہتا تھا کہ تو ایک عرب مسلمان کی بی بی بنے اور اسی لیے مجھے نہین گوارا تھا کہ تو عربون کے مقابلے کے لیے میدان جنگ مین آئے۔ مگر تو نے نہ مانا۔ اور واقعات نے ایسی صورت پیدا کر لی کہ کچھ زور نہین چل سکتا۔"

منینہ "اباجان آپ ملال نہ کرین۔ مین نے اول ہی مین کہہ دیا تھا کہ سب چیزین اباجان کے اختیار مین ہین۔ اور اُن کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ ہوگا آپ جس بات کو ناپسند کرین اُس سے انکار کر دین۔ امید ہے کہ عثمان بدعہدی نہ کرین گے۔"

پرویز "کاش تو نے عرب سردار کو مہمان بنا کے اپنے قصر مین نہ رکھا ہوتا۔ قید رہتی مگر اس کو گوارا نہ کرتی کہ دشمن کے احسانات ہم کو اور ہماری فوج کو غلام بنا لین۔ اُس کی خواہش ہے کہ تجھے اپنی بی بی بنائے۔ اور جو احسان وہ کر چکا ہے اُن کے بعد ہمارے لیے انکار یا کسی قسم کے عذر کی گنجایش نہین باقی رہی۔ اب مجھے اس معاملہ مین فقط تیری خوشی دریافت کرنی ہے۔"

منینہ "میری خوشی سے زیادہ مقدم سلطنت کی مصلحتین ہین۔ پہلے آپ اُن کا خیال فرمائین۔"

پرویز "دو باتین ہین۔ ملکی مصلحت اور قومی عزت۔ ملکی مصلحت کے لحاظ سے اس سردار عرب کے ساتھ تیری شادی ہونے مین ہر طرح کے فائدے ہین۔ عربون سے دوستی اور تعلقات قائم ہو جانے سے ہماری سلطنت کو استقلال ہو جائے گا ہمارے سامنے سے تمام خطرے دُور ہو جائین گے۔ اور اُن کی مدد سے چند ہی روز مین ہم فرانس کے تمام نوجوانون اور حکمرانون کو شکست دے دین گے۔ اور ایک سلطنت قائم کر لین گے جس کی سرحد مشرق مین رومہ سے اور شمال مین جرمانیا سے ملی ہوگی۔ لیکن قومی عزت کا خیال اس کے بالکل خلاف ہے۔ سلطنت کو اس شادی سے چاہے کیسی ہی قوت حاصل ہو جائے مگر خاندانی عزت اور شرافت خاک مین مل جائے گی۔ ہم اپنے ہم وطن کے حکمرانون سے چاہے آنکھین

کرنے کے قابل نہ رہین گے "

منینہ - (افسردگی کے ساتھ) " مگر عزت سب پر مقدم ہے "

پوویز " عزت مقدم ہے لیکن حکومت اور قوت سے تھوڑی ہی بہت تسلی ہوسکتی ہے - یا کم سے کم یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص ہمارے منھ پر ہمین بُرا نہ کہہ سکے گا - اس لیے اس بے عزتی کو مین گوارا کرسکتا ہون بشرطیکہ تُو خود اس عرب سردار کی بی بی بننا پسند کرتی ہو "

منینہ " اس معاملہ مین بھی مجھے آپ ہی مشورہ دین - اُس کی صورت - حالت - اُس کی مہربانیان - اور لطف و محبت کی باتین - پھر اُس کے احسانات اور جہان تک مجھے معلوم ہوا ہے اُس کا مذاق اور اُس کی وضع قطع ان سب باتون نے میرے دل کو اُس کا گرویدہ بنا دیا ہے - وہ رحم دل اور خلیق ہے جس سے امید پڑتی ہے کہ میرے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرے گا - وہ پھولون اور موسم بہار کی دلچسپیون کا عاشق - اور کوہستان پیرے نیز کی بہار دیکھنے کا رسیا ہے - جو باتین خاص میرے مذاق کی ہین - اور صورت شکل مین بھی اُن سب کا ونٹون اور ڈیوکون سے اچھا ہے جو اس گھڑی تک مجھ سے شادی کرنے کے آرزومند ہو چکے ہین - یہ بھی جانتی ہون کہ اُس کی بی بی بننے مین مجھے جیسی حکومت حاصل ہو جائے گی اور کسی طرح نہین نصیب ہو سکتی "

پوویز - (افسردگی کے ساتھ) " تو یہی کیون نہین کہتی کہ اس مسلمان سردار کو تُو اپنا دل دے چکی ؟ اور اُس کی ظاہری خوبیون پر فریفتہ ہے ؟ "

منینہ " آپ اِسے دل دینا یا فریفتہ ہونا جو چاہین کہین - مین نے اپنے دل کی حالت بیان کر دی - لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہتی ہون کہ اگر آپ ناپسند کرین گے یا آپ کے نزدیک مصلحت کے خلاف ہوگا تو مین اس خیال کو چھوڑ دون گی اور آپ کے حکم سے باہر نہ ہون گی "

پوویز " مین یہ نہین چاہتا کہ تیری شادی تیری مرضی کے خلاف کرون - یہ مین آج ہی نہین کہتا ہون بلکہ ہمیشہ مین نے یہی کہا ہے - لیکن تو نے اس کا بھی خیال کر لیا ہے کہ عثمان مسلمان ہے ؟ اور ہمارے دین کو بُرا اور کفر سمجھتا ہے ؟

منیٖنہ:۔ "جی ہان وہ مسلمان ہے مگر مسیحیہ عورتون کے ساتھ شادی کرنا اس کے عقیدے مین جائز ہے۔ رہا یہ کہ وہ میرے دین کو جھوٹا سمجھتا ہے تو دل مین چاہے سمجھے مجھے یقین ہے کہ اپنے خلق اور محبت کی وجہ سے میرے سامنے وہ مسیحیت کی نسبت کوئی ایسا لفظ اپنی زبان پر نہ لائے گا جو مجھے ناگوار ہو۔"

یوویز:۔ "مین نے مانا کہ اس بارے مین وہ تیری خاطرداشت کرے گا لیکن مسلمان کسی ایک بی بی کے پابند نہین ہوتے۔ ایک ہی وقت مین چار چار بیبیان رکھتے ہین۔ اور لونڈیون کی کوئی حد و نہایت نہین ہوتی۔ جتنی چاہین اپنے محل مین بھر لیں۔ کیا تو اسے بھی برداشت کرلیگی؟"

منیٖنہ:۔ "ایک [illegible] کو بھی برداشت نہین کرسکتی۔ مگر وہ وعدہ [illegible] ہے کہ مسلمانون مین چاہے رواج ہو مگر وہ میرے سوا کسی عورت سے تعلق [illegible] میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ اپنے وعدے مین سچا ہے۔"

یوویز:۔ "اس کا بھی تجھے خیال ہے کہ عثمان کی بی بی ہونے کے بعد تو اپنے وطن مین نہ رہ سکے گی ماں باپ۔ گھر بار۔ قوم اور مذہب سب کو چھوڑ کے ہسپانیہ مین جانا ہوگا۔ اور اگر دمشق کے خلیفہ نے اُسے کسی اور ملک مین بھیج دیا تو پھر تو بھی اُس کے ساتھ دنیا کی خاک چھانتی پھرے گی۔ سنتا ہون کہ عربون کی حکومت ہندوستان اور چین تک ہے۔ اگر وہان جانا پڑا تو تو کیا کرے گی؟"

منیٖنہ:۔ "عثمان وعدہ کرتا ہے کہ مجھے ہمیشہ کوہسار پیرینیز کی جان فزا گھاٹیون مین رکھے گا۔ اور اگر اس ملک کے چھوڑنے پر وہ مجبور کیا گیا تو اُس کے ساتھ جا کے دنیا کی خاک چھاننے مین مجھے تامل نہ ہوگا۔ مین سفر کی شوقین ہون۔ اُس کے ساتھ سفر بڑے لطف مین کٹے گا۔ اور دُور دراز کی سیر مین میرا دل خوب لگے گا۔"

یوویز۔ (مایوسی کے ساتھ) "تو پھر تامل کرنے کی کیا وجہ؟ مین اُس کے ساتھ تیری شادی کردون گا۔ مگر آہ! میری یہ تمنا تھی کہ اگر غیر ملک اور غیر قوم مین تیری شادی ہوتی اور تجھے قربان کرکے قومی بے عزتی گوارا بھی کی جاتی تو پھر تو کسی ایسے تاجدار کی ملکہ بنتی جس سے زیادہ عزت کسی دوسرے کی نہ ہو۔ عثمان صرف ایک فوجی افسر ہے۔ اور گو آج وہ فتح کے جھنڈے اُڑا رہا ہے مگر کوئی ذاتی عزت نہین رکھتا۔ وہ امیر ہسپانیہ کا ماتحت اور خلیفۂ دمشق کا غلام ہے۔ کاش تو دمشق کی ملکہ اور اس عربی خلیفہ کی بی بی بنتی۔"

منیٖنہ:۔ "مین محبت کی بھوکی ہون اور محبت چاہتی ہون۔ عثمان مین محبت ہے اور اسی لیے

مجھے اُس سے محبت ہے۔ اور اس محبت بھری صحبت علیش کی ایک گھڑی بھی مجھے اُس زندگی بھر کی حکمرانی وجہان پناہی سے زیادہ عزیز ہے جس مین مجھے ایک ایسے تاجدار کے پہلو مین بیٹھنا پڑے کہ اُسے نہ مجھ سے محبت ہو اور نہ مجھے اُس سے ۔"

یودیز "تو اب زیادہ گفتگو کی ضرورت نہین ہے۔ مجھے اس شادی مین اپنی فلاح نظر آتی ہے اور مین بھی مروت کی وجہ سے انکار کی جرأت نہین کرسکتا تو آج ہی رات کو اس سردار سے طے کر لون گا۔ اور کل ہی تم دونون کی شادی ہو جائے گی۔ اس کام کو کرنا ہے تو جلدی کرنا چاہیے۔"

منینہ "میری باتون سے آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا کہ میرے دل کو عثمان بن ابی نسعہ کے ساتھ کیسا لگاؤ ہو گیا ہے۔ لیکن اس پر بھی اگر آپ کے نزدیک مصلحت نہ ہو۔ یا آپ خوشی سے اجازت نہ دین تو مین اپنے دل کو روکون گی۔ اور وہی ہو گا جو آپ کہین گے ۔"

یودیز "مین خوشی سے اجازت دیتا ہون۔ میرے خیالات بدل گئے۔ اور صاف نظر آرہا ہے کہ میرا اور تیرا دونون کا نفع اسی مین ہے۔"

اس گفتگو کے بعد یودیز اپنے پرائیوٹ کمرے مین گیا۔ اور منینہ عثمان ابن ابی نسعہ کے پاس آکے بیٹھ گئی۔ اُس کی سہیلیان بھی یہین تھین۔ سلشیریا اپنی شاہزادی کی صورت دیکھتے ہی کہنے لگی" حضور کہان جاکے بیٹھ رہی تھین؟ آپ کے مہمان بار بار یاد کرتے تھے۔ اور ہم پر تاکید تھی کہ جہان ملین ڈھونڈھ لاؤ۔"

منینہ "اباجان کی باتون مین دیر ہو گئی۔ اُن سے بہت کچھ کہنا سننا تھا ۔"

اس وقت نہ ریحانہ تھی اور نہ کوئی اور ترجمہ کرنے والا پاس تھا اور اس کا بالکل اندیشہ نہ تھا کہ اُن کی زبان سے جو کچھ نکلے گا فاتح قائد عرب کی سمجھ مین آسکے گا۔ اس لیے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کے سلوریا نے پوچھا" تو پھر کیا طے ہوا؟ اور حضور کب دُلھن بنین گی؟"

منینہ "اباجان نے منظور تو کر لیا۔ مگر خوش نہین معلوم ہوتے ۔"

سلوریا "اس رشتہ سے ظاہر مین تو کوئی بھی خوش نہ ہو گا۔ لیکن ایک طرف تو مجبوری ہے اگرچہ یہ کہتے یہی ہین کہ زبردستی نہ کرین گے۔ مگر یہ فقط دکھانے کا اخلاق ہے۔ دوسری طرف ان سے دوستی اور یگانگت ہو جانے مین ہماری سلطنت کا فائدہ

کتنا بڑا ہے؟ کیا ان باتون کا وہ نہین خیال کرتے؟"
منینہ :۔ "اسی خیال سے تو مجبور ہو کے راضی ہوئے ہین"
پلشیریا :۔ "مجھے تو بس یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آپ اپنے دین مین کس قدر مضبوط ہین؟"
منینہ :۔ "مین اپنا دین تو ہرگز نہ چھوڑون گی؟ مسیح کو چھوڑ کے مین محمد (صلعم) کی پرستش نہین کر سکتی"
پلشیریا :۔ "تو شادی ہونے مین کوئی مضائقہ نہین بلکہ مجھے امید ہے کہ آپ اپنے اثر سے اپنے دولھا کو بھی عیسائی بنا لین گی"
منینہ :۔ "چاہتی تو یہی ہون اور اس کی کوشش بھی کرون گی"
فلاویا :۔ "اور آپ کا اُن پر اثر اس قدر ہے کہ آپ کے کہنے سے باہر نہ ہون گے"
پلشیریا :۔ "اسی لیے تو کہتی ہون کہ یہ تو ثواب کا کام ہے (فلاویا سے) چلو کل صبح کو ہم سب بادشاہ کو سمجھا کے راضی کر لین"
منینہ :۔ "راضی تو وہ اب بھی ہین۔ مگر انھین خوش کرنا ہے"
پلشیریا :۔ "ہم خوش بھی کر لین گے"

اتنے مین ریحانہ آ گئی۔ اور اس گفتگو کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ دوسرے دن عثمان ابن ابی نسعہ نماز پڑھ کے بیٹھا تھا۔ کئی سرداران عرب صحبت مین تھے اور اس امر مین گفتگو ہو رہی تھی کہ فوج کے لیے کس قدر روپیہ یودیز سے طلب کیا جائے۔ اور اس کے ذمہ کس قدر سالانہ خراج واجب الادا کیا جائے۔ تھوڑی دیر ردّو بدل مین طے ہو گیا کہ فوج کے لیے کم سے کم پانچ لاکھ اشرفیان مانگی جائین اور پچاس ہزار اشرفیون کا خراج سالانہ مقرر ہو۔ اتنے مین لیث بن حنظلۃ الفہری آ گیا۔ اسکے دیکھتے ہی عثمان نے کہا۔ خوب آئے۔ اس وقت تمہارے ہونے کی ضرورت تھی۔ ہم نے فوجی نذرانہ کے بابت پانچ لاکھ اور سالانہ خراج کی پچاس ہزار اشرفیان تجویز کی ہین۔ تمھاری کیا رائے ہے؟"
لیث :۔ "میرے نزدیک تو یہ رقم کم ہے۔ لیکن آپ یہی مناسب سمجھتے ہین تو مضائقہ نہین لیکن مین اس وقت یہ عرض کرنے کو حاضر ہوا ہون کہ ابھی ابھی دریائے غرونہ کے کنارے سے خلف بن عباس الخزاعی کا قاصد خط لے کے آیا ہے۔ اور بیان کرتا ہے کہ وہ دریائے غرونہ کے اس پار اُتر آئے ہین۔ اور تو سیو دس فرسخ پر ہے جس پر

وہ کل حملہ کرین گے"۔ عثمان نے فوراً قاصد کو بُلوا کے خط لیا۔ اُسے کھول کے پڑھا۔
اور کہا "خلف نے بڑی بہادری سے کام لیا۔ ہمارے برابر ہی وہ بھی آپہونچا۔ ہم سے اُس سے
توسیو ہی مین ملنے کا وعدہ تھا نہ؟ خیر اب صلح ہوگئی تو یہان سوتیوم مین آکے ملے گا"۔
لیث:۔ اگر آپ کی مرضی کے خلاف نہ ہو تو اُسے توسیو پر قبضہ کر لینے دیجیے۔ یودیز یہان
آیا ہوا ہے۔ بُردی غالہ مین کوئی فوج جمع کر کے بھیجنے والا موجود نہین ہے۔ اور راکونی طا
کی ساری سپاہ ادھر اُدھر منتشر پڑی ہے۔ موقع بہت اچھا ہے۔ اسی سلسلہ مین اُس
شہر پر بھی قبضہ ہوگیا تو پھر ان لوگون کو کہین قدم جمانے کا موقع نہ ملے گا"۔
عثمان:۔ "لیکن اب لڑائی روک دی گئی ہے تو ایسی بدعہدی نہ کرنی چاہیے۔ تاہم
مین غور کر کے جواب دون گا"۔
اتنے مین خبر آئی کہ شاہ یودیز امیر الحبش عثمان سے ملنے کو آتا ہے۔ عثمان نے
اُٹھ کے دور تک استقبال کیا۔ تعظیم و تکریم سے لا کے بٹھایا۔ اور اپنے اُن سرداران
فوج سے ملایا جو صحبت مین حاضر تھے۔ ریحانہ بھی مترجم کی خدمت ادا کرنے کے لیے حاضر ہوگئی
اور یا ہمی سوال و جواب کا ذریعہ بنی۔ تھوڑی دیر کے بعد یودیز نے تنہا ملنے کی خواہش
کی اور تخلیہ ہوگیا۔ سب لوگون کے اُٹھ جانے کے بعد عثمان نے کہا "مین خود ہی آپ
کی خدمت مین حاضر ہونے والا تھا۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہمارا ایک سردار
فوج خلف بن عباس جو نربونہ سے فوج لے کے شمال کے شہرون پر قبضہ کرتا ہوا آرہا
تھا دریاے غرونہ سے اُتر چکا ہے۔ اور کل تک شہر توسیو کا محاصرہ کر لے گا"۔
یہ سنتے ہی یودیز کا چہرہ اُتر گیا۔ اور اندوہ گینی کی وضع سے بولا "تو کیا مین یہان
اسی لیے بُلایا گیا ہون کہ بُردی غالہ واپس جانے کے قابل بھی نہ رہون؟ مین یہان
گھیر کے پکڑ لیا جاؤن؟ اور دھوکے مین توسیو اور بُردی غالہ پر قبضہ
کر لیا جائے؟"
عثمان:۔ (ندامت کے ساتھ) "اس کا تو خیال بھی نہ کیجیے کہ ایک عرب سے کسی قسم کی دغا بازی
ظاہر ہوگی۔ خلف کو التواے جنگ کی خبر نہین ہے۔ اور جس وقت یہان سے حکم جائے گا وہ
فوراً حملہ سے باز آجائے گا"۔
یودیز:۔ "تو کب یہان سے حکم جائے گا؟ جب وہ توسیو پر قبضہ کر چکے گا؟"

عثمان "اس کا قاصد اسی لیے روک لیا گیا ہے - آج ہی میرا حکم لے کے جائے گا - اور خلف یہین آ کے آپ سے ادب و تعظیم کے ساتھ ملے گا"

یودیز "تو جلدی بھیجیے - ایسا نہ ہو کہ وہان کی رعایا پر کوئی ظلم ہو جائے"

عثمان "ابھی بھیجتا ہون - مین تو اب تک حکم بھیج چکا ہوتا مگر مناسب معلوم ہوا کہ شرائط صلح طے ہو جائین تو ایک ہی ساتھ اُسے تمام امور کی خبر دون"

یودیز "اور اسی لیے مین اس وقت آیا ہون - پہلے یہ بتائیے کہ فوج کے نذرانے مین آپ کس قدر رقم چاہتے ہین؟"

عثمان "آپ کو کس قدر روپیہ دینے مین آسانی ہو گی؟"

یودیز "ملک تباہ ہو رہا ہے - خزانے مین کچھ ہے نہین - جو کچھ دینا پڑے گا اسی تباہ شدہ رعایا سے جبراً وصول کیا جائے گا - مین تین چار لاکھ اشرفیون سے زیادہ نہ دے سکون گا"

عثمان "مین نے سرداران فوج کو پانچ لاکھ پر راضی کیا ہے"

یودیز "خیر آپ کی خوشی ہے تو پانچ ہی لاکھ کی رقم فراہم کر دی جائے گی - اور سالانہ خراج آپ کس قدر مانگتے ہین؟"

عثمان "مین تو شاہزادی کے خیال سے کچھ بھی نہ مانگتا مگر خلافت کو اطمینان دلانا ہے آپ کس قدر آسانی سے ادا کر سکین گے؟"

یودیز "زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ اشرفیان"

عثمان "مین نے اس سے بھی کم یعنی صرف پچاس ہزار تجویز کی ہین"

یودیز "نہایت مہربانی و عنایت - مین اسے خوشی اور شکریہ کے ساتھ قبول کرتا ہون - اب صرف مینہ کی شادی کا معاملہ باقی ہے - اس مین اگرچہ ہمارے مسیحی شہرون مین میری بدنامی اور رسوائی نظر آتی ہے مگر اسے بھی مین خوشی سے قبول کرتا ہون - لیکن ایک شرط ہے"

عثمان "وہ شرط بھی ارشاد ہو"

یودیز "ہم سے آپ سے یہ معاہدہ ہو جائے کہ ہمارے ملک پر فرانس کے مسیحی حکمرانون مین سے کوئی حملہ کرے یا ہم ہی کسی دشمن پر چڑھائی کرین تو عربی لشکر پوری قوت سے ہمارا ساتھ دے اور ہماری مدد کرے - تاکہ آپ کی مدد سے مین سارے فرانس کا

بادشاہ ہوجاؤن"

عثمان "اِس کی مین ذمہ داری کرتا ہون۔ مَین ہمیشہ آپ کا ساتھ دون گا۔ اور میرا سارا لشکر آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوگا"

یودیز "بس اب مجھے کوئی عذر نہین۔ منینہ خود بھی راضی ہے۔ اس لیے مہربانی کرکے اسی وقت معاہدہ لکھ کے ہم دونون دستخط کردین۔ اور اُس کی ایک ایک نقل مرتب کراکے آپ اپنے قبضے مین کرلین۔ اس کے بعد آج ہی رات کو گرجے مین شادی ہوجاے"

عثمان "معاہدہ مین اسی وقت مکمل کیے دیتا ہون۔ مگر شادی گرجے مین نہین ہوگی۔ اور اسلامی اصول کے مطابق ایجاب وقبول ہوگا"

یودیز "اگر آپ کی یہ خوشی ہے تو مجھے اس مین بھی عذر نہین"

اس قرارداد کے مطابق اسی وقت اچھے خوشنویس بلوائے گئے۔ فرانسیسی اور عربی زبانون مین معاہدہ لکھا گیا۔ جس پر دونون فریقون نے دستخط کیے۔ تمام اُمراے عرب وفرانس جو موجود تھے اُن کی گواہیان لکھوائی گئین۔ اس معاہدے کے مکمل ہوتے ہی یودیز اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا "اب آپ شادی کی تیاریان کرین۔ مین آج ہی رات کو عقد کردون گا۔ اور ایک ہفتہ کے اندر آپ کو نذرانے اور ایک سال کے خراج کی رقمین وصول ہوجائین گی"

یہ کہہ کے یودیز چلا گیا۔ اور عثمان نے خلف بن عباس کے قاصد کو اس مضمون کا خط دے کے واپس کیا کہ "اب سلطنت اکوی طانی سے ہم سے صلح ہوگئی ہے۔ لہذا لڑائی موقوف کی جاے۔ اور تم مع اپنے لشکر کے سوتیوم مین آکے مجھ سے ملو تاکہ بہادرون کو اُن کی کارگزاری کا انعام دیا جاے"

قاصد کے جانے کے بعد عثمان نے ریحانہ سے کہا "آج شاہزادی نہین آئین۔ جاؤ اور اُنھین فرصت ہو تو بُلا لاؤ" وہ گئی اور تھوڑی دیر کے بعد شاہزادی منینہ کی سہیلیون نے آکے شادی کے طے ہوجانے پر مبارکباد دی۔ اور کہا "اب شاہزادی شادی کے بعد آپ سے ملین گی"

عثمان "تو آج کا دن ہجر وفراق کی تکلیف مین کٹے گا؟ مجھے یہ معلوم ہوتا تو شام سے پہلے ہی اِن باتون کو انجام دے لیتا"

ہیلینا:۔ انتقام میں بھی لطف ہے۔ آج کا مبارک دن شادی کے اہتمام اور انتظام میں صرف کیجیے۔ بغیر ہجر کے وصال میں مزہ نہیں ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اتنا بھی انتظار نہ کرنا پڑے اور وصل ہو جائے؟"

عثمان بن نسعہ ہیلینا سے یہ سُن کے خاموش ہو رہا۔ اور اپنے افسروں اور دوستوں کو حکم دیا کہ شادی اور دعوت کا سامان کریں۔ دن گرمجوشی اور ہر قسم کی آراستگی اور محفلِ عقد کی تیاریوں میں صرف ہوا۔ بعد مغرب عثمان نے پُرتکلف کپڑے پہنے۔ اور دو سو معززین عرب کے پُرتکلف جلوس سے اُس قصر زرنگار میں گیا جس میں دُلھن کی طرف سے استقبال و دعوت کا سامان کیا گیا تھا۔ خود یودیز کی وکالت سے قاضی ابو ساعد خولانی نے جو عساکر اسلام کے قاضی تھے ایجاب و قبول کے بعد خطبۂ نکاح پڑھا۔ مبارک سلامت کا غل ہوا اور سنت رسالت کے زندہ کرنے کے لیے چھوہارے جو بڑی جستجو سے فراہم کیے گئے تھے حاضرین میں لٹائے گئے۔

اس شادی نے عثمان اور یودیز میں تعلقات قرابت کے ساتھ ایسی یکجہتی اور ہم آہنگی پیدا کر دی کہ عرب کا حسن پرست سپہ سالار فرانس کی زندہ دل رعایا میں یودیز سے بھی زیادہ ہر دلعزیز تھا۔ اُمرائے سوتیوم جوش و خروش سے اس کی دعوتیں کرتے جن میں دونوں دولھا دولھن جاتے اور لوگ اُنھیں سچے خلوص اور نہایت ہی تعظیم و تکریم سے سروں پر بٹھاتے۔

شادی کے پانچویں دن صبح کو عثمان بعد غسل و نماز اپنی مہ جبین بی بی کے پاس بیٹھا تھا اور اُس کی انیسیں جلیسیں اور شوخ ادا خواصیں گھیرے ہوئے تھیں اب وہ تھوڑی سی بہت فرانسیسی زبان بھی سمجھنے لگا تھا اور بغیر کسی ترجمان کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنا مطلب نکال لیتا۔ شکستہ الفاظ میں کہا "سوتیوم پر اب ہماری فوج کا بار پڑ رہا ہے۔ پچاس ہزار سے زیادہ لشکر پڑا ہوا ہے۔ ضرورت ہے کہ میں ان سب کو اندلس میں واپس لے جاؤں"۔

فلاویا:۔ اب آپ ہماری شاہزادی کو چھوڑ کے کہاں جا سکتے ہیں؟ سب سپاہیوں کو یہیں سے حکم دے دیجیے کہ واپس چلے جائیں۔

عثمان:۔ یہ غیر ممکن ہے۔ مجھے خود واپس جا کے والی اندلس کو اس مہم کی کیفیت

بتانا ہے"

فلاویا" ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ شاہزادی کے ساتھ جا کے ہنی مُون کا مہینہ بُغدوی عالم مین بسر کر رہیں گے۔ مگر آپ اُلٹے گھر جانے کو کہتے ہین"

عثمان" ہنی مُون کیا؟"

فلاویا" اے ہے! کیا ہنی مُون آپ کے وہان نہین ہوتا؟ شادی کے بعد پہلے چاند بھر دولہا دُلھن کسی نہایت ہی دلچسپ اور خاموش مقام مین رہتے اور ایک دوسرے کی صحبت سے لطف اُٹھاتے ہین۔ اسی چاند کو ہنی مُون کہتے ہین"

عثمان" طریقہ تو لطف کا ہے۔ شادی کی اور سب رسمین تو عربون کے طریقے سے ہوئین مگر مسیحیون کی اس رسم کو مین ضرور ادا کرون گا۔ لیکن میرا ہنی مون پرے تیز کی وادیون اور مرغزارون مین ہوگا"

بلشیریا" تو پھر انتظار کس بات کا ہے؟"

عثمان" خلف بن عباس قوسیو سے آجائے تو اُسے اپنے ساتھ لے کے واپس روانہ ہون۔ اتنے دنون مین بادشاہ وہ رقم بھی بھیج دین گے جس کا فوج والے انتظار کر رہے ہین"

اس جواب پر سب خاموش ہو رہے اور یہ خبر پرویز کو پہونچ گئی جس پر آنی کثیر التعداد فوج کی رسد رسانی کی وجہ سے ایک آفت نازل ہو رہی تھی۔ دوسرے ہی دن اس نے رقم مطلوبہ فراہم کر کے بھیج دی۔ اور اتفاقاً اسی وقت خلف بن عباس بھی اپنے تیس ہزار لشکر کے ساتھ آگیا۔ اور عثمان تمام سرداران عرب کو جمع کر کے انعام تقسیم کرنے مین مصروف ہوا۔ لیکن اب شہر والون پر بجائے پچاس ہزار کے اسّی ہزار فوج کا بار پڑ گیا تھا جو بالکل ناقابل برداشت تھا۔ باپ کو مصیبت مین دیکھ کے شاہزادی منینہ نے دوسری شب کو تنہائی مین موقع پا کے عثمان سے کہا "ہنی مون نہ ہونے سے مین اپنی قوم مین رسوا ہو رہی ہون۔ مجھ مین اور ایک لونڈی مین کیا فرق ہے؟ یہی ہنی مون کا امتیاز تھا تو اس کا آپ کو خیال نہین"

عثمان" مین ہنی مون کو اس قدر ضروری نہین جانتا تھا۔ اچھا تو کل ہی یہان سے کوچ کر کے ہم شہر الباب مین چلین گے جہان کی بہار دیکھنے کے قابل ہے۔"

منیبہ ۔ میں آپ کو ایک ایسی بہار کی جگہ لے چلوں گی جس کے سامنے الباب یا بیرینیز کے کسی مرغزار کی اصل وحقیقت نہیں۔ آپ میرے ساتھ اسی پہاڑ کے اندر شہر انوس میں چلیں اور نہر نیو کی بہار دیکھیں۔ اُس سے زیادہ بہار کی جگہ ساری دنیا میں نہ ہو گی۔ اور اُدھر ہی سے ہسپانیہ کو سیدھا راستہ بھی گیا ہے۔"

عثمان ۔ اچھا تمھاری خاطر سے میں وہیں چلوں گا۔ مگر ایک شرط ہے۔ جس وضع میں تم نے پہلے پہل موسم بہار کی ملکہ اور حسن کی ایمان شکن دیوی بن کے میدان جنگ میں مجھے اپنا جلوہ دکھایا تھا اسی وضع میں ایک بار اور جلوہ دکھا دو۔ پھر جو کہو گی بے عذر اُس کے کرنے کو تیار ہو جاؤں گا۔"

منیبہ ۔ اگر تمھیں ایسا ہی شوق ہے تو وہ جلوہ بھی دکھا دوں گی۔ مگر وہیں چل کے۔ اُس وضع کے لیے اُس سرزمین سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔"

عثمان ۔ تو کل ہمارا اسی طرف کوچ ہو گا۔ میں اپنے تمام سرداران فوج کو اسی وقت روانگی کا حکم دیے دیتا ہوں۔ تم بھی مع اپنی سہیلیوں کے تیار ہو جاؤ۔"

راتوں رات سفر کی تیاریاں ہو گئیں۔ اور دوسرے دن عثمان ابن ابی نسیعہ نے اپنے سسرے شاہ یودیز اور دیگر معززین شہر سے رخصت ہو کے جنوب کی راہ لی۔ لیث کو ایک ہزار منتخب آدمیوں کے ساتھ اپنے ساتھ لیا۔ باقی فوج کو حکم دیا کہ ابو عامر کے ساتھ الباب ہوتی ہوئی اسپین واپس جائے۔ اور سب لوگوں کو واپسی کی اجازت دیدی۔ اور خلف بن عباس کو نربونہ واپس جانے کی اجازت ملی۔ غرض ایک ہی دن میں سوتیوم اس عظیم الشان لشکر سے خالی ہو گیا۔

سولھواں باب

انجام بد کے آثار

اب ہم ان سب لوگوں کو یہیں چھوڑ کے اُندلس کے دارالسلطنت شہر قرطبہ میں آتے ہیں جو عبدالرحمن بن عبداللہ الغافقی کی خوش تدبیری اور اُس کی زبردست حکومت کی وجہ سے نہایت ہی بارونق اور امن وامان کا آغوش عیش بن گیا ہے۔ عبدالرحمن ملک کا پورا دورہ کر کے اور تمام سرکشوں اور باغیوں کو مغلوب ومقہور کر کے اپنے

دار السلطنت مین واپس آیا ہے۔ اور سارے شہر مین ایک زندہ ولی پیدا ہوگئی ہے
اس وقت وہ قصر امارت مین بیٹھا ہوا ہے۔ اُس کے ہم صحبت قاضی ابوالفرح
عدی بن زیان۔ محمد بن سلام شیبانی۔ ابوبکر بن کلثوم الطائی۔ عبد الواحد بن عمر بن
حارث القریشی اور دیگر اُمرا و سرداران فوج اور اکثر عمائد شہر حاضر ہین مختلف
معاملات مین گفتگو ہو رہی ہے۔ جس مین اکثر مباحث کا خاتمہ امیر حال کی بیدار مغزی و
خوش تدبیری کے اثبات اور اُس کی تعریفون پر ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ
مین عبد الواحد نے کہا" الحمد للہ کہ تمام جھگڑے طے ہوگئے۔ اور اب ملک مین
ہر جگہ امن ہے"

ابو بکر" اگر چند روز بھی یہان کے انتظامات کی طرف سے اطمینان رہے تو ہم بہت
جلد فرانس پر قبضہ کر لین۔ ہم جتنی جلدی فتح کر لیتے ہین اُتنی جلدی انتظام نہین کر سکتے
اور ہم مین یہ بڑا عیب ہے کہ بہادر فاتح تو کثرت سے ملتے ہین مگر خوش تدبیر مدبر سلطنت
بہت ہی کم ملتے ہین"

قاضی ابو سا عد" اس کمی کو بفضلہ تعالیٰ ہمارے امیر نے پورا کر دیا۔ لیکن فرانس
پر قبضہ کرنے کے لیے غالباً دربار خلافت سے منظوری لینی پڑے گی"

عبد الرحمٰن" اس کی مطلقاً ضرورت نہین۔ جہاد کے لیے کوئی امر مانع نہین ہو سکتا۔
ہمین البتہ تیار رہو جانا چاہیے۔ میرا تو ارادہ ہے کہ جس قدر جلد بن پڑے پیرینیز
کے اُدھر کے ملکون کو فتح کر لیا جائے"

عدی بن زیان" عثمان بن ابی نسعہ تو اس مہم پر گئے ہوئے ہین اور وہ بڑے زبردست
سپہ سالار اور نامور شجاعون مین ہین"

عبد الواحد" ہان اِس کام کے لیے وہ ہر طرح موزون ہین۔ مگر اُن مین بڑا نقصان
یہ ہے کہ بہادر ہونے کے ساتھ عیش طلب ہین"

عبد الرحمٰن" مجھے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ کوہسار کی بہار دیکھنے اور رنگین
عورتون کی ہم آغوشی کے سوا اور کسی کام مین اُن کا دل نہین لگتا۔ مین اُنھین
بڑا مستعد اور زبردست قائد خیال کرتا تھا۔ لیکن تجربہ اس کے خلاف ہو رہا ہے۔ محمد بن عبد اللہ
انجمی نے چند ہی روز مین یہان کے لوگون کو خوب پہچان لیا تھا۔ جب انھون نے عثمان کی

نسبت یہ رائے ظاہر کی تو مجھے یقین نہ آتا تھا۔ مگر اب دیکھتا ہون تو وہ بالکل سچ کہتے تھے"

عدی:۔ "اب وہ کہان ہین؟ اور کیا کر رہے ہین؟ فوج تو اُن کی کمک کے لیے برابر یہان سے جا رہی ہے"

عبدالرحمن:۔ "اکویٹانی کے حاکم یودیز سے مقابلہ ہو رہا ہے۔ اُس کے بہت سے شہرون پر قبضہ کر لیا ہے۔ مگر شہر سوتیوم پر پہونچ کے خدا جانے کیا ہو گیا کہ وہان سے قدم آگے نہین بڑھتا۔ بعض لوگ جو وہان سے آتے ہین اُن کا بیان ہے کہ کسی حسین عورت کے پھیر مین پڑے ہوئے ہین۔ اور عشق بازی نے جہاد بھلا دیا ہے"

عدی:۔ "اگر ایسا ہے تو بڑے غضب کی بات ہے۔ اُنھون نے عربون کے نام کو داغ لگا دیا۔ فوراً انھین واپس بلا کے کسی دوسرے سردار کو بھیجیے۔ جہاد مین جس قدر دیر ہوتی ہے اُسی قدر مجاہدون مین بددلی پیدا ہوتی ہے۔ مجاہدون کی بسر نبرد آزمائی پر ہوتی ہے۔ دو چار روز بھی لڑائی رُک گئی تو فاقے کرنے لگتے ہین"

عبدالرحمن:۔ "اس کی انھین پروا نہین" یہی باتین ہو رہی تھین کہ حاجب دربار ایک نئے شخص کو لا کے اس تعریب کے ساتھ پیش کیا کہ "انھین حاکم نربونہ خلف بن عباس خزاعی نے ایک ضروری اور رازداری کا خط دے کے بھیجا ہے۔ اور تاکید کر دی ہے کہ حضور کے سوا اور کسی کے ہاتھ مین نہ دین" عبدالرحمن نے اُس شخص سے سلام علیک کر کے وہ خط لیا۔ اور زبانی پوچھا "خلف کہان ہین؟ اور ہماری فوجین اب کہان تک پہونچین"

قاصد:۔ "خلف نے نربونہ جاتے وقت طولوس سے یہ خط بھیجا ہے۔ اور عساکر اسلام اب واپس آ رہے ہین۔ بشلنش مین سب لوگ پہونچ گئے ہون گے"

عبدالرحمن:۔ "واپس! واپسی کی کیا وجہ؟ خیر شاید خط سے معلوم ہو" یہ کہہ کے خط کھول کے پڑھنے لگا۔ خط پڑھتا جاتا تھا اور چہرے کی رنگت بدلتی جاتی تھی۔ آخر پڑھتے پڑھتے خط ہاتھ سے رکھ دیا اور قاضی ابو الفرج کی طرف دیکھ کے کہا "عثمان بن ابی نسعہ کو مین عیش پرست جانتا تھا مگر یہ گمان بھی نہ تھا کہ وہ دشمن اسلام ہو جائے گا؟"

یہ الفاظ سنتے ہی تمام حاضرین دربار چوکنا ہو گئے۔ سب گھبرا گھبرا کے امیر عبدالرحمن کی صورت دیکھنے لگے۔ اور آخر یہان تک بے صبر ہوئے کہ قاضی ابوالفرج

نے پوچھا "کیا وہ مرتد ہوگیا ہے؟"

عبدالرحمن "مرتد ہوجاتا تو مجھے اتنا ملال نہ ہوتا۔ افسوس وہ مسلمان ہے مگر عیسائیون کا غلام"

عبدالواحد "حضور کچھ ارشاد فرمائین کہ اُنھون نے کیا کیا؟"

عبدالرحمن "سنیے۔ یہ خط خلف بن عباس الخزاعی عامل نربونہ کا ہے جسے حکم دیا گیا تھا کہ اس جہاد مین امیرالجیش عثمان بن ابی نسعہ کا ساتھ دے۔ جبال البرطات کے پار اُترتے ہی عثمان نے اسے لکھا کہ نربونہ سے براہ راست حملہ شروع کر کے شہر قوسیلو مین پہونچے اور آپ دوسری طرف سے روانہ ہو کے مختلف شہرون پر قبضہ کرتا اور اکوئی طانی کی فوجون کو شکستین دیتا ہوا قلعۂ سوتیوم پر جا پہونچا۔ سوتیوم مین دشمنون کے پاس بہت ہی کم فوج تھی اور ایک ہفتہ سے زیادہ وہ شہر مقابلہ کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ سارا ملک فتح ہوگیا تھا۔ اور صرف اتنی کسر باقی تھی کہ عثمان سوتیوم پر قبضہ کر کے قوسیلو کی طرف بڑھے۔ یہان خلف بھی حسب قرارداد آجاتا۔ اور دونون لشکر اُسے مغلوب کر کے بُردی غالہ پر حملہ کرتے۔ اور اُس سلطنت کا خاتمہ ہوجاتا۔ اس نمایان فتح مین کوئی کسر نہین باقی رہی تھی۔ فقط ایک مہینہ بھر کا اور کام تھا۔ مگر افسوس سوتیوم پہونچتے ہی عثمان اکوئی طانی کے بادشاہ یودیز کی بیٹی پر عاشق ہوگیا۔ اور سارا کیا دھرا خاک مین ملا کے رکھ دیا"

قاضی ابوالفرح "یودیز کی بیٹی ایسی حسین تھی کہ عثمان اندلس کی ماہ وش پری جمالون کو بھول گیا؟"

عبدالرحمن "اس لڑکی کے بھی عجیب وغریب حالات لکھے ہین"

قاضی "وہ کیا؟"

عبدالرحمن "اس کے حسن کا سارے فرانس مین شہرہ ہے۔ حسین ہونے کے ساتھ وہ بہادر اور شجاع بھی ہے۔ چہرے پر نقاب ڈال کے میدان جنگ مین آتی اور مقابلہ کرتی ہے۔ اور جس کسی کو نقاب اُلٹ کے اپنا چہرہ دکھا دیتی ہے غش کھا کے گر پڑتا ہے۔ یہی ساحرانہ عمل اُس نے عثمان پر بھی کیا"

غرض اول سے آخر تک سارا واقعہ اور صلح کے شرائط وحالات بیان کر کے

عبد الرحمٰن نے حاضرین سے پوچھا" یہ خلافت اور اسلام کے ساتھ دشمنی ہے یا نہیں؟" سب نے بالاتفاق کہا" یہ تھوڑی دشمنی ہے؟ اور ہم کو ایک عربی نژاد قائد فوج سے ایسی امید ہرگز نہ تھی۔"

اب عبد الرحمٰن نے دربار برخاست کیا۔ اور اپنی خلوت گاہ مین جا کے سوچنے لگا کہ اس معاملہ مین کیا کارروائی کرے۔ اسی فکر مین تین دن گزر گئے۔ چوتھے دن گھر مین خاموش بیٹھا تھا اور عدی بن زیان سے عثمان کے بارے مین مشورہ کر رہا تھا کہ لیث بن حنظلۃ الفہری عثمان بن ابی نسعہ کی ایک تحریر لے کے آیا۔ جسے عبد الرحمٰن نے بے صبری کے ساتھ لے کے پڑھا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا کہ مین نے نصف کے قریب مملکت اکوئی طانی کو فتح کر لیا تھا کہ شاہ یودیز نے اطاعت قبول کر لی۔ اظہار عجز کیا۔ پچاس ہزار دینار سالانہ خراج دینے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ پہلے سال کا خراج وصول کر کے آپ کی خدمت مین بھیجا جاتا ہے۔ صلح کے بعد تمام مفتوحہ ملک واپس کر دیا گیا۔ اور اُس سے صلح کر لی گئی۔ صلح نامہ کی اصلی دستاویز ملاحظہ کے لیے مرسل خدمت ہے۔ اس بادشاہ کی دوستی سے ہمین بڑی مدد ملے گی۔ اور اُس کی مدد سے ہم دیگر ملوک فرانس کی قلمرو پر بہ آسانی فتحیاب ہو سکین گے۔"

یہ خط پڑھ کے عبد الرحمٰن نے لیث پر ایک برہمی کی نظر ڈالی اور کہا" تم بھی ایک فوجی افسر اور تجربہ کار سپاہی ہو۔ تم ہی بتاؤ کہ عثمان کو بغیر مجھے خبر کیے اور مجھ سے منظوری لیے صلح کر لینے کا حق تھا؟ کیا وہ نہین جانتے کہ مین حاکم اندلس ہون۔ اور کوئی معاہدہ بغیر میری منظوری کے کالعدم اور ناجائز ہے؟"

لیث" وہ یہ جانتے ہین مگر اُنھین حضور کی نیک نفسی سے امید تھی کہ یہ معاہدہ جو موقع ملتے ہی بہتر سمجھ کے کر لیا گیا اُسے آپ منظور فرمائین گے۔"

عبد الرحمٰن" یہ تم اُن کی دوستی اور رفاقت کا حق ادا کر رہے ہو۔ مگر عثمان کی سرشت سے مین خوب واقف ہون۔ اُنھین میری حکومت پسند نہین ہے۔ اور اپنے آپ کو مجھ سے زیادہ مستحق حکومت خیال کرتے ہین چند روز تک حکومت کرنے سے اُنھون نے ولایت اندلس کو اپنا حق سمجھ لیا۔ حالانکہ امیر المومنین کو اختیار ہے

کہ جسے چاہین موقوف کر دین۔ اور جسے چاہین مقرر کرین۔ یہ اسی خیال اور دعوی کا نتیجہ ہے جو اُنھون نے مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہین سمجھی۔ مگر یہ میری نہین امیرالمومنین کے حکم کی بے وقعتی ہے۔ بہرحال مین اس صلح کو ایک گھڑی کے لیے بھی جائز نہین رکھ سکتا۔ اُن سے کہو کہ فوراً یودیز کو گرفتار کر کے پابزنجیر میرے پاس بھیجین۔ اور اُس کے پورے ملک پر قبضہ کر لین۔"

لیث "حضور کو اختیار ہے مگر اس مین آپ ہی کے ایک سردار فوج کی بے وقعتی ہو گی۔ اور آیندہ کے لیے عربی معاہدون کا اعتبار اُٹھ جائے گا۔"

عبدالرحمن "اعتبار اس سے نہین بلکہ اس قسم کی شہوت پرستیون سے اور اپنی نفسانی خواہشون پر اسلام اور خلافت کے حقوق پامال کرنے سے اُٹھے گا۔ اور اگر یہ صلحنامہ جائز رکھا جائے تو جانو کہ اُٹھ گیا۔ مین اس معاہدے کو ہرگز نہ مانون گا۔ اور یہان یودیز کی بیٹی منینہ سے جو اُنھون نے شادی کی ہے اُس کا حال تو اُنھون نے لکھا ہی نہین۔ تم تو اُن کے ساتھ موجود تھے۔ بتاؤ تو سہی کہ یہ شادی کیسی دھوم دھام سے ہوئی؟ اور منینہ مسلمان ہوئی یا وہ خود عیسائی ہو گئے؟"

عبدالرحمن کی زبان سے یہ الفاظ سُن کے لیث ایک سنّاٹے مین آ گیا۔ اور جب دیکھا کہ یہ حالات فرمان رواے ہسپانیہ کو معلوم ہی ہو چکے ہین تو بولا "یودیز کی بیٹی سے اُنھون نے عقد بے شک کیا ہے۔ اور محض اس خیال سے کہ وہ ہمیشہ دولت اسلام کا مطیع و منقاد بنا رہے۔ اور اُس کے نصرانی رہنے مین کیا مضائقہ ہے؟ نصرانیہ عورت سے نکاح کرنا ہماری شرع مین جائز ہے۔ مگر صلح کو اس عقد سے کوئی تعلق نہین۔"

عبدالرحمن "اسی بات کا امتحان کرنے کے لیے مین اُنھین حکم دیتا ہون کہ فوراً واپس جا کے مملکت اکوئی طانی اور اُس کے دارالسلطنت پر قبضہ کرین۔ اور یودیز کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجین۔" اس کے جواب مین لیث عاجز تھا۔ اور عبدالرحمن نے اُسی وقت عثمان بن ابی نسعہ کے نام اسی مضمون کا ایک تاکیدی حکم لکھ کے اور اپنی مہر کر کے اُس کے حوالے کیا اور کہا "اس حکم کو تم ہی لے جاؤ۔ اور اگر عثمان کے دوست ہو تو اُن سے اس کی تعمیل کراؤ۔"

وہ یہ فرمان لے کے اُلٹے پاؤں واپس آیا۔ اور شہر اربونس میں عثمان سے ملا جہاں وہ اپنی معشوقہ شاہزادی منینہ کے ساتھ موسم گل کے مزے لوٹ رہا تھا۔ تمام واقعات بیان کیے۔ اور امیر عبدالرحمن کا خط اُس کے ہاتھ میں دیا۔ اُسے پڑھ کے عثمان بہت بگڑا۔ اور کہا" لڑائی کے معاملات کا ذمہ دار میں ہوں۔ عبدالرحمن کو کوئی حق نہیں ہے کہ میرے امور میں دخل دے۔ میں نے صلح کی ہے۔ اور میں نے اپنے دستخط سے یودیز کے ساتھ معاہدہ صلح کیا ہے۔ اس کو کوئی نہیں توڑ سکتا۔ میں تو اعلی افسر فوج اور جنگ و صلح کے معاملات کا ذمہ دار تھا۔ کسی ادنی مسلمان کا معاہدہ بھی جو دشمنوں سے ہو چکا ہو نہیں توڑا جا سکتا۔"

لیث:- اصولاً آپ یہ صحیح فرماتے ہیں۔ مگر اس کا کیا جواب ہے کہ عبدالرحمن نہیں منظور کرتا اور اپنی ضد پر اڑا ہوا ہے؟

عثمان:- کیسے نہ منظور کرے گا؟ میں لکھتا ہوں۔" یہ کہہ کے اُس نے اِس مضمون کا خط لکھا:-" از جانب عثمان ابن ابی نسعہ بہ جانب امیر ہسپانیہ۔ السلام علیکم یا امیر۔ آپ کے حکم کے مطابق میں فوراً اکوئی طانی پر حملہ کر دیتا۔ مگر افسوس کہ دولت اسلام سے اور اُس سلطنت سے معاہدہ صلح ہو چکا ہے۔ اور اسلام کے معاہدے ٹوٹنے کے لیے نہیں ہوتے ہیں۔ اگر اس امر میں آپ نے زیادہ اصرار کیا اور کسی قسم کی بے عنوانی ہوئی تو مملکت فرانس میں دولت اسلامیہ کا اعتبار اُٹھ جائے گا۔ والسلام۔" یہ کہہ کے اپنی مہر کی۔ اور ایک دوسرے ذی ہوش سردار فوج علقمہ بن سلمۃ النخعی کو دے کے کہا" اس خط کو فوراً امیر عبدالرحمن کے پاس لے جا کے جواب لے آؤ۔" علقمہ اُسی دن روانہ ہو کے قرطبہ گیا۔ اور بیسویں دن امیر اندلس کا جو خط جواب میں لایا اُس کا مضمون یہ تھا" میرے نزدیک اس ناجائز معاہدے سے اسلام کو جو ضرر پہونچا ہے اُس سے زیادہ خطرناک یہ ہے کہ سرداران اسلام شہوت پرستی کے جوش میں اپنے قومی اور دینی حقوق کو بھول جائیں۔ میں اس رخنے کو گھڑی بھر کے لیے بھی نہیں برداشت کر سکتا۔ اور مکرر تاکید کرتا ہوں کہ فوراً اکوئی طانی میں واپس جاؤ۔ اور اُس سلطنت کو بیخ و بن سے اُکھاڑ کے پھینک دو۔"

اب عثمان بالکل بے دست و پا تھا۔ کچھ بنائے نہ بنتی تھی کہ کیا کرے۔

اور کیونکر اپنے معاہدے کے خلاف بے وجہ وسبب پھر اُسی مملکت پر یورش کردے جس سے ابھی ابھی صلح کیے چلا آتا ہے؟ اور جس سے تعلقات قرابت پیدا ہو گئے ہین؟ آخر اپنی وضع کے خلاف ذلت و عاجزی گوارا کر کے اُس نے عبد الرحمٰن کو پھر ایک خط بھیجا۔ اور نہایت ہی لجاجت و ادب سے لکھا" مین تسلیم کرتا ہون کہ بغیر آپ سے اجازت لیے صلح کر لینے مین مین نے غلطی کی اور وعدہ کرتا ہون کہ پھر ایسا قصور نہ ہو گا۔ لیکن اس گذشتہ قصور کو معاف کر کے میری غلطی کو نباہ دینا آپ کا اخلاقی فرض ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ آپ مجھے دشمنون اور جوار کی سلطنتون کی نظر مین ذلیل و خوار نہ کرین گے۔ اور میری اس عاجزانہ درخواست کو قبول فرمائین گے"

اُسے یقین تھا کہ عبد الرحمٰن اس درخواست کو ضرور قبول کرے گا۔ مگر افسوس کہ روز خلاف امید جو جواب ملا یہ تھا کہ" میرا حکم نہین بدل سکتا۔ اس کی بے عذر اور بلا تاخیر تعمیل ہونی چاہیے۔ قصور معاف کیا جا سکتا ہے مگر قصور سے جو ناگوار نتائج ظاہر ہوئے ہین وہ نہین برداشت کیے جا سکتے۔ آیندہ مراسلت مین وقت نہ ضایع کیا جائے۔ اگر اسی مہینہ کے اندر تم اکوی طانی پر حملہ آور نہ ہوئے تو مین کسی دوسرے سپہ سالار کو روانہ کرون گا جو سارے اکوی طانی مین خون کی ندیان بہا دے گا۔ اور یودیز کے ساتھ تمھین بھی پابزنجیر میرے سامنے حاضر کرے گا"

یہ آخری خط تھا جسے پڑھ کے عثمان سوچ مین پڑ گیا۔ اور غور کرنے لگا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔

سترھوان باب

دیندار و قوم پرست عاشق

اب عثمان کا نہ شہر الوس کے چمنون مین دل لگتا ہے اور نہ گل پیرہن قلہ ہاے پیرے نیز کی گھاٹیون مین۔ نہ نہر تیو کی لہرین اُس کا دل بہلاتی ہین نہ نسیم چمن کے زندگی بخش جھونکے۔ شب و روز اسی فکر مین رہتا ہے کہ کیا کرون۔

اگر لڑائی چھیڑتا ہون تو محبوبۂ ماہ طلعت سے کیونکر چار آنکھین کرون؟ اور شاہ یودیز کو کیا صورت دکھاؤن؟ بار بار دل مین آتی کہ شاہ یودیز کو ان تمام واقعات کی خبر کردے مگر جرأت نہ ہوتی۔ یہان سے بھاگ جانے کا قصد کرتا مگر خیال آتا کہ دلدار ناز آفرین کو اس بہار کے موسم مین گلزار پیرے نیز سے نکال کے دور لیجانا مچھلی کو پانی سے جدا کرنا ہے۔ منیزہ اُس کی ان فکرون کو دیکھتی تھی) اور خاموش ہوجاتی۔ آخر ایک دن پھولون اور چمنون کی سیر مین اُسے ملول وحزین دیکھ کے بولی۔" مین کئی دن سے دیکھ رہی ہون کہ اب میری صحبت مین تمھارا دل نہین لگتا۔ مجھ سے تمھاری دلداری مین کوئی قصور ہوا ہے یا تمھارا ہی جی عیش ونشاط سے بھر گیا؟"

اس سوال پر عثمان اور پریشان ہوگیا۔ چاہا کہ بظاہر آپ کو خوش اور بشاش دکھا کے ٹال دے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ جو جو ٹالنے کی کوشش کرتا چہرہ اور اُترتا جاتا۔ اور حسرت ناک چہرے پر مایوسی کے آثار ظاہر ہوتے جاتے۔ اور آخر اپنی کمزوریون سے خود ہی مغلوب ہو کے بولا" شاہزادی سچ یہ ہے کہ مین نہایت پریشان ہون نہ آپ نے میری دلداری مین کمی کی ہے اور نہ آپ کے باغ حسن کی بہار سے کسی کا دل بھر سکتا ہے۔ مگر بدقسمتی ان تمام نعمتون اور سارے لطفون کو بے مزہ کر رہی ہے۔"

منیزہ۔ (بتعجب وحیرت سے)" آخر کیون؟ اور اس بدقسمتی کا سبب کیا ہے؟"

عثمان" آہ! شاہزادی میرا دل صد چاک کسی طرح نہین گوارا کرتا کہ اپنے غمون سے آپ کے نازک دل کو صدمہ پہونچاؤن۔ مجھے میری بدنصیبی مین مبتلا رہنے دیجیے اور نہ پوچھیے کہ یہ اندوہ و ملال کیون ہے۔"

منیزہ" یہ نہین ہوسکتا۔ مین تمھاری غمگسار ہون۔ اور اسی لیے ہون کہ تمھارے رنج وراحت مین شریک ہون۔ خدا کے لیے کچھ بتاؤ تو سہی کہ یہ کیا آفت اُٹھ کھڑی ہوئی۔ تم کو خدا نے صبر وتحمل دیا ہے مگر مین بے صبر ہون۔ اور اتنی برداشت کی طاقت نہین رکھتی۔"

عثمان" اسی لیے کہتا ہون کہ تم نہ سنو میری داستان نہ سنو۔"

منیزہ" نہین۔ مین سنون گی اور تمھین سنانا پڑے گی۔ اب شادی کے بعد تمھین حق نہین ہے کہ مجھے اپنے رنج والم مین نہ شریک کرو۔ اب میری لذت ومسرت ہی یہ ہے

کہ تمھارے غم مین شریک ہون"

عثمان "افسوس شاہزادی تم نہین مانتین - مین نہین چاہتا تھا کہ تمھارے آغوش عیش مین پلے ہوئے دل کو کوئی خفیف سا بھی صدمہ پہونچے - لیکن تمھارے حکم کے خلاف بھی نہین کرسکتا - اصل یہ ہے کہ والی اندلس میرا دشمن ہوگیا ہے - اور جو معاہدہ تمھارے والد سے کرچکا ہون اُسے کسی طرح منظور نہین کرتا - تاکید پر تاکید چلی آتی ہے کہ پھر چڑھائی کردون - اور شاہ یودیز کو گرفتار کرکے قرطبہ روانہ کردون - اور یہ اب میرے امکان سے باہر ہے - اور انجام یہ ہوگا کہ ہسپانیہ کی فوجین میرے مقابلہ پر آئین گی - اور پھر اُس کے بعد جو نتیجہ ہو"

یہ سُن کے مینیہ دیر تک سوچتی رہی - پھر بولی "کیا یہ نہین ہوسکتا کہ تم ابا جان کے ساتھ مل کے مسلمانون سے لڑو؟ اور تمھاری بہادری سے امید ہے کہ ہمارے سپاہی بہادری سے مقابلہ کرین گے"

عثمان "جس طرح یہ غیر ممکن ہے کہ مین تمھارے والد سے لڑون اُسی طرح یہ بھی ممکن نہین کہ مین تمھارے والد کی طرف سے عربون کا مقابلہ کردون - اور اگر اس بے غیرتی کو گوارا کربھی لون تو کچھ نتیجہ نہ ہوگا"

مینیہ "اچھا تو اباجان کو خط بھیج کے بردی غالہ سے یہان بُلالو - اور اُن سے مشورہ کرو - وہی کوئی تدبیر نکالین گے"

عثمان "اب اس کا بھی وقت نہین رہا - جب تک وہ یہان آئین آئین ہسپانیہ کا لشکر یہان آپہونچے گا - مگر مین اُنھین اس کی اطلاع کیے دیتا ہون" یہ کہتے ہی باغ سے مکان کے اندر جاکے یودیز کے نام ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا "معزز شاہ یودیز - مین نے آپ سے جن شرائط پر صلح کی ہے افسوس اُن کو والی ہسپانیہ نہین مانتا - اور سوا لڑائی جاری رکھنے کے کوئی بات نہین منظور کرتا - مین نے بہت سمجھایا - عاجزی و ذلت گوارا کرکے اُس سے التجا کی کہ اب اس جھگڑے کو دُور کرے - مگر وہ نہین مانتا - اور لڑائی ہی پر تُلا ہوا ہے - اور اگر مین اس مین ذرا بھی تامل کرون تو مجھے بھی قتل کی دھمکیان دیتا ہے - اب اُس نے اس کا بھی موقع نہین باقی رکھا کہ عذرات پیش کیے جائین - اور عنقریب اُس کی فوجین اس مہم پر

چل کھڑی ہون گی - جو شاید سب سے پہلے مجھ پر حملہ کرین - مگر مین نے عہد کرلیا ہے کہ نہ اُس کے حکم کی تعمیل کرون گا اور نہ اُس معاہدے کو توڑون گا جو آپ سے کرچکا ہون - چاہے کوئی میرا سر بھی اُڑا دے یہ نہ ہوگا کہ آپ کے خلاف تلوار اُٹھاؤن - لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی نہین ہو سکتا کہ اپنی قوم سے بغاوت کرکے خود اُس کے مقابلے کے لیے تیار ہون - بہرحال میرا چاہے جو انجام ہو اور جو واقعات پیش آئین مین اُن کو ایک شریف بہادر کی طرح صبر و سکون سے برداشت کرون گا - لیکن آپ کو مطلع کیے دیتا ہون کہ عربی فوج آپ کے ملک پر آیا ہی چاہتی ہے اپنی حفاظت کا جو انتظام ہو سکے کیجیے اور میری فکر نہ کیجیے -

آپ کا خادم عثمان"

یہ خط لکھ کے اُس نے منینہ کو سنایا - اور کہا "بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کو لے کے تم خود چلی جاؤ اور ان آفتون سے محفوظ رہو جو مجھ پر آنے والی ہین - اس لیے کہ عبد الرحمن کو مجھ سے عناد ہے - اور سب سے پہلے وہ میری جان کا خواہان ہوگا"

منینہ - (نہایت حسرت کے ساتھ) "مین ساتھ چھوڑنے کے لیے تمھارے پاس نہین آئی ہون - اب تو جو مصیبت آئے گی ہم دونون پر آئے گی - اور جو تمھارا حشر ہوگا وہی میرا بھی ہوگا"

عثمان "شاہزادی! آہ! اتنی بادفا نہ بنو کہ مجھے بھی گوارا نہ ہو - میری خوشی اور مسرت تک میرا ساتھ دو - اور مصیبت مین مجھ سے الگ ہو جاؤ"

منینہ "مجھ سے اس کی امید نہ رکھو - تم جانتے ہو کہ مین نے بڑے بڑے فرمان رواؤن اور بادشاہون کو بھی اُن کے پیام شادی نامنظور کرکے مایوس و ذلیل کردیا - اور یہ صرف اس لیے تھا کہ چاہتی تھی جس کی ہون بس اُسی کی ہو جاؤن - اور اب تمھین اختیار کیا ہے تو یہ سمجھ کے اور دل سے عہد کرکے کہ تمھارے سوا کسی کی صورت نہ دیکھون گی - تمھاری زندگی تک زندہ ہون اور تمھارے مرنے مین تمھارا ساتھ دون گی - یہ خط ابا جان کو کسی آدمی کے ہاتھ بھیج دو - اور اگر مجھے بھیجنا چاہتے ہو تو تم بھی میرے ساتھ چلو"

عثمان ؛ مین نے سارا لشکر واپس کر دیا ہے۔ فقط سو دو سو آدمی میرے ساتھ رہ گئے ہین۔ دو چار روز مین عبدالرحمٰن کا لشکر یہان آپہونچا تو مجھے اپنی جان سے زیادہ تمھاری جان کی فکر ہو گی۔ اور کوئی پناہ کی جگہ نہ ملے گی؛

منیبہ ؛ اگر تم مقابلہ کرنا چاہو تو یہین کے بہت سے پہاڑی اور الونس کے ہزارون راہب تمھارے جھنڈے کے نیچے لاکے کھڑے کر دون گی؛

عثمان ؛ مجھ سے نہ ہو گا۔ اپنے ہم مذہبون اور ہم وطنون سے نہین لڑ سکتا؛

منیبہ ؛ تو مین تمھین یہان سے کسی ایسی سنسان اور پوشیدہ گھاٹی مین چھپا دون گی جہان پرندہ تک پر نہ مار سکے گا؛

عثمان ۔(ایک ٹھنڈی سانس بھر کے) "تمھین اختیار ہے۔ مین نے اپنی زندگی تمھارے ہاتھ مین دے دی۔ جو چاہو کرو" یہ کہہ کے ایک تیز رو قاصد کے ہاتھ خط شاہ یودیز کے پاس بھیج دیا۔ اور منیبہ سے کہا" اب میرے دل پر سے رنج والم کا بار ہٹ گیا۔ اور آؤ زندگی کے باقی ماندہ ایام عیش وطرب اور سیر گل مین صرف کر دین۔ اپنی سب سہیلیون کو بھی بُلا لو۔ اور چلو کوہستان کی سیر کرین۔ درختون کی تازگی اور پھولون کی شادابی ہمارے دل کو تر و تازہ اور مسرور و بے پروا کر دے گی۔ اور سب سے بڑی غم بھُلانے والی اے دلدار ناز آفرین تو ہے؛

منیبہ ؛ ان فکرون اور پریشانیون مین سیر گل کیا مزہ دے گی؟"

عثمان ؛ تمھاری صحبت اور اس وادی کی نزہت و فرحت مین کوئی فکر نہین باقی رہ سکتی۔ تمھارے خاندان سے اور اُندلس کے پُرانے شاہی خاندان سے قرابت ہے۔ سنا ہے کہ اُس خاندان کا پہلا تاجدار اسی پہاڑ کی گھاٹیون اور ان زندگی بخش مرغزارون کی سیر ہی کے لیے یہان آیا تھا؛

منیبہ ؛ ہان اُس نے ایک ادمی شاہزادی سے شادی کی۔ اور اُسے لے کے یہان آیا تھا کہ اس جنت ارضی مین ٹھہر کے دنیا کی نیرنگیون اور زندگی کی لذتون سے لطف اُٹھائے؛

عثمان ؛ اپنی سب سہیلیون کو لے کے چلو۔ اور جو سب سے زیادہ

دلفریب اور فرحت بخش وادی ملے اُس مین بیٹھ کے اُس پُر انے باغ قدرت کے عاشق کا حال بیان کرو۔

سفینہ نے چارون ہم سن سہیلیون کو ساتھ لیا۔ دو ایک خواصین اور لونڈیان بھی لے لین۔ اور سب کے سب سیر و تفریح کے لیے روانہ ہوئے۔ بہت سی گھاٹیون اور نہرون کی سیر کرتے اور مختلف دلکشا وادیون اور مرغزارون سے گزرتے ہوئے ایک ایسے مقام مین پہونچے جہان باغبان قدرت نے دلکشی کے تمام سامان فراہم کر دیے تھے۔ رنگ برنگ پھولون کے تختے حد نظر تک چارون طرف پھیلے ہوئے تھے۔ پہاڑون نے حُلہ ہاے گل پہن لیے تھے۔ اور کئی نہرین لہراتی ہوئی دُور دُور تک نکل گئی تھین اور معلوم ہوتا کہ گویا پھولون سے چھلی چھلیا کھیلتی اور اُن کے پہلوؤن مین گدگداتی پھرتی ہین۔ مست خرام نسیم کے جھونکے بڑھ بڑھ کے نونہالان چمن کو گلے لگاتے اور اپنے حسن پر اترانے والے پھولون کے لب و رخسار کے بوسے لے رہے تھے۔

اس وادی مین قدم رکھتے ہی بے اختیار عثمان بن ابی نسعہ کے منھ سے نکلا "واہ! کیا پُرفضا اور کیا روح افزا مقام ہے۔ شاہزادی۔ یہ جنت ارضی ہو۔ تم سی ملائک فریب حور پہلو مین ہو۔ اور تمھاری خوبصورت سہیلیون کی سی شوخ ادا اور زندہ دل جلیسین انیس صحبت ہون تو پھر انسان کو دنیا مین کیا چاہیے؟"
سفینہ "تو آؤ یہین ٹھہر کے دو گھڑی دل بہلائین" اس تجویز کو عثمان نے پسند کیا اور سب جا کے ایک بلند چٹان پر بیٹھ گئین جس کے تین طرف طواف کر کے ایک چشمہ نشیب کی طرف بہ گیا اور خوب پھیل کے آبشار کی وضع سے دُور تک گرتا چلا گیا تھا۔ لالہ و سوسن کے ہزارہا پھولون کا جھنڈ اس چٹان کو اپنے آغوش مین لیے ہوئے تھا۔ اور قریب ہی ایک درخت پر ہزارون طیور بیٹھے اپنا ارغنون بجا رہے تھے۔ عروس بہار کے دلدادہ سردار عرب نے کچھ دیر یہ بہار دیکھی۔ طائران نواسنج کا نغمہ سنا۔ اور پھر شاہزادی سے جو اُس کے پہلو مین بیٹھی تھی کہا "اب اُس عاشق بہار کا حال بیان کرو جس نے ہم سے پہلے اِن وادیون مین ٹھہر کے مشاطۂ بہار کی حسن آرائیون کی داد دی تھی"

میمونہ "وہ زبردست شاہ گوتھ الارق کا وارث تاج وتخت اڈو لفوس تھا جس نے سارے روم اور فرانس کو فتح کر لینے کے بعد انھین پُرفضا وادیون کے شوق مین عظیم الشان سلطنت کو لات مار دی۔ رومتہ الکبریٰ کے عیش وعشرت کو چھوڑ دیا۔ سلطنت روم کی حکومت و دولت مین سے صرف وہان کی گلبدن شاہزادی پلاقید یا کو اختیار کیا۔ اُس کے دل مین جگہ پیدا کر کے اُسے یہان لایا۔ اور اسی سرزمین میں آئین مین اُس سے شادی کی۔ غرض تمام شاہانہ کامیابیون مین سے فقط اُس ماہوش شاہزادی اور اس روح افزا وادی کو اپنے لیے رکھ لیا۔ اور باقی سب چیزین چھوڑ دین۔ اس جنت ارضی کو اُس نے اس قدر پسند کیا تھا کہ یہان آیا تو یہین کا ہو گیا۔ یہین رہا۔ یہین پیوند زمین ہوا۔ اور اُسی کی یادگار مسلمانون سے پہلے کا شاہی خاندان اُندلس تھا۔"

عثمان "تو اس زمانہ کا اڈولفوس مین ہون۔ اور میری پلاقید یا تم ہو۔ ہان ان دو نعمتون کے بعد مجھے بھی کچھ نہین چاہیے۔ اس دولت کے آگے ساری دنیا ہیچ ہے۔ مین بھی اڈولفوس کی طرح اب یہین رہون گا۔ ان مرغزارون کی سیر کرون گا۔ اور یہین مرون گا۔"

شاہزادی "نہین۔ تم کو نفس پروری کے شوق مین انجام سے غافل نہ ہونا چاہیے۔"

عثمان "مین غافل نہین ہون۔ مگر حاکم اندلس میرا دشمن ہے۔ اور اُسے موقع حاصل ہے کہ خلافت اسلامیہ اور سارے مسلمانون کو میرا دشمن بنا دے۔"

میمونہ "تو تم ایک کام کرو۔ مسلمان دشمن ہو گئے ہین تو فرانس کے مسیحی حکمرانون کو اپنا دوست بنا لو۔ فرانس مین تمھاری بہادری کی شہرت ہے۔ اور جب سے مین تمھاری بی بی ہوئی ہون تمھاری اور زیادہ دھاک بیٹھ گئی ہے۔ اگر عیسائی حاکمون کو ذرا بھی معلوم ہو گیا کہ تم اُن کا ساتھ دیے اور اُن کی طرف سے لڑنے کو تیار ہو تو تمھین آنکھون پر بٹھائین گے۔ اور خلافت دمشق کے سارے افسران فوج جمع ہو جائین تو بھی تمھارا بال بیکا نہ کر سکین گے۔"

عثمان "یہ مشکل ہے۔"

منینہ "کوئی مشکل نہین" یہ کہتے وقت منینہ اُس سے ہم کنار ہو گئی۔ گلے مین بانہین ڈال دین اپنی اداؤن اور دلربائی کی حرکتون سے بیہوش وازخودرفتہ بنادیا۔ اور بولی "ابا جان سے تمھین اس کام مین بڑی مدد ملے گی۔ وہ فرانس اور جرمنی کے سارے ڈیوکون اور بطریقون کو تمھارے قدمون پر لا کے گرادین گے۔ اسلامی سلطنت مین تو تم خلیفہ کے غلام اور حاکم اندلس کے فرمان بردار رہنے پر مجبور ہو مگر ہم لوگون مین تمھین نظر آئے گا کہ سارے ملک اور تمام ڈیوکون اور رئیسون کے حاکم تم ہو"

عثمان - "وہ لوگ ایک مسلمان کا کیسے اعتبار کرین گے؟"

منینہ "تو یہ کون مشکل ہی کہ عزت و حکومت حاصل کرنے کے لیئے تم مسیحی بن جاؤ؟ مین تمھاری خاطر سے مسلمان بننے کو نہین تیار ہو گئی تھی؟ مین تو یہ چاہتی ہون کہ عیسائیت کے بہانے ہم ساری مسیحی دنیا کو اپنا گرویدہ اور فریفتہ بنالین اور اُن کو موافق کرکے ہم فرانس مین ایسی زبردست سلطنت قائم کرین جو والی ہسپانیہ کا حوصلہ پست کر دے۔ کل مسیحی ڈیوک اور امرا اُس کے غلام ہون۔ اسلامی خلافت کا اُس پر کوئی زور نہ چلے۔ اور اُس کے تم بادشاہ ہو اور مین ملکہ ہون۔ پھر ہم اس پہاڑ کی تمام گھاٹیون اور وادیون کو مسلمانون سے خالی کرا کے اپنے قبضہ مین کرین اور اسے اپنی تفرج گاہ اور اپنا عیش کدہ بنالین"

عثمان - (کسی قدر طیش سے) "تمھارا یہ مطلب ہی کہ مین دین کو چھوڑ کے دنیا کو اختیار کرون؟"

منینہ (اُس کی چشم و ابروسے اُس کے دینی استقلال کا پتہ لگا کے) "مین یہ تھوڑا ہی کہتی ہون کہ تم سچ مچ عیسائی ہو جاؤ۔ میرا مطلب تو صرف یہ ہی کہ لوگون کے دکھانے کے لیے تم ظاہر مین مسیحی بن جاؤ۔ اگر اس تدبیر سے دنیا مین ایک زبردست سلطنت اور زندگی بھر کا عیش حاصل ہو جائے تو کیا مضایقہ ہی؟ دین تو دل سے ہی۔ دل سے تم اپنے پیغمبر کے معتقد رہو۔ مین تو فقط ظاہرداری کے لیے کہتی ہون۔ اور وہ بھی صرف چند روز کے لئے"

عثمان" اسلام کے لیے یہ دونون باتین شرط ہین۔ دل سے اعتقاد رکھنا اور زبان سے اقرار کرنا۔ سچائی کو بغیر اقرار کیے صرف دل مین رکھنا جھوٹ کا جامہ پہن لینا ہو۔"

منینہ" اگر یہ گناہ بھی ہو تو صرف چند دنون کے لیے ہو۔"

عثمان۔ (نہایت ہی متین صورت بنا کے) "منینہ مجھے تم سے بے انتہا محبت ہو۔ تمھارے رخ زیبا کا شیدا اور تمھاری زلف گرہگیر کا اسیر ہون۔ لیکن یہ نہ سمجھو کہ یہ فریفتگی مجھے اپنی قوم اور اپنے دین سے غافل کر دے گی۔ مجھے دین سے زیادہ کوئی چیز نہین عزیز ہو۔ اور اس کی مجھ سے ہرگز امید نہ رکھنا کہ تمھارے عشق مین مبتلا ہو کے اپنی قوم کے ساتھ دغا بازی کرون گا۔"

منینہ۔ (مسکرا کے اور ایک ادا سے ساحرانہ سے) "مین یہ نہین کہتی کہ اپنا دین چھوڑ دو یا اپنی قوم کے ساتھ دغا بازی کرو۔ میری فقط اتنی خواہش ہو کہ ہماری قوم تمھارے ساتھ جیسا سلوک کرے ویسا ہی سلوک تم اُس کے ساتھ کرو۔"

عثمان۔ "یہ بھی ممکن نہین۔ قوم کو اور اسلامی سلطنت کو مجھ پر حکومت کرنے کا حق ہو مگر میرے لیے اُس کے حکم سے سرتابی کرنا جرم ہو۔"

منینہ" اچھا تو اپنی جان بچانے کے لیے یہان سے فرانس کے دور دراز شہرون مین بھاگ چلو۔"

عثمان" اس موسم بہار اور ان فرحت بخش وادیون کو چھوڑ کے مین کہین نہین جا سکتا۔"

عثمان اور منینہ انھین باتون مین مصروف تھے کہ عثمان ابن ابی لیسعہ کے غلام طلیح نے آ کے کان مین کہا "حضور چند پہاڑی مخبر آئے ہین اور خبر لائے ہین کہ عدی بن زیان ایک زبردست لشکر کے ساتھ ادھر بڑھتا چلا آتا ہو۔"

عثمان۔ (سخت سراسیمگی سے) "افسوس وہ آ ہی گیا! یہان سے کتنی دور ہوگا؟"

طلیح" چار فرسخ سے زیادہ مسافت پر نہ ہوگا۔ قریب آ گیا ہو۔ اور آج ہی یہان آ پہونچے گا۔"

عثمان ''اور اُس کے ہمراہ کتنا لشکر ہے؟''
طلیح ''یہ پہاڑی لوگ صحیح اندازہ نہین کر سکتے۔ مگر اُن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پچاس ہزار سے زیادہ سوار اُس کے ہمراہ ہین''

یہ سنتے ہی عثمان گھبرا کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ منینہ کو بھی ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا۔ اور کہا ''لو اب بھاگنے کا سامان کرو۔ عربی لشکر آپہونچا۔ اور ایسا زبردست لشکر جس کا مقابلہ نہین ہو سکتا'' سنتے ہی شاہزادی کی رنگت بھی زرد پڑگئی مگر اپنے آپ کو سنبھال کے بولی ''مین پھر کہتی ہون کہ انوس سے بھاگ کے بُردی غالہ مین چلو۔ ابھی موقع ہے۔ اگر ہم اسی وقت بھاگ کھڑے ہوئے تو عرب ہماری گرد بھی نہ پائین گے''
عثمان ''ان پہاڑون کی گھاٹیون سے بہتر نہ کوئی پناہ کی جگہ ہے اور نہ کوئی فرحت کا مقام''

یہ کہتے ہی وہ شاہزادی اُس کی سہیلیون اور چند مخصوص ملازمون کو لے کے پہاڑون کے اندر بھاگا۔ اور چند ہی منٹ مین کوہستان کی وادیون مین غائب ہو گیا

اٹھارھوان باب

مفتوح فاتح

اس واقعہ کے دس روز بعد شہر انوس سے تقریباً دس میل کی مسافت پر جنوب کی طرف ایک نہایت پیچیدہ گھاٹی مین ایک وسیع غار کے دہانے کے پاس ایک مسطح چٹان پر جو باغبان بہار کی چمن آرائی سے مختصر سا صحن گلشن بنی ہوئی ہے ہم دیکھتے ہین کہ ایک پُرتکلف قالین بچھا ہے جس پر عثمان اور منینہ بیٹھے ہین۔ اور سامنے کی بہار کو دیکھ دیکھ کے لطف اُٹھا رہے ہین۔ تھوڑی دیر مطالعۂ قدرت کرنے کے بعد عثمان نے کہا ''پیاری ملکہ۔ تمھین اس تنہائی اور غریب الوطنی کا صدمہ ہو گا۔ جو سامان عیش و طرب اور جو تکلفات دولت چھوڑ کے یہان آئی ہو یاد آتے ہون گے۔ مگر کیا کسی چیز مین اس بہار کی دولت اور گرد کے پھولون کی صحبت سے زیادہ لطف ہو سکتا ہے؟

دیکھو اُس لالے کے تختہ کا رنگ کس قدر آنکھون مین کھُبا جاتا ہے؟ اور اُس آبشار کی نازک لہرون مین ننھا ننھا کے سوسن کے پھول کیسے خوش ہو ہو کے مسکرا رہے ہین؟ اُس طرف دیکھو نرگس کے شاداب پودے ہمین کیسی مستانہ نگاہون سے دیکھ رہے ہین؟ آہ! وہ بنفشہ کی بیلین ہین یا تمھاری پیچ در پیچ زلفین مشکینہ" ان نعمتون سے بڑی نعمت کون ہو سکتی ہے؟ مگر سب سے بڑی نعمت تمھاری محبت ہے۔ یہ تمھاری ہی محبت ہے جو ایک عالمگیر حسن بن کے ان تمام پھولون اور پودھون اور یہان کے مرغزارون سے ظاہر ہو رہی ہے۔ اور یہ تمھاری ہی الفت کے جھونکے ہین جو اس وقت نسیم بن بن کے آتے اور دل مین سرور اور آنکھون مین میٹھی نیند پیدا کر رہے ہین" یہ کہہ کے وہ عثمان کے زانو پر سر رکھ کے لیٹ گئی۔ اور باتین کرتے کرتے سو گئی۔

شاہزادی کی آنکھ لگتے ہی عثمان کا خیال مقامی کیفیتون کو بھول کے اپنی حالت کی طرف مائل ہوا اور دل ہی دل مین کہنے لگا "آہ! زمانے کا کیا انقلاب ہے؟ مین کیا تھا اور کیا ہو گیا؟ یا تو علم خلافت میرے ہاتھ مین تھا۔ اور لاکھون بہادرون کا لشکر جرار میرا تابع فرمان تھا۔ شہرون اور ملکون کی قسمت میرے ہاتھ مین تھی۔ سلطنتون اور حکومتون کو تہ و بالا کر دینا میرے ایک اشارے کا کام تھا۔ یا آج ایک چھوٹے سے لشکر کے خوف سے یہان چھپا بیٹھا ہون۔ امیر اندلس چاہتا ہے کہ عاشقی کے جرم پر مجھے قتل کی سزا دے۔ خلافت کا حکم ہے کہ مین خاک مین ملا دیا جاؤن۔ کافر ماجرا مجبور چاہتی ہے کہ بے دین بنا کے مجھے آخرت مین روسیاہ کرے۔ یودیز کی خواہش ہو گی کہ مین اُس کی رفاقت اختیار کر کے قومی نمکحرام بنون۔ غرض اپنا پرایا دوست دشمن جو ہے عزت و آبرو کا خواہان ہے۔ مگر مین مر جاؤن گا اور ایسی بے تمیزی نہ گوارا کرون گا" شاہزادی کا خوبصورت چہرہ دیکھ کے جو زانو پر تھا" آہ! اس دلفریب چہرے۔ اس دلربا حسن۔ اور ان پیچ در پیچ زلفون نے مجھے کہین کا نہ رکھا! مگر اس سے بڑی نعمت کون ہو سکتی ہے؟ ایسی ماہوش پہلو مین ہو تو کس چیز کی ضرورت ہے؟ مجھ سے زیادہ نہ کوئی خوش نصیب ہے اور نہ مجھ سے بڑھ کے کسی کے پاس

عثمان "اور اُس کے ہمراہ کتنا لشکر ہے؟"
طلیح "یہ پہاڑی لوگ صحیح اندازہ نہین کر سکتے۔ مگر اُن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پچاس ہزار سے زیادہ سوار اُس کے ہمراہ ہین"

یہ سنتے ہی عثمان گھبرا کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ منینہ کو بھی ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا اور کہا "لو اب بھاگنے کا سامان کرو۔ عربی لشکر آ پہونچا۔ اور ایسا زبردست لشکر جس کا مقابلہ نہین ہو سکتا" سنتے ہی شاہزادی کی رنگت بھی زرد پڑ گئی مگر اپنے آپ کو سنبھال کے بولی "مین پھر کہتی ہون کہ اِ نوس سے بھاگ کے غرناطہ مین چلو۔ ابھی موقع ہے۔ اگر ہم اسی وقت بھاگ کھڑے ہوئے تو عرب ہماری گرد بھی نہ پائین گے"

عثمان "ان پہاڑون کی گھاٹیون سے بہتر نہ کوئی پناہ کی جگہ ہے اور نہ کوئی فرحت کا مقام"

یہ کہتے ہی وہ شاہزادی اُس کی سہیلیون اور چند مخصوص ملازمون کو لے کے پہاڑون کے اندر بھاگا۔ اور چند ہی منٹ مین کوہستان کی وادیون مین غائب ہو گیا۔

اٹھارھوان باب

مفتوح فاتح

اس واقعہ کے دس روز بعد شہر الونس سے تقریباً دس میل کی مسافت پر جنوب کی طرف ایک نہایت پیچیدہ گھاٹی مین ایک وسیع غار کے دہانے کے پاس ایک مسطح چٹان پر جو باغبان بہار کی چمن آرائی سے مختصر سا صحن گلشن بنی ہوئی ہے ہم دیکھتے ہین کہ ایک پُر تکلف قالین بچھا ہے جس پر عثمان اور منینہ بیٹھے ہین۔ اور سامنے کی بہار کو دیکھ دیکھ کے لطف اُٹھا رہے ہین۔ تھوڑی دیر مطالعۂ قدرت کرنے کے بعد عثمان نے کہا "پیاری ملکہ۔ تمھین اس تنہائی اور غریب الوطنی کا صدمہ ہو گا۔ جو سامان عیش و طرب اور جو تکلفات دولت چھوڑ کے یہان آئی ہو یاد آتے ہون گے۔ مگر کیا کسی چیز مین اس بہار کی دولت اور گرد کے پھولون کی صحبت سے زیادہ لطف ہو سکتا ہے؟

دیکھو اُس لالے کے تختہ کا رنگ کس قدر آنکھون مین کھُبا جاتا ہے؟ اور اُس آبشار کی نازک لہرون مین ننھا ننھا کے سوسن کے پھول کیسے خوش ہو ہو کے مسکرا رہے ہین؟ اُس طرف دیکھو نرگس کے شاداب پودے ہمین کیسی مستانہ نگاہون سے دیکھ رہے ہین؟ آہ! وہ بنفشہ کی بیلین ہین یا تمھاری پیچ در پیچ زلفین؟ مثنیہ:- ان نعمتون سے بڑی نعمت کون ہو سکتی ہے؟ مگر سب سے بڑی نعمت تمھاری محبت ہے۔ یہ تمھاری ہی محبت ہے جو ایک عالمگیر حسن بن کے ان تمام پھولون اور پودھون اور یہان کے مرغزارون سے ظاہر ہو رہی ہے۔ اور یہ تمھاری ہی الفت کے جھونکے ہین جو اس وقت نسیم بن بن کے آتے اور دل مین سرور اور آنکھون مین میٹھی نیند پیدا کر رہے ہین؟" یہ کہہ کے وہ عثمان کے زانو پر سر رکھ کے لیٹ گئی۔ اور باتین کرتے کرتے سو گئی۔

شاہزادی کی آنکھ لگتے ہی عثمان کا خیال مقامی کیفیتون کو بھول کے اپنی حالت کی طرف مائل ہوا اور دل ہی دل مین کہنے لگا "آہ! زمانے کا کیا انقلاب ہے؟ مین کیا تھا اور کیا ہو گیا؟ یا تو علم خلافت میرے ہاتھ مین تھا۔ اور لاکھون بہادرون کا لشکر جرار میرا تابع فرمان تھا۔ شہرون اور ملکون کی قسمت میرے ہاتھ مین تھی۔ سلطنتون اور حکومتون کو تہ و بالا کر دینا میرے ایک اشارے کا کام تھا۔ یا آج ایک چھوٹے سے لشکر کے خوف سے یہان چھپا بیٹھا ہون۔ امیر اندلس چاہتا ہے کہ عاشقی کے جرم پر مجھے قتل کی سزا دے۔ خلافت کا حکم ہے کہ مین خاک مین ملا دیا جاؤن۔ کافر ماجرا محبوبہ چاہتی ہے کہ بے دین بنا کے مجھے آخرت مین روسیاہ کرے۔ یودیز کی خواہش ہو گی کہ مین اُس کی رفاقت اختیار کر کے قومی نمکحرام بنون۔ غرض اپنا پرایا دوست دشمن جو ہے عزت و آبرو کا خواہان ہے۔ مگر مین مر جاؤن گا اور ایسی بے حمیتی نہ گوارا کرون گا۔" شاہزادی کا خوبصورت چہرہ دیکھ کے جو زانو پر تھا" آہ! اس دلفریب چہرے۔ اس دلربا حسن۔ اور ان پیچ در پیچ زلفون نے مجھے کہین کا نہ رکھا! مگر اس سے بڑی نعمت کون ہو سکتی ہے؟ ایسی ماہوش پہلو مین ہو تو کس چیز کی ضرورت ہے؟ مجھ سے زیادہ نہ کوئی خوش نصیب ہے اور نہ مجھ سے بڑھ کے کسی کے پاس

سامان عیش و عشرت ہی۔ بلکہ یہ اس قدر حد سے گذری ہوئی مسرت ہو کہ اس سے زیادہ ممکن نہین۔ اور اپنی اس مقصدوری کے خیال سے بار بار میرے دل مین آتا ہو کہ دنیا مین مجھ سے زیادہ مسرت کسی کو نہین حاصل ہی۔ اور میرا جام عیش چھلکنے ہی کو ہی ''

یہ خیالات ایک مزہ دار خواب کی طرح اُس کے دل مین گزر رہے تھے کہ ریحانہ گھبرائی ہوئی آئی اور بولی "حضور جلد ہی بھاگئے۔ دشمن آ پہونچے "

عثمان - (اُسے اشارے سے روک کے) "آہستہ بات کرو۔ ایسا نہو میری نازنین محبوبہ کی نیند اُچٹ جائے " پھر اُسے قریب بلا کے " کیسے دشمن؟ "

ریحانہ " حضور کئی سو عربون نے آکے اس وادی کو گھیر لیا ہی۔ اور اب وہ لوگ ہماری طرف آرہے ہین؟ "

عثمان " مجھے تو سامنے کوئی نہین دکھائی دیتا " یہ کہہ ہی رہا تھا کہ غار کے دونون پہلوؤن سے بہت سے مسلح عرب نمودار ہو کے اُس کی طرف بڑھے جن کے آگے آگے ایک تنومند عرب کو دیکھ کے بے اختیار اُس کی زبان سے نکلا " عدی بن زیان! آہ یہ شیطان کی طرح یہان بھی آگیا! افسوس مین اپنی محبوبہ کو بیدار نہین کرسکتا۔ ورنہ حسن و عشق کے اس حرم مین گستاخانہ وضع سے گھس آنے پر مین اسے سخت سزا دیتا (اب ریحانہ بھی دشمنون کو سر پر دیکھ کے بھاگ گئی تھی۔) افسوس میرے اسلحہ غار کے اندر ہین۔ نہ یہان نیزہ ہی۔ نہ تلوار ہی۔ نہ تیر کمان ہین۔ آہ! کیا کرون؟ یہ بدتمیز گستاخ اس دربار حسن کا ادب نہین کرتے اور دندناتے گھسے چلے آتے ہین! "

اتنے مین عدی بن زیان اور اُس کے پندرہ بیس رفقا بالکل قریب آگئے۔ اور عدی نے ڈانٹ کے کہا " عثمان! یہ کیا حالت ہی؟ وہ بہادری اور شجاعت کیا ہوئی؟ "

عثمان " اتنی زور سے نہ بولو کہ میری مہ جبین نازنین کے خواب استراحت مین فرق آجائے "

اس جواب پر عدی ایک سو کھا ٹھٹھا مار کے ہنسا۔ اور عثمان کی آنکھ سے

اپنی بے بسی پر گرم آنسو کا ایک قطرہ ٹپک کے شاہزادی کے رخسار تابان پر گرا۔ اُس نے گھبرا کے آنکھیں کھول دین۔ اور کمال بدحواسی سے پریشان زلفون کو سنبھالتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اُس کے اُٹھتے ہی عثمان بھی بجلی کی طرح تڑپ کے اپنی جگہ سے اُٹھا۔ کمر سے خنجر کھینچ لیا اور چلا کے کہا "خدا کی قسم اپنی محبوبہ کی زلفون کی اس بے حرمتی کا کانٹا اس بیقرار دل مین قیامت تک کھٹکتا رہے گا۔ ذرا تنا ٹھہرو کہ اس نازنین کو کسی امن کی جگہ پہونچا آؤن پھر آکے تم سے مقابلہ کرون گا۔"

عدی "افسوس شہوت پرستی نے اسے مجنون بنا دیا۔ امیر کا حکم ہو کہ تم اور تمھاری نصرانیہ جورو دونون زندہ گرفتار کر کے اُن کے سامنے پیش کیے جاؤ"

عثمان "کیا؟ مجھے زندہ گرفتار کرو گے؟ غیر ممکن! اگرچہ تنہا ہون مگر دیکھ لینا کہ اسی خنجر سے کتنون کو موت کے گھاٹ اُتارتا ہون۔ مانا کہ میرا دشمن عبدالرحمن بن عبداللہ کلبی اندلس کا حاکم ہو۔ مگر مین بھی ایک شریف و آزاد گھرانے کا عرب مسلمان ہون۔ اور کبھی تمھارا حاکم بھی تھا۔"

عدی "تم شریف ہو۔ بہادر ہو۔ مسلمان ہو۔ اور ہمارے حاکم بھی تھے۔ مگر تم سے زیادہ شریف دیندار بہادر اور زبردست حاکم موسیٰ بن نصیر کا بیٹا عبدالعزیز تھا۔ اور تمام عرب سرداران اسپین و افریقہ اُس کے تابع فرمان تھے۔ مگر جب اُس نے برگشتہ بخت شاہ گوتھ راڈرک کی نصرانیہ ملکہ سے شادی کی تو چند ہی روز کے اندر نہ اُس مین شرافت باقی تھی نہ دینداری۔ نہ حکومت رہی تھی نہ دینی حمیت۔ اس لیے کہ اُس مسیحیہ ملکہ نے اُس سے پوچھا "میرے پہلے تاجدار شوہر کی طرح اہل عرب تمھین سجدہ کیون نہین کرتے؟"

عبدالعزیز نے کہا "اس لیے کہ اسلام مین سوا خدا کے کسی مخلوق کو سجدہ کرنا حرام اور شرک ہو" لیکن تھوڑے دنون بعد اُس نصرانیہ جورو نے اُسے اپنے رنگ پر لگا لیا۔ جس کے کہنے سے اُس نے دربار

۵ع اُس عہد تک شریف عورتون کا چہرہ اور ہاتھ نامحرمون کے مقابل اس قدر ستر مین نہ داخل تھے جس قدر کہ بالون کے چھپانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اور عورتون کے بالون پر کسی نامحرم کی نظر پڑ جانا سخت بے حرمتی و رسوائی تصور کیا جاتا۔

کے لیے ایک مکان بنوایا - اور اُس کی آمد و رفت کا راستہ ایسی تنگ اور نیچی کھڑکی مین سے رکھا کہ لوگ اُس مین سے داخل ہونے کے لیے جھکتے تو وہ بی بی سے کہتا "لو دیکھ لو - لوگ مجھے بھی سجدہ کر رہے ہین" اُس کی فرعونیت کی خبر لوگون کو ہوئی تو فوراً بگڑ کھڑے ہوئے - اور وہ اشبیلیہ کے گرجے مین تھا کہ سب نے نرغہ کرکے مار ڈالا - اس واقعہ سے تم نے عبرت تو نہین پکڑی مگر اپنی قسمت کا فیصلہ اور اپنی شہوت پرستی کا انجام معلوم کر لو" یہ کہہ کے عدی اُس پر حملہ کرنے کے لیے جھپٹا - اُسے اپنی طرف آتے دیکھ کے عثمان خنجر کھینچ کے چاہتا تھا کہ اُس کا کام تمام کر دے کہ عدی کے ایک ساتھی کے نیزے نے اُسے زخمی کرکے گرا دیا اور ساتھ ہی اُس پر چھ سات نیزے پڑ گئے جن مین سے دو سینے اور پیٹ کو چھید کے باہر نکل آئے - بغیر اس کے کہ زبان سے اُف بھی نکلے عثمان حسرت آمیز غصہ سے دونون مٹھیان کس کے آگے کی طرف جھکا اور ایک ہی جھٹکے مین جان دے دی

شاہزادی منینہ نے عاشق دلگیر کو اس حالت مین دیکھا تو دوڑی کہ بلند چٹان پر سے پھاند کے اپنی جان دے دے - مگر کسی زبردست ہاتھ نے بازو پکڑ لیا - سہم کے مُڑی اور دیکھا تو وہ ہاتھ عدی کا تھا - ایک چیخ کے ساتھ بولی " اچھا مجھے خودکشی نہین کرنے دیتے تو تم ہی مار ڈالو" اور یہ کہہ کے اپنا نازک سر جھکا دیا - اس کے جواب مین عدی کے ہمراہیون مین سے ایک نے فرانسیسی زبان مین کہا " تمھین مرنے کی اجازت نہین ہے - تم ہمارے والی کے سامنے پیش ہوگی - وہ تمھین دیکھ کے جو حکم چاہین گے دین گے"

اب عثمان بن ابی یسعہ کا سر کاٹ لیا گیا - اور شاہزادی زنجیرون مین جکڑ لی گئی - اور چند منٹ کی جستجو مین اُس کی چارون سہیلیان بھی گرفتار کرکے اُسی کے برابر بٹھا دی گئین - جن کو دیکھ کے عدی اپنی کامیابی پر بیحد مسرور ہوا اور اُسی وقت والی اسپین عبدالرحمن کلبی کے نام ایک خط لکھ کے ایک ہزار سوارون کی حراست مین عثمان بن ابی یسعہ کا سر اور شاہزادی اور اُس کی سہیلیون کو قرطبہ روانہ کیا - اور خود اپنی لشکرگاہ کی راہ لی -

---

اُنیسوان باب

فرنگستان پر حملہ

یہ کامیاب گروہ اور نازکبدن اسیران جنگ جس وقت قرطبہ مین قصر حکومت مین داخل ہوئے ہین عثمان کے سر کو دیکھ کے عبدالرحمٰن کلمی زمین پر سجدے مین گر پڑا۔ پھر سر اُٹھا کے حاضرین دربار سے کہا "الحمدللہ کہ بہت بڑا کانٹا ہمارے راستہ سے نکل گیا۔ مجھے اس دشمن اسلام مسلمان سے بڑا اندیشہ تھا۔ عیسیون سے وہ چاہے قسطلہ کے ہون یا فرانس کے مین نہین ڈرتا۔ لیکن ہان اپنے ہی گروہ کے ایک باغی سے مجھے طرح طرح کے اندیشہ نظر آتے تھے۔ اور خیال کرتا تھا کہ یہ بہت پریشان کرے گا۔ مگر عدی نے بڑی ہوشیاری و مستعدی سے کام لیا کہ اسے سنبھلنے یا بھاگنے کا موقع نہ ملا اور گویا قضاے مبرم کی طرح اس کے سر پر جا پہونچا۔ اب مین اطمینان کے ساتھ اس مہم کو پورا کرون گا جو اس سرکش عشق باز کی بے حمیتی سے ناکام پڑی رہ گئی تھی۔"

اب اُس افسر نے جو عدی کا خط لایا تھا ادب سے قدم آگے بڑھا کے خط پیش کیا۔ جیسے کھول کے عبدالرحمٰن نے پڑھا۔ اور جوش مسرت کے ساتھ کہا اُس کی وہ مسیحہ جورو بھی گرفتار کر لی گئی؟ بہ خوب ہوا! تو وہ کہان ہے؟" جو پابزنجیر عورتین ندامت سے نظرین نیچی کیے سامنے کھڑی تھین اُن پر نظر ڈال کے "اِن مین سے کون پودیز شاہ اکوی طاقی کی بیٹی ہے؟"

افسر۔ (شاہزادی کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے) "حضور یہ شاہزادی ہے اور باقی سب اِس کی سہیلیان ہین۔ اس شاہزادی نے عثمان کے مارے جاتے وقت پہاڑ سے گر کے جان دے دینے کا ارادہ کیا تھا مگر ہمارے سردار عدی نے فوراً ہاتھ پکڑ لیا۔"

عبدالرحمٰن "عدی نے اس مہم کو بڑی کامیابی کے ساتھ بالکل میری خواہش اور مرضی کے مطابق پورا کیا۔ عثمان پہاڑون مین بھاگ کے چھپ رہا تھا۔ اور گھاٹیون کے اندر پتہ لگا لینا اور عین موقع پر جا پہونچنا کوئی معمولی کام نہین ہے

خیر اب یہ سر تو قرطبہ کے قبرستان مین دفن کردیا جائے مگر شاہزادی کو مع اُس کی سہیلیون کے مین دمشق مین امیر المومنین کی خدمت مین بھیجون گا"

اس قرارداد کے مطابق عبدالرحمن نے اسی وقت خلیفۂ دمشق ہشام بن عبدالملک کے نام ایک عرضداشت لکھی جس مین کل واقعات بیان کرکے شاہزادی منینہ کی سرگزشت ظاہر کی تھی - اور اس کے بعد اپنا پورا یہ ارادہ لکھا تھا کہ مین مملکت فرانس پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوتا ہون - وہی سردار جو منینہ اور عثمان کے سر کو پیرے نیز سے لایا تھا اپنی جمعیت کے ساتھ ارض شام کی طرف روانہ کیا گیا تاکہ والی اسپین کے خط اور اسیر شاہزادی فرانس کو امیر المومنین کے سامنے پیش کرے -

دوسری صبح کو اُسے افریقہ کی طرف روانہ کرکے عبدالرحمن نے عدی کو حکم بھیجا کہ جہان ہو وہین ٹھہر کے میرے آنے کا انتظار کرو - اور فوج کشی کی تیاریان کرنے لگا - تمام شہرون مین تیاری جہاد کا حکم بھیجدیا - اور ایک ہفتہ کے اندر قرطبہ اور اُس کے جوار سے پچاس ہزار مجاہدین جرار جمع کرکے کوہستان کی طرف کوچ کردیا - جو جو آگے بڑھتا جاتا تھا سپاہیون کی تعداد زیادہ ہوتی جاتی تھی - کیونکہ اندلس کا ہر شہر اُس کی ہمراہی کے لیے اپنے بہادر نبرد آزماؤن کو پیش کررہا تھا - کوہستان پیرے نیز تک پہونچتے پہونچتے اُس کے جھنڈے کے نیچے ایک لاکھ سے زیادہ جانباز جمع تھے - عدی شہر انوس مین پچاس ہزار لشکر کے ساتھ پہلے سے موجود تھا - اُس سے مل کے اُس کی کارگزاری کی داد دی - اور ڈیڑھ لاکھ مجاہدون کے ساتھ سلطنت اکوئی طانی کے شہرون کو فتح کرتا ہوا چلا -

یودیز بروی غالہ مین بیٹی اور داماد کی قسمت پر خون کے آنسو بہا رہا تھا کہ اِس عربی سیلاب کی خبر پہونچی اور ہاتھ پاؤن پھول گئے - اب نہ اُس کے پاس لشکر تھا اور نہ روپیہ تھا - تاہم تھوڑی سی بہت فوج جمع کرکے مقابلہ کو روانہ کی اور قرب وجوار کے تمام فرمانروایان فرانس کو عربون کی یورش سے آگاہ کرکے مدد مانگی - اور لکھا کہ "اپنی خیریت چاہتے ہو تو میری مدد کرو" لیکن باہر سے کوئی کافی کمک نہ ہوئی - اور اُس کی فوج مین مقابلہ کی تاب نہ تھی - جن

لوگون پر عربون اور اہل اندلس کی ہیبت چھائی ہوئی تھی وہ بھلا کیا مقابلہ کرتے؟ شکستون پر شکستین ہوتی گئین اور شہر کے بعد شہر پر حملہ آورون کا قبضہ ہوتا جاتا تھا - عبدالرحمن کو اُس کی قلمرو مین داخل ہوئے پورے تین مہینہ بھی نہین ہوئے تھے کہ طرابیس - اوبیرون - طراسقو - اعخن قوقوصہ - تسوتیوم - تقطورہ - قوسیو - اور اعثم وغیرہ شہرون پر عبدالرحمن کا قبضہ تھا - اور سواران عرب نے اکوئی طانی کے خاص دارالسلطنت بردی غالہ یعنی موجودہ بورڈو کا محاصرہ کرلیا -

پندرہ ہی روز کے محاصرے مین شہر کی حالت دگرگون ہونے لگی - جلدی مین یودیز کو رسد کے فراہم کرنے کا بھی موقع نہین ملا تھا - اتنے ہی مختصر زمانے مین قحط پڑ گیا - نہ غلہ ملتا تھا نہ گوشت - سپاہی جو محاصرہ کرنے والون کا سامنا کرتے منھ چراتے تھے رعایا مین لوٹ مار کرنے لگے - اور اہل شہر کی خواہش تھی کہ جس طرح بنے لڑائی ختم کی جائے - یہ رنگ اور حالت دیکھ کے یودیز کو بالکل یاس ہوگئی - ایک چھوٹا جہاز قصر کے نیچے دریاے غرونہ مین موجود رہا کرتا تھا اُس پر تمام اہل و عیال کو سوار کرا کے روانہ کر دیا کہ سمندر سے گزر کے فرانس کے شمالی سواحل پر جا کے پناہ لین - اُس کے بعد ایک دن رات کو ایک چھوٹی سی کشتی پر بیٹھ کے غرونہ کے پار اُترا - وہان گھوڑے پر سوار ہو کے اس طرح بے تحاشا بھاگا کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا - اور اپنی سلطنت کے ساتھ دارالسلطنت کو بھی اُس کی قسمت پر چھوڑ دیا -

اُس کے جانے کے دوسرے ہی دن افسران فوج اور اُمراے شہر نے عبدالرحمن کی خدمت مین حاضر ہو کے اظہار اطاعت کیا - اور ساری قلمرو اکوئی طانی حاکم ہسپانیہ کے زیر فرمان تھی - عبدالرحمن ان فتوحات کی خوشی مین اگرچہ سب باتون کو بھولا ہوا تھا مگر اُس کے دل مین یہ خیال اکثر اوقات ایک کانٹے کی طرح کھٹک جاتا کہ مین نے عثمان بن لیسعہ کی جان نہایت بے رحمی سے لی - وہ اس سزا کا مستوجب نہ تھا - اور خصوصاً یہ واقعات سُن کے کہ بہادر ابن ابی لیسعہ اس لیے نہ جان بچا کے بھاگ سکا اور نہ مقابلہ کر سکا کہ اُس کی محبوبہ اُس کے زانو پر سر رکھے سو رہی تھی - اُس نے جان دینا منظور کر لی مگر اسے گوارا نہ کیا کہ دلدار نازآفرین کی نیند مین

خلل ڈالے۔ اِن جگر خراش واقعات کو یاد کرتے کرتے بعض وقت اُس کے دل مین جہان سوز بجلی کی طرح یہ خیال گزرجاتا کہ ایسا نہ ہو منتقم حقیقی مجھ سے اس کا انتقام لے۔ لیکن جہاد مین ایسی ایسی کامیابیان حاصل ہو رہی تھین کہ تمام فکرین بھول گئی تھین۔

اُس کے ہمراہی سپاہیون نے ہر شہر کو جی کھول کے لُوٹا تھا۔ چاندی۔ سونا۔ جواہرات۔ اور جو قیمتی سامان ملا اُنھون نے لوٹ کے اپنے قبضہ مین کیا۔ اور جس سرزمین پر ان لوگون کا گزر ہوتا وہان کی ساری دولت اپنے قبضہ مین کر لیتے۔ اور ستم زدہ پامال حوادث رعایا کو ایسا مفلس کرکے چھوڑ جاتے کہ سوا فاقہ کرنے کے کسی کے لیے بہبود و فلاح کی کوئی امید نہ باقی رہتی۔ اس تاخت و تاراج کا یہ نتیجہ تھا کہ جب عبدالرحمٰن نے بروی غالہ سے آگے قدم بڑھایا ہر سپاہی کے پاس اتنی دولت تھی اور سونے چاندی کا اس قدر خزانہ ہر مجاہد کے اسباب مین بندھا ہوا تھا کہ اُس کا لیجانا دشوار تھا۔ اگرچہ مفتوح شہرون کی رعایا مین سے طاقتور لوگون کو بیگار پکڑ پکڑ کے یہ قیمتی بوجھ لشکر کے ساتھ آگے بڑھایا جاتا مگر خرابی یہ تھی کہ اُن مجاہدون کو جو خالصۃً لدین اللہ لڑنے کو گھر سے نکلے تھے سب سے زیادہ فکر اس سامان دولت اور گران بہا مال غنیمت کی حفاظت کی رہا کرتی۔

اگر عبدالرحمٰن کلیمی اکوئی طانی کو فتح کر لینے کے بعد چند روز کے لیے ہسپانیہ مین واپس چلا آتا اور سپاہیون کے لیے اتنا موقع پیدا کر دیتا کہ اس وقت تک جو کچھ ہاتھ آیا ہے اُسے گھر مین رکھ وین تو یہ دشواریان ہرگز نہ پیش آتین۔ مگر عرب حملہ آورون کی عموماً یہی شان رہی ہے کہ جہاد کو نکلے تو گھر بار کو چھوڑ کے نکلے۔ اور وطن کے اعزا و احباب کو اس طرح بھول گئے کہ گویا اس زندگی مین پھر اُن سے ملنا ہی نہین ہے۔ اس مین اُولوالعزمی ضرور ہے مگر ناعاقبت اندیشی بھی ہے جس سے اگر کبھی ضرر پہونچ گیا تو وہ انتہا سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ تم جو دنیا کے تمام مفتوح عرب ممالک مین آج اُن کی نسلون کو آباد دیکھتے ہو اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ جہان جاتے وہین کے ہو جاتے۔ اور گویا واپس آنے کے لیے جاتے ہی نہ تھے۔
یہی طرز عمل اس فوج کشی مین عبدالرحمٰن سے ظاہر ہوا۔ اکوئی طانی کو فتح

کر کے اُسے آگے کی دُھن بندھ گئی۔ وطن۔ اعزا۔ اقارب۔ دوست۔ احباب۔ سب کی یاد کو لوح دل سے مٹا کے دولت سے لدے پھندے سپاہیون کو بہ جبر ہنکاتا ہوا آگے بڑھا۔ اور بڑھتا ہی چلا گیا۔ اور چونکہ اقبال ساتھ تھا اس لیے جس علاقہ اور جس شہر کی طرف رخ کیا وہ سر اطاعت جھکائے بہ ادب نذرانۂ فتح پیش کر رہا تھا۔

بورڈو کو فتح کرنے کے بعد علاقہ ہائے پیری غورد اور لیموسین کے تمام شہرون کو لوٹا۔ اور سابق کی حاصل کی ہوئی دولت پر بہت کچھ اضافہ کر کے علاقۂ انطونیا مین گھسا۔ یہان پہونچ کے اور فرانسیسی فوجون کو منتشر اور وطنی قوتون کو مضطر و مضطرب دیکھ کے اپنی فوج کو مختلف حصون پر تقسیم کر کے جدا جدا افسرون کے ماتحت کیا۔ اور ہر طرف کے شہرون اور علاقون مین اُنھین پھیلا دیا۔ چنانچہ عربی سپاہی مشرق سے مغرب تک تمام بلاد فرانس مین پھیل گئے۔ اور جس شہر پہ پہونچے اُسے پہلے ہی حملے مین مطیع و تابع فرمان بنا لیا۔

اس تاخت و تاراج نے سارے فرانس مین آفت مچا دی۔ امرا اور دولتمند گھر بار چھوڑ کے دوسرے ملکون اور شمالی علاقون کی طرف بھاگے جاتے تھے اور وہان کے صاحب تاج و تخت فرمان رواؤن سے پناہ مانگتے تھے۔ بہر حال سارے ملک مین ایک بیقراری پھیلی ہوئی تھی۔ اور ہر زبان سے یہی صدا بلند تھی کہ اگر عربون کی رفتار نہ روکی گئی تو سارا ملک اُن کی جولان گاہ بن جائے گا اور ساری قوم اُن کی غلام ہوگی۔

اس کے ساتھ یہ تھا کہ مسلمانون اور بربرون مین سے ہر ہر سپاہی نے لوٹ لوٹ کے اپنے ساتھ اتنا خزانہ جمع کر لیا تھا کہ اُس کا حفاظت سے لے جانا دشوار تھا۔ اور چونکہ وہی اُن کا سرمایۂ زندگی تھا اس لیے اُنھین سب سے زیادہ فکر اُسی کے حفاظت سے رکھنے کی تھی۔ اس عزیز اور قیمتی بوجھ نے اب مسلمانون کی رفتار اُسی طرح کم کر دی تھی جس طرح چلنے مین ایک عیش پرست موٹا اور بھدا آدمی دُبلے پتلے جفاکشون سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ مگر عبدالرحمن کی اُولوالعزمی اس کی مطلق پروا نہ کرتی تھی۔ اور اپنے لدے پھندے سپاہیون کو بلا لحاظ اُن کی

رضامندی کے یا بغیر اس کے کہ اُن کی حالت کا اندازہ کرے برابر آگے بڑھاتا لیے چلا جاتا تھا۔

آخر جاتے جاتے وہ علاقہ ہائے پوا طو۔ مارش۔ بیری۔ پر بھی قابض و متصرف ہو کے صوبۂ طورین مین جا پہونچا۔ اور آدھی سے زیادہ مملکت فرانس اُس کے قبضے مین تھی۔ ہسپانیہ مین ان فتوحات کی خبرون پر خوشیان منائی جا رہی تھین اور مسیحی دنیا کو یقین ہوتا جاتا تھا کہ مملکت ہسپانیہ کی طرح سارا ملک فرانس بھی خلافت اسلامی کی قلمرو مین داخل ہوا چاہتا ہے۔

یہان یہ سب ہو رہا تھا اور خون کی ندیان بہ رہی تھین۔ مگر افریقہ مصر اور خاص دار الخلافت دمشق مین کسی کو خیال بھی نہ تھا کہ ہمارا ایک والی یا سپہ سالار کتنی بڑی اُلو العزمی کا کام کر رہا ہے۔ اور اُس کی یہ مہم کس قدر اہمیت رکھتی ہے۔ وزرائے دربار خلافت مین یہ واقعات ایک سرحدی جد و جہد سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے۔ اس لیے وہان اس کی ضرورت نہ سمجھی گئی کہ تازہ دم فوج بھیج کے عبد الرحمن کی قوت بڑھائی جائے۔ یا اس مہم کو جبکہ شروع کر دی گئی ہے تو کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہونچایا جائے۔

بلکہ بخلاف اس کے عبیدہ والی افریقہ جو عبد الرحمن کا افسر بالا دست تھا اُس کی فتحون اور کامیابیون کو حسد کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ چنانچہ اُسے ایک بار خبر پہونچی کہ عبد الرحمن کو فرانس کے کسی شہر مین خالص سونے کی ایک مرصع چیز ملی جو نہایت قیمتی تھی۔ اور عبد الرحمن نے کمال سادگی و بے پروائی سے اُسے توڑ کے اور ٹکڑے کر کر کے مستحق مجاہدون مین بانٹ دیا۔ یہ حال سنتے ہی عبیدہ بہت بگڑا اور عبد الرحمن کو دھمکی دی کہ "تم نہایت ہی بیباکی سے شاہی حقوق کو پامال اور مال غنیمت کو غارت کر رہے ہو۔ وہ قیمتی چیز اس قابل تھی کہ امیر المومنین کی نذر کی جائے۔" اس کے جواب مین عبد الرحمن نے لکھا کہ "زمین خدا کی ہے۔ اور مال غنیمت مجاہدون کا۔ لہذا مجھے کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ وہ خدا کی دی ہوئی نعمتون سے کیون محروم کیے جائین۔" عبیدہ نے اس کی رپورٹ دمشق مین کر دی۔ اور کیا عجب کہ وہان سے سخت تہدید کے ساتھ اُس پر عتاب ہوتا۔ لیکن اُسے

شوق جہاد اور ذوق شہادت مین اس کی مطلقاً پروا نہ تھی برابر فتح کرتا اور بڑھتا ہی چلا جاتا تھا۔

بیسوان باب

مظلوم عشق کی خوننابہ افشانی

مفرورین فرانس اب بھاگ بھاگ کے شمالی فرانس مین جمع ہو کے خائف تھے کہ عربون کا لشکر یہان بھی آ پہونچا تو بھاگ کے کہان جائین گے؟ یہان سب سے زبردست فرمان روا شاہ فرانس تھیبری تھا۔ اگرچہ اُس کی قوت فرانس کے اور ڈیوکون کے دیکھتے زیادہ زبردست تھی مگر اُسے عربون سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا۔ شاہ یودیز جس کی نسبت مسلمانون کا خیال تھا کہ رُومی غالہ کی لڑائی مین مارا گیا وہ زندہ تھا۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین وہ اپنے آپ کو مایوس و بے دست و پا دیکھ کے دریا کے راستے سے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ اپنا سے زمانہ سے وہ اس درجہ خائف تھا کہ تن تنہا ایک چھوٹی سی کشتی پر بیٹھا۔ اور تن بہ تقدیر اسے دریا کے دھارے پر ڈال دیا۔ دریاے غرونہ نے چند گھنٹون کے اندر سمندر مین پہونچا دیا۔ اور خلیج بسکے کی بے رحم موجین کشتی کو تھپیڑے دے دے کے نشیب و فراز عالم کا تماشا دکھانے لگین۔ اُسے اب نہ زندگی کی آرزو تھی اور نہ جی بچنے کی امید۔ مگر زندگی تھی اور اُسے ابھی دنیا مین بہت کچھ کرنا تھا۔ کشتی ہر مصیبت سے بچتی ہوئی فلانڈرس کے سواحل پر پہونچی۔ اور ڈبونے کی کوشش مین ہاری ہوئی موجون نے ایک رات کو اُسے خشکی پر پھینک دیا۔

پانی سے نکل کے خشکی پر گیا۔ اور سکون پاتے ہی ایک صاف چٹان پر پڑ کے سو گیا۔ صبح کو چند مچھلی والون نے آ کے جگایا۔ اور اُس کی حالت پر ترس کھا کے حال پوچھا۔ اُن کی زبان سے وہ سمجھ گیا کہ شمالی فرانس کی سرزمین ہے۔ مگر احتیاطاً پوچھا "یہ کون ملک اور کس کی قلمرو ہے؟" انھون نے بتایا کہ شاہ پے پن کے بیٹے شاہ چارلس کا علاقہ اور فلانڈرس کا ملک ہے۔ اور دوبارہ اس کے حال کے جویا ہوئے دل مین کہا "چارلس! آہ بری قسمت! ایک دشمن سے بچایا تو دوسرے دشمن کے

حوالے کر دیا! شیر کے منھ سے نکال کے اژدھے کے منھ مین! خیر جو قسمت دکھائے گی دیکھون گا؟
اور دل مضبوط کرکے اُن لوگون سے کہا" ایک تباہ حال تاجر ہون۔ جہاز پر مال لے کے
آنگل تیر (یا انگلستان) سے چلا تھا کہ فرانس مین آکے سوداگری کرون۔ جہاز ڈوب گیا
مال و اسباب سمندر کی نذر ہوا اور مجھے ایک تختے نے یہان لاکے پھینکا ہو کہ فرانس
اور فلانڈرس کے شہرون مین بھیک مانگون"
ایک مچھلی والا۔ تمھاری زبان سے معلوم ہوتا ہو کہ اکوئی طانی کے رہنے والے ہو۔
اگر وہان سے آئے ہو تو کسی پر ظاہر نہ کرنا ورنہ پکڑ لیے جاؤ گے۔ ہمارے بادشاہ کا حکم ہو
کہ اکوئی طانی کا کوئی آدمی اُن کے ملک مین قدم نہ رکھنے پائے"
یوویز" خوش نصیبی سے مین وہان سے آتا بھی نہین ہون۔ رہنے والا وہین کا ہون مگر
مدت ہوئی وطن سے سروکار نہین رہا"
مچھلی والا" یہ بھی کسی کو نہ بتانا کہ وہان کے رہنے والے ہو"
یوویز" مین تمھاری عنایت کا شکرگزار ہون۔ اور کسی سے نہ کہون گا" اسکے بعد
کمر ٹٹولی تو گوشت کے سوکھے ٹکڑے جو باندھ لایا تھا قریب ختم ہو گئے تھے۔
اُن سے کچھ کھانے کو مانگا۔ انھون نے ایک روٹی اور تھوڑی سی چھوٹی مچھلیان دین
جنھین اپنے ہاتھ سے پکا کے کھایا۔ اور سوچنے لگا کہ" اب کیا کرون؟ اور کہان
جاؤن؟"
جس فرمان روا کی سرزمین پر ہو وہ اُس کا جانی دشمن اور خون کا پیاسا ہو۔
چارلس کے آبا و اجداد کبھی فرانس کے زبردست بادشاہ تھے۔ اور پیرینیز سے
جرمنی تک اُن کی سطوت کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ لیکن چند روز بعد یہ نسل
اسقدر کاہل اور بزدل ہو گئی کہ اُسکے آخری تاجدار سوا گھر مین پڑے رہنے کے
کبھی میدان جنگ کی صورت بھی نہ دیکھتے تھے۔ اُنھین اپنی مہ جبین دلرباؤن کی
صحبت سے فرصت نہ ملتی۔ اور ملک کے تمام صوبہ دار اور والی باغی و سرکش ہو گئے
تھے۔ آخر صرف کومپانیا کا چھوٹا ضلع تو اُن کے قبضہ مین رہ گیا باقی سارا ملک
اُن عہدہ دارون کا ہو گیا جو اسی خاندان کے مقرر کئے ہوئے تھے۔ پیپن کی یہ
یہ حالت تھی کہ موٹاپے کے باعث گھر کے باہر نہ نکل سکتا۔ اور سال مین صرف ایک بار

ایک بیلون کی تہ پر بیٹھ کے باہر آتا - اور اُسی پر بیٹے لیپٹ نے کوتوال یا لارڈ میر کے تقرر کی منظوری دے دیتا -

اُس کا وارث سوا ایک ولدالحرام لڑکے چارلس کے کوئی نہ تھا - اُمرا ے شہر نے اُسی کو تخت نشین کر دیا - تاکہ پرانے شاہی خاندان کی نسل فنا نہ ہونے پائے - چارلس اپنے باپ دادا کے خلاف بڑا ہوشیار ذہین اور بہادر تھا - اس کے ساتھ اس مین انتظامی قابلیت بھی ایسی اعلی درجہ کی تھی کہ ایک ہی سال کے اندر کوتم پانیا کی ساری رعایا کو اپنا جان نثار بنا لیا - پھر اچھے اچھے بہادر شہسوار اور پہلوان اپنے دربار مین جمع کیے - اور کافی قوت پیدا کر کے آزاد شدہ سرکش صوبون کو پھر مطیع فرمان بنانے لگا - اور سب صوبے تو دوبارہ اُس کے تابع فرمان ہو گئے مگر شاہ اکوئی طانی نے مخالفت کی - اور دونون مین لڑائی چھڑ گئی - اس لڑائی مین یودیز کو محض اپنی بیٹی مینہ کی وجہ سے کامیابی ہوئی - اور چارلس اُس کا کچھ نہ بگاڑ سکا -

یہ عداوت اب تک چلی جاتی تھی - اور اب کوشش کر کے چارلس نے پھر قوت پیدا کر لی تھی کہ جس طرح بنے یودیز کو اپنا مطیع فرمان بنائے - اِس کی یودیز کو فکر تھی - مگر اب ابن ابی یسعہ کے ساتھ مینہ کی شادی ہو جانے سے اس کے دل مین خیال پیدا ہوا تھا کہ عربون کی مدد سے مین چارلس کو پوری شکست دے کے اُس کے تمام مملکت پر قبضہ کر لون گا - اور سارے فرانس کا بادشاہ ہو جاؤن گا -

لیکن قسمت نے پانسہ پلٹ دیا - وہ عربون کی دوستی و قرابت ہی اُسکی تباہی کا باعث ہو گئی - اور قسمت نے اُسے خاص چارلس کی قلمرو مین لا ڈالا جس سے سوا دشمنی کے کسی قسم کی ہمدردی کی امید نہین - تاہم دل مضبوط کر کے اُس نے شہر کوتم پانیا کی راہ لی - اور چند ہی روز مین وہان پہونچ کے ایک نائٹ سے دوستی پیدا کی - اپنے آپ کو بھی سینٹ ڈنس کے گروہ کا ایک نائٹ بتایا - اور چونکہ فنون جنگ اور آداب سپہگری سے بخوبی واقف تھا اس نائٹ کو اپنے کمالات شجاعت کا گرویدہ بنا لیا - اُس نائٹ نے لیجا کے شاہ چارلس سے ملایا جو ہمیشہ بہادرون کی تلاش مین رہا کرتا تھا - اور تجربہ کار سپاہیون کی بڑی قدر کرتا تھا - اس نے فنون جنگ مین یودیز کا امتحان لیا - اور ہر فن مین باکمال پاکے اپنے دربار کے مخصوص نائٹون مین شامل کر لیا -

اب یودیز ہر وقت چارلس کی صحبت مین رہتا۔ اور روز بروز اپنا حلیہ اور اپنی وضع بدلتا جاتا تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ ایک دن چارلس صبح سے دوپہر تک فوجی ورزشون مین مصروف رہا۔ اور جب بالکل تھک گیا تو یودیز سے کہا "آج مین بہت خستہ ہوگیا۔ اب ہم چل کے کھانا کھائین گے تو حواس درست ہون گے"۔ یودیز نے مسکرا کے کہا "مگر میری سمجھ مین نہین آتا کہ آپ اس قدر محنت کیون کرتے ہین؟ شمال کے جرمنی دشمنون کو آپ نے شکست دے ہی دی۔ تمام صوبے سرکشی سے دست بردار ہو کے آپ کے فرمان بردار ہوگئے۔ ایک یودیز باقی تھا اُس کا عربون کے ہاتھ سے خاتمہ ہوگیا"۔

چارلس "سپاہی کو ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ خدا جانے کب اور کیا ضرورت پیش آجائے؟"

یودیز "آپ کو تو جنگی تیاری کی اس قدر فکر ہے۔ مگر شاہ تھیری کو ذرا بھی فکر نہین حالانکہ عرب لوگ اُس کی مملکت کے قریب پہونچا چاہتے ہین"۔

چارلس "عرب کیا برابر بڑھ رہے ہین؟"

یودیز "لوگون سے تو یہی سنتا ہون"۔

چارلس (حیرت سے) "اور تھیری کو فکر نہین! افسوس یہ فتنہ مشرق کی طرف سے اُٹھا تھا اور ہمارا خیال تھا کہ بغیر قسطنطنیہ اور رومہ کو پامال کیے ہم تک نہ پہونچ سکے گا۔ مگر پہونچ ہی گیا ہم مشرق کی طرف دیکھتے رہ گئے اور یہ لوگ بغلی ڈوب کے مغرب کی طرف سے نمودار ہوئے اور سارے ہسپانیہ پر قبضہ کر لینے پر بھی خاموش نہین بیٹھتے"۔

یودیز "اُنھون نے ملک گیری کو تو ایک بہانہ بنا لیا ہے۔ اصل مین اپنا دین پھیلانا چاہتے ہین۔ وہ ملک ہی نہین چاہتے ہمارا دین وایمان بھی چاہتے ہین"۔

چارلس "تو کیا اُن کی کوئی روک نہین ہو سکتی؟"

یودیز "روکے کون؟ ہسپانیہ والے پامال ہوگئے۔ آپ کے دشمن یودیز نے پہلے مقابلہ کیا۔ جب یون زور نہ چلا تو بیٹی دے کے دوستی پیدا کر لی۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ بیٹی بھی ہاتھ سے گئی اور ملک بھی گیا۔ اور دوسرے لوگ اُس کا انجام دیکھ کے ڈر گئے"۔

چارلس "یہی حال ہے تو وہ لوگ یہان تک بھی پہونچ جائین گے۔ مجھے اکوئی طانی کی تباہی کا بڑا صدمہ ہوا۔ مین یودیز کا دشمن نہ تھا۔ بلکہ اگر وہ مجھ سے مدد مانگتا تو بڑا زبردست لشکر اُس کی کمک کو بھیجتا۔ مگر اُسے گوارا ہی نہ تھا کہ مین یا میرے سپاہی اُس کے ملک مین جائین

میری فقط اتنی خواہش تھی کہ اگلے زمانے کی طرح وہ میری ماتحتی کو قبول کرلے۔ اور یہ میرا حق تھا مگر اُس نے خیال نہ کیا۔ اور اپنی زندگی خراب کی۔ لیکن جس طرح بنے اِن عربون کو روکنا چاہیئے"

یودیز" ابھی تو اُن سے شاہ تھیری سے سابقہ پڑے گا۔ پھر اس کے بعد آپ کی نوبت آئے گی"

چارلس" بجاے اس کے کہ ہم اُن لوگون کے یہان تک پہونچنے کا انتظار کرین ضرورت ہو کہ تھیری کی مدد کرین"

یودیز" مگر جب شاہ تھیری بھی لڑنے کا ارادہ کرے؟ وہ کمک کا خواستگار ہی نہین تو آپ کس کی کمک کرین گے؟"

چارلس"۔ چلو ہم اُس سے ملین اور اُسے لڑائی پر مجبور کرین۔ وہ میرا مطیع ہو۔ اور اُس کا فرض ہو کہ میرا حکم مانے"

یودیز" اس طرح دباؤ ڈالنے کا یہ انجام نہ ہو کہ وہ عربون سے مل جائے۔ اور اُن کو ساتھ لے کے خود آپ پر حملہ کر دے۔ ایسے کمزور دل کے لوگ اکثر ایسی حرکت کرگزرتے ہین"

چارلس" تو مین حاکم کی حیثیت سے نہین بلکہ دوست بن کے اُسے سمجھاؤن گا۔ کیا وہ یہ نہ سمجھے گا کہ عربون کے روکنے ہی مین ملک اور مذہب کا بچاؤ ہو۔ ورنہ ہم سب اُن کے غلام ہو جائین گے؟"

یودیز" مجھے تو امید نہین۔ مگر شاید آپ کے سمجھانے سے سمجھ جائے۔ بہر حال آپ کے وہان چلنے مین فائدہ ہی ہے"

یودیز نے عربون کی جو حالت بیان کی تھی اُس نے چارلس کو بہت ہی خوف زدہ کر دیا تھا۔ اور وہ آمادہ ہو گیا تھا کہ عربون کے روکنے مین اپنی جان تک دے دینے مین دریغ نہ کرے۔ چنانچہ اسی قومی اور دینی مہم کو اپنی زندگی کا مقصد اصلی قرار دے لیا۔ اور دوسرے ہی دن یودیز نے بہت سے ہمراہی نائٹون کو لے کے تھیری کے دارالسلطنت کا قصد کر دیا۔ اور ایک ہفتہ کے اندر وہین تھا۔ شاہ تھیری نے بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اور ملاقات کے وقت اُسکی بہادری مستعدی اور بیدار مغزی کی بے انتہا تعریف کی۔ چارلس نے کہا" اگر عربون کو نہ روکا جائے تو ساری بہادری بیکار ہو۔ اور اُن کی غلامی سے

مر جانا بہتر ہو"

تھیری (نظر نیچی کر کے) "مگر اُن سے مقابلہ کرنے کی کس مین تاب ہو؟ ہسپانیہ والون نے مقابلہ کیا اور فنا ہو گئے۔ یوویز نے اُن کا مقابلہ بھی کیا اور اُن سے صلح بھی کی اور دونون طرح اپنی قسمت کو آزما لیا۔ انجام یہی ہوا کہ وہ اور اُس کی سلطنت خاک مین مل گئی۔ اب اور کوئی مقابلہ کر کے کیا بنا لے گا؟"

چارلس "تقدیر مین جو ہونا ہو ہو گا مگر ایسے دشمنان دین کے مقابلے مین بزدلی دکھانے سے بھی بڑا کوئی عیب نہین ہو"

تھیری "عیب ہو یا ہنر مگر کوئی تقدیر سے نہین لڑ سکتا"

چارلس "ہان مین لڑون گا۔ دین کی توہین۔ عزت و شرافت کا خاتمہ۔ ملک کی تباہی۔ قوم کی بربادی۔ ہمارے بچون اور ہماری عورتون کا بے دینون کی لونڈیان بننا بھلا برداشت کے قابل چیزین ہین؟ ہمین ان جری لٹیرون اور دین کے بے باک دشمنون سے باہم مل کے ایک زبردست مقابلہ کرنا چاہیے۔ اور اگر ہم جان بازی کو تیار ہو گئے تو خدا ہماری مدد کرے گا"

تھیری "آپ اس قدر مصر اور لڑائی پر آمادہ ہین تو مین صاف صاف آپ سے کہے دیتا ہون کہ مین اپنی فوج اور اپنے ملک مین اُن کے مقابلے کی طاقت نہین پاتا۔ دل مین ارادہ کر چکا تھا کہ اُن کی اطاعت قبول کر لون گا۔ لیکن آپ ایسی مستعدی سے لڑائی کو تیار ہین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ خاموش بیٹھ کے آپ کی کارروائی کا انتظار کرون گا"

چارلس "یہ نہین ہو سکتا۔ آپ کو ہمارا ساتھ دینا ہو گا۔ اور آپ کی فوج ہمارے ساتھ میدان مین جائے گی۔ اگر آپ نے ذرا بھی پہلوتہی کی تو فرانس کے تمام چھوٹے چھوٹے کونٹ اور حکمران الگ الگ ہو جائین گے۔ حالانکہ مین چاہتا ہون کہ سارا فرانس اُٹھ کھڑا ہو۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ جان دینے کو تیار ہو جائے۔ اور سارے کونٹ امرا۔ اور نائٹ ہمارے جھنڈے کے نیچے ہون"

تھیری "اگر آپ ایک میدان مین بھی عربون پر غالب آ گئے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ سارا ملک آپ کا ساتھ دے گا۔ لیکن اگر آپ یہ چاہین کہ کامیابی سے پہلے

لوگ آپ کا ساتھ دین تو یہ بہت دشوار ہے"
چارلس " اس دشواری کو مین آسان کر لون گا۔ مگر آپ اپنی کہیئے کہ ہمارا ساتھ دیجیئے گا یا نہین؟"
تھیری "۔ آپ عربون سے ابھی دور ہین۔ پہلا سابقہ مجھ ہی کو پڑنے والا ہے۔ اور اب اُن سے جو پہلی لڑائی ہوگی میرے علاقے مین اور میری سرزمین پر ہوگی۔ لہذا اگر فتح ہوئی تو اُس سے نفع اٹھانے والے آپ ہون گے اور اگر شکست ہو گئی تو آپ بھاگ کے اپنے ملک مین ہو رہین گے اور آئی گئی مجھ پر ہو جائے گی"
چارلس " مین بھاگنے کے لئے مقابلہ نہ کرون گا۔ اگر فتح نہ ہوئی تو میدان مین اپنی جان دے دون گا"
تھیری " یہ کون کہہ سکتا ہے کہ کیا واقعہ پیش آئے گا۔ فتح شکست اور مرنا جینا خدا کے اختیار مین ہے۔ لیکن آپ اگر قطعی طور پر لڑائی کیلئے آمادہ ہین اور مجھے بھی اپنے ساتھ لینا چاہتے ہین تو مجھ سے آپ وعدہ کیجیے کہ آخر تک میرا ساتھ نہ چھوڑین گے۔ اور ایسا نہ ہوگا کہ رنگ بگڑتا دیکھتے ہی مجھے چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہون۔ اس پر مجھ مین آپ مین ایک تحریری معاہدہ اور قول وقسم ہو جائے"
چارلس " اس کے لیے مین خوشی سے تیار ہون"
تھیری " یہ بھی وعدہ کیجیے کہ جیتنے کی صورت مین اکوئی طانی کا ملک آپ مجھے دے دین گے"

یودیز ان باتون کو سُن رہا تھا۔ تھیری کے یہ الفاظ سنتے ہی بولا" یودیز کو مین ڈھونڈھ لاؤن گا۔ اور ہمارے شاہ چارلس کا ارادہ ہے کہ اُس کا ملک فتح کر کے اُسی کو دے دین"
چارلس " ہان مین یہ ملک اُسی کو دون گا اور وہ نہ ملا تو اس کا جو وارث ہوگا اُسے دون گا۔ آپ کے ساتھ یہی سلوک کیا کم ہے کہ مین آپ کے ملک کو عربون سے بچا دون گا؟"
تھیری "۔ خیر مین اس پہ بھی راضی ہون۔ لیکن مین ابھی سے کہے دیتا ہون کہ میری فوج اور میری رعایا آپ کے ساتھ جائے گی مین اپنی ذات سے بظاہر الگ ہے

رہون گا۔"

چارلس" یہ بھی مجھے منظور ہی" اِس کے بعد تھیری کے اطمینان کے موافق قول و قسم اور معاہدہ ہوا۔ اور چارلس نے سارے علاقۂ فرانس مین دورہ شروع کیا کہ ہر شہر اور ہر گاؤن کے لوگون کو عربون کے مظالم سے آگاہ کر کے اُنھین اُبھارے اور لڑائی پر آمادہ کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ عربون کی نقل و حرکت کا حال بھی معتبر اور ہوشیار جاسوس بھیج بھیج کے دریافت کرتا رہتا تھا۔

چنانچہ اُسے معلوم ہوا کہ لشکر عرب بڑھتا ہی چلا آتا ہی۔ ملک کو کمزور اور حکمرانون کو خائف و ترسان دیکھ کے اُن کے سردار مشرق سے مغرب تک پھیل گئے ہین۔ اور اُن کا لشکر بیسیون حصون مین بنٹ کے منتشر ہو گیا ہی۔ لیکن سب سے بڑا اور اصلی لشکر خود امیر ہسپانیہ عبد الرحمٰن کے زیر علم ہی۔ جو لوگ شہرون اور قریون کو لوٹتے لوٹتے بڑے مالدار ہو گئے ہین۔ ہر ہر سپاہی کے پاس ہزارون لاکھون کی دولت ہی۔ اور لوٹ لوٹ کے اُنھون نے اتنا سامان جمع کر لیا ہے کہ اُس کا لے چلنا دشوار ہی۔ وہ اب سپاہیون کی طرح نہین بلکہ دولت مند اور غنی تاجرون کی طرح آ رہے ہین۔ اور اُن کے لشکر قیمتی سامان عیش سے لدے پھندے قافلے بن گئے ہین۔ جن کی اُٹھانے اور لادنے کی فکر اُنھین سب سے زیادہ رہا کرتی ہی۔

اِن خبرون نے اُس کا حوصلہ بڑھا دیا۔ اور چپکے ہی چپکے اُس نے ایک زبردست لشکر مرتب کرنا شروع کر دیا۔ جو مختلف گاؤن اور شہرون مین اس طرح تیار ہو رہا تھا کہ دشمن تو دشمن خود چارلس کے ساتھیون کو بھی اندازہ نہ تھا کہ چارلس نے اپنی کوشش سے کتنی خلقت عظیم کو جانباز سپاہی بنا دیا ہی۔

اکیسوان باب

قسمت کا آخری فیصلہ

خزان گزر گئی۔ برفباری موقوف ہوئی۔ پیرے نیز کے راستہ کھُل گئے۔ اور اکوی طانی کے فاتح عرب جو جنوبی فرانس مین مشرق سے مغرب تک پھیل کے

ٹھر گئے تھے کہ سردی کم ہو تو آگے قدم بڑھائیں اُن مین پھر حرکت پیدا ہوئی۔ درختون مین کونپلین اور کوپلون مین کلیان آنا شروع ہوئین۔ نسیم کے خوشگوار جھونکے مسرور قاصد بہارین کے بیرے نبز سے مملکت فرانس مین آئے۔اور آمد بہار کا مژدہ سنانے لگے۔

عبدالرحمن بن عبداللہ کلبی اپنے ایک زبردست لشکر کے ساتھ شہر پوئیجس مین تھا۔ جاڑون کا موسم اُس نے یہین بسر کیا تھا اور اب آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ایک دن صبح کو ابن ابی یسعہ کے قاتل عدی بن زیان نے آکے کہا "مین سنتا ہون کہ ہماری فوج کے بہت سے لوگ وطن واپس جانا چاہتے ہین کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم لوگ گھر جانے کے بعد پھر واپس آکے آگے بڑھین؟"

عبدالرحمن "مین تو نہین سمجھتا کہ ہمارے عربی نژاد لوگون مین اتنی سُستی اور حماقت پیدا ہو گئی ہو کہ فضول آمد و رفت مین تضیع اوقات کرنا پسند کرین۔ مقابلہ کے لیے کوئی زبردست دشمن نظر نہین آتا۔ ہمارے خوف سے دل دہلے ہوئے ہین۔ اور سارے ملک پر ہماری ہیبت چھا گئی ہے۔ ایسے بہترین موقع کو چھوڑ دینا کسی کے نزدیک قرین قیاس نہین ہو سکتا"

عدی "مگر ہمارے بعض جاسوس تو خبر لائے ہین کہ شمالی فرانس کا ایک فرمان روا ہمارے مقابلہ کا سامان کر رہا ہے۔ اور فوجین جمع کرتا پھرتا ہے"

عبدالرحمن "اونھ! وہ کیا کر لے گا؟ یہان اکوٹین سے زیادہ زبردست سلطنت کوئی نہین ہے اور اُسے ہم نے فتح کر لیا"

عدی "مگر ہمارے سپاہیون کے پاس مال و دولت کا بوجھ بڑھ گیا ہے۔ اسے لے کے چلنا دشوار ہے"

عبدالرحمن "کتنا ہی بوجھ ہو باربرداری کا سامان ہم آسانی سے کر سکتے ہین۔ اور آج تک کبھی اس کام مین مشکل نہین پیش آئی۔ یقین جانو کہ یہ لوگ ہمارا کچھ نہین بگاڑ سکتے۔ ہمارے چھ سات سردار کافی فوج کے ساتھ مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہین۔ دشمن جدھر سے آئین گے روکے جائین گے۔ اور کسی زبردست دشمن کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو پندرہ دن کے اندر سب آکے

مجھ سے مل جائیں گے۔ اور ہمارے اتنے بڑے لشکر کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اِن لغو وہموں سے میں جہاد سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔"

عدی " اگر آپ نے یہی قطعی ارادہ کر لیا ہے تو پھر ہمارے لشکر کو آگے بڑھنا چاہیے۔"

عبدالرحمٰن " اب ہمیں شاہ تھیری کے علاقے پر حملہ کرنا ہے۔ مگر حملے سے پیشتر اسے اطلاع دے دینا ضروری ہے کہ دین اسلام قبول کرو۔ یا اطاعت قبول کر کے ہمیں جزیہ دو۔ اور نہیں تو لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

عدی " تو اسے فوراً اطلاع دے دینی چاہیے۔"

عبدالرحمٰن " میں آج ہی اپنے قاصد کو اُس کے پاس روانہ کر دوں گا۔" یہ کہتے ہی اُس نے اپنے قاصد کو ایک خط دے کے تھیری کے پاس بھیج دیا۔ اور اُس کی روانگی کے تیسرے دن لشکر آگے بڑھایا۔ اور تمام سرداروں کو حکم بھیج دیا کہ لشکر بڑھائیں۔

اب وہ شہر طورس کے قریب پہونچ کے دریا سے لوار سے اُترنے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ ناگہان خبر آئی دشمن کا ایک بہت بڑا زبردست لشکر آ پہونچا جس کا شمار اور اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سُن کے عبدالرحمٰن متحیر ہو گیا اور مخبروں سے کہا تُم نے پیشتر پتہ نہ لگایا۔ جب وہ لوگ ہمارے سر پر آ گئے تو تمھیں خبر ہوئی؟"

ایک جاسوس " حضور۔ اس سے پہلے اِن لوگوں کا کہیں پتہ نہ تھا۔ کسی شہر اور گاؤں میں یہ لوگ نہیں گزرے۔ اور سارا ملک بیخبر رہا۔ اتنا سنا گیا تھا کہ شاہ چارلس لشکر جمع کر رہا ہے جس کی خبر ہم نے حضور کو پہونچا بھی دی تھی۔ اس سے زیادہ حال اس لشکر کا فرانس کے شہروں میں بھی کسی کو نہیں معلوم ہو سکا۔ معلوم ہوتا ہے یہ لوگ پہاڑوں میں چھپے چھپے آئے ہیں۔ اور کوشش کرتے رہے ہیں کہ اُن کے نقل و حرکت کی کسی کو خبر نہ ہوا کرے۔"

عبدالرحمٰن " خیر۔ انشاءاللہ جہاد کا ایک اچھا میدان ہاتھ آئے گا۔ مگر اب مجھے اپنے تمام افسروں اور فوجوں کو بلا کے یہاں جمع کر لینا چاہیے۔ ہم اسی دریا کے کنارے ٹھہر کے دشمنوں کو روکیں گے۔ اور جب ہمارا سارا لشکر جمع ہو جائے گا تو پار اُتر کے مقابلہ کریں گے۔" یہ کہتے ہی اُس نے چاروں طرف اپنے سوار دوڑا لئے

اور کل افسرون کو حکم بھیج دیا کہ فوراً لوآر کے کنارے آکے ہمارے ساتھ جمع ہون۔
اس کے علاوہ آج ہی اُس نے پڑاؤ کو لڑائی کے لئے درست کیا۔ ہمراہی سردارون کو بلا کے سمجھایا کہ "تمام سپاہیون کو لڑائی کے لیے تیار کردین۔ اور سمجھادین کہ بس یہی ایک معرکہ ہو۔ اس میدان کو مار لیا تو پھر سارا فرانس ہمارا ہو۔ نہ کوئی دوسرا لشکر جمع ہوسکے گا۔ اور نہ کسی کو ہمارے مقابلے کی جرأت ہوگی۔ اور اسی لڑائی پر خاتمہ ہو"۔
انھین انتظامون مین شام ہوگئی۔ اور سب لوگ دعا وعبادت مین مصروف ہوئے۔ اور شب گشت کرنے والی فوجون کے بھروسے پر اپنے خیمون مین پڑ کے سو گئے۔ حسب اتفاق رمضان کا مبارک مہینہ تھا۔ اور اکثر لوگ روزہ دار تھے۔ جنھون نے سفر کو روزہ شکنی کا بہانہ قرار دینا نہین پسند کیا۔ سحر کے وقت لشکرگاہ اسلام مین پھر چہل پہل ہوگئی۔ اور اُس کے بعد سب نے عبادت ونوافل ہی مین صبح کردی۔
عبدالرحمن کو اس رات صبح تک نیند نہ آئی۔ اُسے اس بات کا تردد تھا کہ دشمنون کی اتنی بڑی یورش ہو اور ہمارا لشکر دور دور تک پھیلا ہوا ہو جس کا فوراً جمع ہوجانا دشوار ہو۔ تاہم دل مضبوط تھا۔ اور اپنی فتح کا یقین کامل تھا۔ صبح کو لشکر کے ساتھ اوّل وقت مین نماز فجر ادا کرکے رات کے جاگے ہوئے سپاہی سونے کی تیاریان کر رہے تھے کہ ناگہان خبر آئی دشمن راتون رات دریائے لوار کے اِس پار اُتر آئے۔ اور اب اُن کی کوئی روک نہین ہو۔ اس خبر نے عبدالرحمن کو بہت پریشان کردیا۔ اب اُسے یہ اندیشہ تھا کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ چارون طرف سے راستہ روک دین۔ اور ہماری فوجین جو ہر طرف سے سمٹ کے آنے والی ہین ہم تک نہ پہونچ سکین۔
تاہم اُس نے ہزارون سپاہیون کو لگا دیا کہ عربی لشکرگاہ کے گرداگرد خندق کھودین تاکہ اگر دشمن حملہ کردے تو ہم اطمینان سے مقابلہ کرسکین۔ خندقون کا کھودنا شروع ہی ہوا تھا کہ مسلمانون کے داہنے بائین دونون جانب سے فرانسیسی فوج کے جھنڈے دکھائی دیے۔ جو آگے بڑھتے چلے آتے تھے۔ اور اُن کے بوق وقرنا اور طبل دامنون

کا شور چارون طرف کی فضا مین گونج رہا تھا۔

عبدالرحمن نے بھی لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا۔ اور بہادران ہسپانیہ و عرب اپنی خندقون کے اندر صفین باندھ کے کھڑے ہو گئے۔ عبدالرحمن لباس جنگ پہن کے اور گھوڑے پر سوار ہو کے اُن کے سامنے آیا۔ اور یہ تقریر کی" بہادران عرب! اور دلدادگان اسلام! یہی آزمایش کا وقت ہے۔ ناموری۔ عزت۔ دولت اور سب سے بڑھ کے شہادت اور خداوند جل و علا کی خوشنودی تمھاری شجاعت واسطہ سے وابستہ ہے۔ اس گھڑی تک تم برابر کامیابی اور فتحمندی سے دشمنون کو پامال کرتے چلے آئے۔ اور اُس سرزمین مین کلمۂ توحید اور تہلیل و تکبیر کا نعرہ بلند کر دیا جہان تم سے پہلے کسی کی زبان سے یہ الفاظ نہین سنے گئے تھے۔ بہت سے دشمنون نے اتفاق کر کے تم پر حملہ کیا ہے۔ آئے ہین کہ تمھاری سعی حق کو روکین۔ مگر خدا کا یہ وعدہ یاد رکھو کہ "واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون" یہ وعدہ پورا ہو گا لیکن تمھارا امتحان لے کے"

ان پُرجوش فقرون نے سب کے دلون مین جوش پیدا کر دیا اور لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ اب فرنچ لشکر بالکل قریب آگیا تھا۔ اور اُن کے بالکل سر پر آجانے کے بعد نظر آیا کہ مسلمان بالکل گھرے ہوئے ہین۔ سامنے دریا ہے لوار ہے۔ اور تین طرف دشمنون کا ٹڈی دل۔

عبدالرحمن نے یہ دیکھ کے کہ دشمن برابر بڑھتے ہی چلے آتے ہین۔ اور عنقریب خندقون کے پاس آ پہونچین گے گھوڑا بڑھا کے اپنی ایک قلب شکن تکبیر کے اشارے سے لشکر عرب کو حملہ کا حکم دے دیا۔ اُس کی تکبیر ایک صدائے بازگشت کی طرح تمام مسلمان سپاہیون مین گونجنے لگی۔ اور سب نے جوش و خروش سے حملہ کر دیا۔

رمضان کا مبارک مہینہ تھا۔ روزہ دار سپاہیون مین تقلیل غذا سے جس قدر کمزوری تھی اُس سے زیادہ روحانیت اس مقدس مہینے کی برکت سے پیدا ہو گئی تھی۔ امیدواران شہادت اس زمانے کی شہادت کو ازدیاد مدارج اُخروی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اپنے سردار کا اشارہ پاتے ہی خندقون سے نکل کے دشمنون پر ٹوٹ پڑے۔ اور بازار مرگ گرمیان دکھانے لگا۔ عربون نے ویسا ہی زبردست حملہ

کیا تھا جیسا کہ کیا کرتے تھے جو دم بھر مین دشمنون کی صفون کو درہم و برہم کر دیتا تھا اور جس سے بڑے بڑے نبرد آزما سور ما پناہ مانگنے لگتے تھے۔ مگر یہان دشمن کے لشکر عظیم کا اتنا بڑا دریاے ذخّار کوسون تک پھیلا ہوا سیل فنا کے ہلکورے دے رہا تھا کہ کسی ایک مقام پر دباؤ پڑنے سے اُس پر ذرا بھی اثر نہ ہوتا۔ ایک گروہ پسپا ہوتا تو دوسرا آپہونچتا اور اس کو مغلوب کرنا ناپید اکنار سمندر مین پیرنا اور زیادہ زور لگا لگا کے ہاتھ پاؤن مارنا تھا جس کا نتیجہ سوا تھک کے ڈوبنے کے کچھ نہین ہوتا۔

چارلس جو فرانسیسیون کے اس لشکر عظیم کا سپہ سالار تھا اس بات کو خوب سمجھا ہوا تھا کہ اگر لڑائی مین ذرا بھی تاخیر ہوئی تو ہسپانیہ سے مسلمانون کی کمک آجائے گی۔ اور تمام سرداران عرب جو مختلف بلاد فرانس مین پھیلے ہوئے ہین آ کے جمع ہو جائین گے۔ اور روزمرہ اِن کی قوت بڑھتی ہی چلی جائے گی۔ اسلیے کہ ہسپانیہ ہی نہین افریقہ مصر اور شام و عرب تک سے زبردست جنگجو آنا شروع ہو جائین گے۔ اور اُن کے جھنڈے کے نیچے اتنا لشکر جمع ہو جائے گا جس سے پیش پانا غیر ممکن ہوگا۔ اسلیے جو کچھ ہوسکے جلدی کر لینا چاہیے۔ اور اسی وجہ سے اُس نے آتے ہی حملہ کر دیا تھا۔

اس پر بھی عبد الرحمٰن کی تکبیرون سے چونک چونک کے مسلمان حملہ کرتے تو کوہ و جبل لرزہ ڈال دینے والے نعرون سے گونج اُٹھتے۔ اور جدھر اُن کا رخ ہو جاتا حریفون کو بھاگتے ہی بنتی۔ مگر چارلس کے ہمراہ دس بارہ ہزار آہن پوش نائٹ تھے جو فولادی بُرجون یا غیر متحرک پہاڑون کی طرح ایک ہی جگہ کھڑے رہتے۔ اُن پر کسی کی تلوار کارگر نہ ہوتی۔ جتنی ضربین پڑتین اُن کو کمال بیجگی سے جھیل لے جاتے۔ اور اپنا استقلال بھاگنے والے مسیحیون مین بھی پیدا کر دیتے۔

خود چارلس کی یہ حالت تھی کہ وہ اور اُس کا زبردست گھوڑا دریاے آہن مین غرق تھے۔ اگرچہ تمام اسلحہ سے آراستہ اور اوپچی بنا ہوا تھا۔ مگر اُس کا خاص حربہ گرز کے عوض ایک بڑا بھاری فولادی ہتھوڑا تھا جسے کندھے پر رکھے ہوئے وہ گھنی رزمگاہون مین چکر لگاتا۔ اور جس پر اُس کا ہتھوڑا پڑ جاتا اُسے ایک رعد کی سی کڑک کے ساتھ اُسی جگہ پر فنا کر دیتا۔ جس جگہ اپنے لشکر کا قدم اُکھڑتے دیکھتا بلاے ناگہان کی طرح آپہونچتا۔ اور لڑائی کو سنبھال لیتا۔

شام تک برابر ایسی ہی سخت لڑائی ہوتی رہی۔ اگرچہ تھکن سے ہاتھ پاؤن رہ گئے تھے۔ مگر دونون حریف اُسی جوش جانبازی سے مقابلہ کیے جاتے تھے۔ آخر رات نے اپنا سیاہ پردہ درمیان مین ڈال دیا۔ اور غضب آلود بہادر مجبور ہو کے اپنے اپنے خیمون مین واپس آئے۔ مگر دونون طرف دلون مین اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی مسیحیون کو اپنی کثرت و شجاعت پر جو ناز تھا ٹوٹ گیا تھا۔ اور عربون کا یہ استقلال دیکھ کے پریشان ہو گئے تھے۔ اُدھر عربون کو حیرت تھی کہ فرنگیون مین ایسا استقلال کبھی نہین دیکھا تھا۔ دیکھیے اس لڑائی کا کیا انجام ہوتا ہی۔

لیکن باوجود اس کے عربون کی قوت بہت کمزور پڑ گئی تھی۔ فرنچ لوگون مین نئے نئے لشکرون کے آکے شریک ہونے کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ اگرچہ پندرہ ہزار سے زیادہ اس میدان مین مارے گئے مگر اس سے دونے تگنے رات بھر مین اور آگئے۔ بخلاف اس کے عربون مین سے جو دس ہزار بہادر شہید ہوئے اُن کی جگہ پوری کرنے کے لیے ایک سپاہی بھی نہ پہونچ سکا۔ صبح کو تین مسلمان سردار اپنے لشکرون کو لے کے آگئے۔ جن مین سے ایک تو کلثوم بن حرب شیبانی تھا۔ دوسرا عکرمہ بن مجاہد السکسکی اور تیسرا عامر بن فحل الحمیری۔ اُن مین سے پہلا چار ہزار مراکشی و جزائری نبرد آزماؤن کے ساتھ مشرقی و جنوب فرانس کے ایک قریبی شہر سے آیا تھا۔ دوسرا مغرب کے ایک شہر سے آیا جو یہان سے ایک ہی منزل پر تھا۔ تیسرا اگرچہ مغرب جانب یہان سے دو منزل کی مسافت پر تھا مگر امیر عبدالرحمن پر دشمنون کی یورش سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور راتون رات دو منزل طے کر کے تیسرے پہر کے قریب آگیا۔ مگر دشمنون نے اُن کا راستہ روک دیا۔ نہ اُن کو عبدالرحمن ہی تک پہونچنے دیا۔ اور نہ اُن نووارد بہادرون کو ایک دوسرے سے مل کے باہم مجتمع ہونے دیا۔

عبدالرحمن اِن لوگون کے پہونچنے کا منتظر تھا مگر وہ سب اتنی دُور پر روک دیے گئے تھے کہ اسے خبر بھی نہ ہونے پائی۔ تاہم صبح کو نماز سے فارغ ہوتے ہی جب اس نے دشمنون پر حملہ کیا ہی تو دل مین قوی امید تھی کہ آج میری کمک پر دو چار سردار ضرور آجائین گے۔ فرنچ لوگون نے بھی آج کل سے زیادہ جوش و خروش سے حملہ کیا۔ اور آج کی لڑائی کل سے زیادہ سخت تھی۔ نئی کمک کے پہونچ جانے اور

تازہ دم فوجون کے آنے کا سلسلہ قایم ہونے کی وجہ سے اُن کا حوصلہ بڑھا ہوا تھا۔ اُن کے نائٹ جان توڑ توڑ کے حملے کرتے اور اُن کے نواب اور ڈیوک جوش و خروش سے للکار للکار کے اُنھیں لڑاتے۔ اور یاد دلاتے کہ اسی لڑائی پر فیصلہ ہے۔ یا تو فتح اور آزادی۔ یا ہمیشہ کی غلامی دبے عزتی۔

چارلس جو اس لڑائی مین اپنے ہتھوڑے سے آفت بپا کرنے کے باعث "چارلس بارٹل" مشہور ہو گیا تھا جدہر جاتا میدان صاف کر دیتا۔ اگر کسی جگہ فرنچ لوگون کو شکست ہوتی نظر آتی یا وہ پریشان و حواس باختہ معلوم ہوتے تو گھوڑے کو ایڑ بتا کے جا پہونچتا اور اپنے کوہ شکن حربون سے عربون کو پسپا کر کے ہٹا دیتا۔

کلثوم عکرمہ اور عامر نے بڑی کوشش کی کہ طوفان جنگ مین کودکے اور دشمن کی فوج کے دریائے متواج کو چیر کے عبد الرحمن کے لشکر سے جا ملین۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ ہر طرف اُنھین اپنے سے دونا تگنا لشکر دشمنون کا نظر آتا۔ جو نہ اُنھین امیر ہسپانیہ ہی کے علم تک پہونچنے دیتا اور نہ باہم ملنے دیتا کہ ساتھ مل کے زبردست حملہ کرین۔ اور جان پر کھیل کے اپنے امیر سپہ سالار کے پاس پہونچ جائین۔

آج کی لڑائی بھی آفتاب کے غروب ہونے پر ختم ہوگئی۔ اور روزہ داروں نے خیمون مین آکے روزے افطار کیے۔ اگرچہ سفر اور جہاد مین روزے چھوڑ دینے کی اجازت تھی مگر اُن کے دلون مین یہ شوق جاگزین تھا کہ اگر یہ زندگی کا آخری دن ہو تو روزے کی حالت مین شہید ہون۔ خدا کے پاس روزہ دار جائین۔ اور جنت کے میوون اور کوثر کے شربت سے افطار کرین۔ دو دن کے تھکے ہوئے سپاہیون نے جہانتک بن پڑا رات عبادت و تلاوت مین صرف کی۔ اور صبح کو پھر لڑائی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر اس وقت تک کسی قسم کی مدد نہ پہونچنے کی وجہ سے عبد الرحمن بن عبد اللہ کلبی پریشان خاطر اور مایوس تھا۔ اُسے یقین تھا کہ جب تک مسلمانون کا کوئی بہت بڑا زبردست لشکر کمک کو نہ آ سکے دشمنون کا سیلاب عظیم نہین رک سکتا۔ کوئی کسی کے انتظار مین دن گنتا ہے وہ گھڑیان گن رہا ہے اور اس سے بے خبر ہے کہ دشمنون کے اُس طرف مسلمانون کے کئی لشکر پڑے ہوئے ہین مگر دشمن کی کثرت کی وجہ سے آگے قدم نہین بڑھا سکتے۔

اسی انتظار مین مسلمان مسلسل آٹھ دن تک ایسی ہی خونریز لڑائی لڑتے رہے۔

اور اُن کے استقلال نے دشمنون کو بھی پریشان کر دیا - مگر عبدالرحمن کو اب بالکل یاس تھی
دل مین کہتا کہ ”ان لوگون نے آٹھ دن بھی مقابلہ کیا تو بہت کیا - ان کی تعداد روز بروز
گھٹتی جاتی ہی - افسوس میری فوج کا پانچوان حصہ بھی نہین باقی رہا - کیسے کیسے نامور
بہادر مارے گئے - اور جو ہین اُن مین اب دم نہین ہی - آہ ! کوئی مدد کو نہ آیا اور
یہ قیمتی جانین مفت ضائع ہوئین - اس کو مین اب بھی دیکھ رہا ہون کہ اگرچہ ان باقی
ماندہ جانبازون کے ہاتھ پاؤن نے جواب دے دیا ہی مگر ہمت نہین ہارے ہین تاہم
کب تک ؟ معلوم ہوتا ہی ہم سب کا یہین خاتمہ ہونے والا ہی “

ان آٹھ دنون کی لڑائی مین خود وہ بھی کئی گہرے زخم کھا چکا تھا - مگر محض اس
اندیشہ سے کہ مسلمانون کا دل تھوڑا نہ ہو اپنی تکلیف کسی پر ظاہر نہ کرتا تھا - آج میدان
جنگ مین قدم رکھنے سے پہلے اُس نے اپنے سارے لشکر کو خندقون کے پاس جمع کیا
اور کہا ”شجاعانِ عرب ! مین تمھاری بہادری اور جانبازی کی داد دیتا ہون -
تمھاری پامردی نے اس کثرت و قوت پر بھی دشمنون کے حوصلے پست کر دیے ہین - مگر
افسوس کسی طرف سے کمک نہ آئی کہ اپنی اس بہادری و استقلال کے صلہ مین تم کو فتح
حاصل ہوتی جس کے تم مستحق ہو - مگر خدا کے یہان تمھارا درجہ بہت بلند ہی - اور اُس کے
دربار سے تمھین جو صلہ و انعام ملے گا وہ ان دنیوی صلون سے بہت زیادہ قیمتی اور سرمدی
ہی “ اکثر لوگون نے بیتاب ہو کے نعرہ لگایا ”ہم اُسی صلہ کو چاہتے ہین ! ہمین نہ زندگی کا
شوق ہی نہ دولت و حشمت کا - ہم شہادت چاہتے ہین “

عبدالرحمن ”بے شک یہی چاہنے کی چیز ہی - مگر خیال رہے کہ ساعت بہ ساعت
زیادہ نازک زمانہ آتا جاتا ہی - ایسا نہ ہو کہ تمھارے شوق شہادت اور تمھارے
حوصلے مین فرق آئے - جب تک دم ہی اسی شان سے مرو - اور یونہین مقابلہ کیے جاؤ “
سب نے کہا ”خدا سے ہمارا یہی عہد ہی ! اور اس عہد کے پورا کرنے کو ہم تیار ہین “
عبدالرحمن ”بس اب چلو حملہ کرین - دشمن منتظر اور تمھارے لیے بیتاب ہین “ یہ
کہہ کے خندقون سے باہر نکل کے تکبیر کہی اور حملہ کر دیا -

آج کا دن ہر روز سے زیادہ بھاری تھا - اور وجہ یہی کہ مسلمان سپاہیون کی
تعداد بہت تھوڑی رہ گئی تھی - باہر کے سردارون نے بھی ان گذشتہ ایام مین

برابر زور لگایا۔ مگر بالکل کامیاب نہ ہو سکے۔ اس لیے کہ فرانسیسیون نے بھی اُن کے روکنے کے لیئے خندقین کھود لی تھین جن سے نکل کے اُن پر حملہ کرتے۔ مگر اس کا ذرا بھی موقع نہ دیتے کہ وہ آگے قدم بڑھا سکین۔

اسی طرح دونون جانب برابر دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی تھی کہ عدی بن زیان ایک تیر سے زخمی ہو کے گرا۔ اور ساتھ ہی فرانسیسیون نے نرغہ کرکے اُسے نیزون سے چھید ڈالا۔ عدی کے مارے جانے کا عبدالرحمن کو بڑا صدمہ ہوا۔ اُس کے لیئے دعاے مغفرت کی۔ اُس پر فاتحہ پڑھی۔ اور دل مین کہا "افسوس عدی اُسی طرح مارا گیا جس طرح اُس نے عثمان بن ابی نسعہ کی جان لی تھی" ساتھ ہی خیال آیا کہ عثمان بیگناہ مارا گیا۔ تو کیا تقدیر مجھ سے اُس کے خون کا بدلا لے رہی ہے؟" اس خیال کے ساتھ جسم مین لرزہ پڑ گیا۔ اور ایک جھرجھری سی معلوم ہوئی۔ اب اس وقت عثمان کی مظلومانہ صورت اُس کے سامنے تھی۔ خیال کی آنکھون سے دیکھ رہا تھا کہ ایک پُرفضا وادی کوہ مین پھولدار جھاڑیون کے اندر عثمان خاموش بیٹھا ہے اُس کی محبوبہ منینہ کا سر اُس کے زانو پر ہے۔ اور وہ خواب ناز مین ہے۔ اسی حالت مین عدی کا نیزہ اس کے سینے کو چھید کے پیٹھ سے نکل گیا۔ اُس کی یہ مظلومی کی موت دیکھ کے عبدالرحمن نے بے تحاشا چیخ ماری۔ اور ساتھ ہی نظر جو اُٹھائی تو عدی کی نیزون اور تیرون مین چھدی ہوئی لاش نظر کے سامنے تھی۔ مارے خوف کے سہم گیا۔ اور خدا کی طرف رجوع کرکے بڑے خضوع وخشوع سے کہا "خداوندا! اس گناہ کو معاف کر۔ اور اُس کا ناقابل برداشت بوجھ میرے سینے پر سے ہٹا۔ مگر افسوس ہٹنا کیسا وہ پُرالم بوجھ کم بھی نہ ہوا۔

بائیسوان باب

دوسرا مفتوح فاتح

عبدالرحمن پھر دعا مین اصرار کرنے کو تھا کہ ناگہان مسلمانون کی لشکرگاہ مین سے عورتون کے شور مچانے اور آہ و واویلا کا شور بلند ہوا۔ اور ساتھ ہی عبدالرحمن نے دیکھا کہ مسلمان سپاہی اپنے خیمون کی طرف بدحواس بھاگے جاتے ہین۔ اور دشمن زور و

شور سے تعاقب کر رہے ہین - بے اختیار چلا چلا کے کہنے لگا" افسوس! اپنی اسس گھڑی تک کی ثابت قدمی تم نے خاک مین ملا دی - جس منہ کو جہاد سے پھیرا ہی اُسے خدا کے سامنے کیونکر لے جاؤ گے ؟"؛ اس کے جواب مین ایک عرب نے رُک کے کہا "ہم بھاگے نہین بلکہ اپنے مال و اسباب کی حفاظت کو جا رہے ہین ؟ آپ دیکھتے نہین ہین کہ دشمن دوسری طرف سے خندقون کے اندر گھس پڑے اور ہمارے خیمون کو لوٹ رہے ہین ؟"

عبدالرحمن "جو دولت تمھارے سامنے ہو اُس سے بڑی وہ دولت نہین ہو جسے اپنے پیچھے خیمون مین رکھ آئے ہو ؟"

عرب ۔" ہمارا سارا مایۂ وبساط خیمون مین ہی - اُسے بچانا ضروری ہی - اگر دشمنون کو وہان سے ہٹا نہ سکے تو اپنی گٹھریان بغل مین دبا لین گے - اتنی بڑی دولت اور اپنے سارے جہاد کا کل اندوختۂ غنیمت ہم سے چھوڑا نہین جا سکتا"

عبدالرحمن "افسوس شجاعت کے ساتھ تمھاری نیت بھی بدل گئی"۔ یہین تک کہنے پایا تھا کہ ایک آہن پوش نائٹ نے بڑھ کے اُس عرب کے سر پر اس زور سے اپنا گرز مارا کہ ایک ہی وار مین وہ گرا اور تڑپ کے مرگیا - یہ دیکھ کے عبدالرحمن کو تاب نہ آئی جھپٹ کے اُس نائٹ پر تلوار کا ایسا زبردست وار کیا کہ زرہ کو کاٹ کے گردن کو بھی کاٹ گیا۔ نائٹ ایک چیخ کے ساتھ گھوڑے سے گرا - اور اُس کی چیخ سے زیادہ آواز اس کے گرتے وقت فولادی لباس سے بلند ہوئی - اس لیے کہ نرم زمین کے عوض وہ ایک چٹان پر گرا تھا۔

عبدالرحمن نے اس نائٹ سے تو انتقام لے لیا مگر غور سے جو دیکھا تو مسلمان بھاگ کے خیمون مین ہو رہے تھے اور وہ یکہ و تنہا دشمنون کے نرغے مین تھا - سب نے آکے چارون طرف سے گھیر لیا - اور اُسے یقین ہوگیا کہ جام شہادت پینے کا وقت آگیا - کمال جان بازی سے بڑھ بڑھ کے دشمنون پر حملے کرنے لگا - اور اپنی خارا شگاف تلوار سے بہتون کو کاٹ کے ڈال دیا - مگر جو جو وہ جوش جوانمردی دکھاتا تھا دشمنون مین اور زیادہ گھرتا جاتا تھا - فرانسیسیون کو معلوم تھا کہ یہی مسلمانون کا سردار ہو اور جب تک یہ باقی ہو یہ لڑائی یونہین جاری رہے گی - اور ایک عرب

سپاہی بھی باقی رہے گا تو اُس کی حوصلہ افزائی سے بہتون کو مار کے مرے گا۔ اس لئے آمادہ ہو گئے کہ جس طرح بنے اُسے مار لین۔ دیر تک اسی کوشش مین مصروف رہے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ عبدالرحمن صدہا زخمون سے چُور ہو گیا تھا۔ خون کے بہ کثرت بہ جانے سے ناتوان و مضمحل ہو رہا تھا مگر نہ مقابلے سے ہاتھ روکتا۔ اور نہ کسی کو اپنے پاس آنے دیتا۔

اب اُسے پیام دیا گیا کہ ہتھیار ڈال دو تو ہم تمھاری جان بخشی اور قدر کرین گے۔ مگر اُس نے کمال بے پروائی سے جواب دیا کہ "مین نہ جان چاہتا ہون نہ تمھاری مہربانی" یہ کہہ کے پھر زور سے جھپٹ کے ایک ہی وار مین ایک نائٹ کو گھوڑے سے گرا دیا۔ لیکن اتنی دیر تک لوہا کاٹتے کاٹتے اب اُس کی تلوار اس قدر کُند ہو گئی تھی کہ لوہا تو لوہا گوشت کے کاٹنے مین بھی کمی کرتی۔ ناگہان اُس کے چہرے پر ایک تیر پڑا جو دہنی آنکھ مین پیوست ہو گیا۔ چاہتا تھا کہ تیر کو بائین ہاتھ سے کھینچ کے نکالے کہ پیچھے سے کسی نے زور سے ایک نیزہ مارا اور وہ گھوڑے کے نیچے آرہا۔ سنبھلنے نہین پایا تھا کہ کئی اور نیزے پڑ گئے۔ ان نیزون نے اُسے بالکل چھید ڈالا۔ اور اب اُس پر سکرات کا عالم طاری تھا کہ غضبناک نائٹون نے گھوڑون سے روند کے خاتمہ کر دیا۔

فوراً اُس کا سر کاٹ کے نیزے پر بلند کیا گیا جسے دیکھتے ہی تمام مسلمانون کے حواس جاتے رہے۔ اور عبدالملک بن قطن نام ایک سردار نے للکار کے کہا "بس اب بھاگو"۔ مگر کسی طرف راستہ نہ تھا۔ مجبوراً سب جان دینے پر تیار ہو گئے۔ اور ایک ساتھ مل کے حملہ کیا کہ دشمنون کی صفون مین گھس کے نکل جائین۔ فرانسیسی اُن کا ارادہ سمجھ گئے اور چارون طرف سے سمٹ کے کوشش کرنے لگے کہ کسی کو زندہ بچ کے نہ جانے دین۔ بڑی گھمسان لڑائی ہونے لگی۔ عرب لوگ لڑتے تھے اور آدمیون کا گھنا جنگل کاٹ کاٹ کے اپنا راستہ نکالتے تھے۔ فرانسیسیون کو اندیشہ تھا کہ اگر یہ لوگ نکل کے باہر والے مسلمانون سے مل جائین گے تو کسی قدر دشواری پیش آئے گی۔ چنانچہ قدم قدم پر روکتے اور اُن پر حملے کرتے نتیجہ یہ ہوا کہ صرف گنتی کے چند مسلمان نکل کے اپنے ساتھیون سے جا ملے جو باہر تھے باقی تمام اسی نرغے مین شہید ہوئے۔

اب فرانسیسیون نے باہر والون پر بھی سب طرف سے ہجوم کیا۔ اور عبدالرحمن کا سر اُن کے سامنے پیش کیا۔ یہ دیکھ کے اُن کا حوصلہ بھی پست ہوگیا۔ اور سب نے یہی فیصلہ کیا کہ جس طرح بنے بھاگ کے جان بچائین۔ اُن کے سامنے مغرب کا میدان صاف تھا اور رات ہو چکی تھی۔ فوراً باگ اٹھا دی اور فرانسیسیون سے تعاقب کیا۔

اس فتح پر چارلس مارٹل اور اُس کے ہمراہی رفقا کو جس قدر خوشی ہوئی اُس کا بیان نہین ہوسکتا۔ اور یا تو عربون اور ہسپانیہ کے بہادرون کی ایسی دھاک بیٹھی ہوئی تھی کہ اُن کے آنے کی خبر سنتے ہی بڑے بڑے سورما نائٹ اپنی جان لے کے بھاگتے تھے یا ایک دم مین ہر طرف چارلس مارٹل کے نام کی دھوم تھی اور جدھر دیکھئے وہی وہ تھا۔ مگر چارلس نے دل مین خیال کیا کہ جب تک ان ہسپانی حملہ آورون کو پورے فرانس سے نہ نکال دیا جائے اطمینان نہین ہوسکتا چنانچہ رات کو فتح کی خوشیان منائین۔ اور صبح ہوتے ہی عربون کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ راستہ کے تمام صوبے اور اکوئی طانی کا سارا علاقہ نیا مسلمانون کے قبضہ مین تھا جہان کی رعایا مسلمانون سے مانوس نہین ہوئی تھی۔ کوہسار پیرے نیز کے اس طرف صرف نربونہ کا علاقہ ہی ایسا مقام تھا جہان ان بقیۃ السیف مسلمانون کو پناہ مل سکتی تھی۔ چنانچہ کئی سو میل کی مسافت طے کرکے دریاے لوار کے کنارے کے مفرورین بھاگتے ہوئے علاقۂ نربونہ مین آئے۔ اور شہر سے چار فرسخ اُدھر ہی ٹھہر گئے کہ تمام مفرورین جمع ہولین تو شہر کے اندر جائین۔ مگر ایک شخص کو بھیج کے نربونہ کے والی خلف بن عباس خزاعی کو خبر کردی۔

خلف اُس عہد کے نامور بہادرون مین تھا۔ تمام بہادری وحملہ آوری کے کامون مین وہ اکثر سب سے آگے رہا کرتا تھا۔ اور امراے اندلس اس قسم کی مہمون مین ہمیشہ اُسے اپنے ساتھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ عثمان بن ابی نسعہ نے اکوئی طانی پر حملہ کرتے وقت اُسے دوسری طرف سے حملہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور اُس نے اپنی مہم بڑی کامیابی سے پوری کی تھی مگر یہ بالکل اتفاق کی بات تھی کہ عبدالرحمن اُسے اپنے ساتھ نہین لے گیا تھا بلکہ یہین چھوڑ گیا تھا کہ اکوئی طانی

اور تمام مفتوحہ صوبون کا انتظام کرے۔ اور کوئی خود رو دشمن یہان پیدا ہو تو جا کے اُس کا استیصال کر دے۔ اُس نے جو اس شکست کا حال سنا تو بہت ہی پریشان ہوا۔ فوراً تمام مسلمانون کو جمع کر کے عبد الرحمن اور شہداے طورس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور صبح ہی کو اپنا لشکر لے کے ان مفرور مسلمانون کے استقبال کو نکلا۔

راستہ مین اُسے معلوم ہوا کہ فرانسیسیون کا بڑا بھاری لشکر ان بھاگے ہوئے عربون کے تعاقب مین چلا آتا ہے۔ فوراً اربونہ مین آدمی دوڑائے کہ لوگ مقابلے کے لیے تیار ہو جائین اور نربونہ کے قلعہ کی تیاری کی جائے۔ اس کے بعد لپکا کہ جس طرح بنے مفرور مسلمانون کو جھٹ پٹ شہر مین لے آئے۔ تاکہ وہ اپنے تعاقب کرنے والون کی دست بُرد سے محفوظ رہین۔

وہان پہونچ کے دیکھا تو مسلمانون کو عجب پریشانی و شکستہ حالی مین پایا۔ اُس وقت تک اُن کے حواس نہین درست تھے۔ اتنے مین معزز سرداران عرب کلثوم بن حرب شیبانی۔ عکرمہ بن مجاہد سکسکی۔ عامر بن فحل حمیری۔ یحیی بن علقمہ الطائی اور عبد الملک بن قطن الفہری بڑھ کے اُس سے ملے۔ اور ہمدردی کا شکریہ ادا کیا۔

خلف ”اب یہ نہ شکریہ کا وقت ہے اور نہ مزاج پرسی کا۔ خدا کی قسم تمہارا حال اور اس شکست کا ماجرا سننے کے لیے مین جس قدر بیتاب ہون بیان نہین کر سکتا۔ مگر اس کی بھی مہلت نہین۔ مجھے یہان آتے ہوئے راستہ مین معلوم ہوا کہ فرانسیسیون کا بڑا عظیم الشان گروہ آپ کے تعاقب مین چلا آتا ہے۔ اس لیے فوراً نربونہ مین چل کے اطمینان سے بیٹھیے تو آپ کی سرگزشت سنون۔ اور مجھے تعجب ہے کہ آپ بجاے یہان ٹھہرنے کے سیدھے نربونہ مین کیون نہ چلے آئے؟“

کلثوم ”ہمین اندیشہ ہوا کہ شاید آپ کو ہمارا وہان آنا ناگوار ہو۔“

خلف ”استغفر اللہ! مین آپ کو پناہ دینے اور آپ کی مدد کرنے کے لیے ہون یا آپ سے مخالفت کرنے کے لیے؟ مگر آپ کے اس وقت کے کہنے کا مضائقہ نہین آپ خوف زدہ اور بدحواس ہو رہے ہین۔ اور ایسی حالت مین انسان کی عقل ٹھکانے نہین رہتی۔ بس اب فوراً سامان اُٹھا کے نربونہ مین چلیے؟“

کلثوم ”سامان! ہم کچھ لا بھی سکے جو سامان ہو؟ جو کچھ جہاد مین مال غنیمت ملا

سب اُنہین لوگون کی نذر ہوگیا۔ اسباب تو اسباب افسوس کہ ہم اپنے دیندار سردار عبد الرحمن بن عبداللہ الکلبی کو خاک طورس پر بے گور و کفن چھوڑ آئے۔"

خلف "یہ بہت بڑا نقصان ہی۔ سب چیزین پھر مل جائین گی مگر ایسا دیندار راست باز بہادر اور منتظم امیر نہ نصیب ہوگا۔"

ان دو باتون کے بعد خلف سب لوگون کو نربلونہ مین لے گیا۔ اور شہر کے اندر داخل ہی ہو رہا تھا کہ دور پر دشمنون کا علم دکھائی دیا۔ اُس نے فوراً شہر کے تمام پھاٹک بند کروا دیے۔ فصیل شہر پر تیرانداز کھڑے کر دیے کہ دشمن جیسے ہی تیر کی زد پر آئین اُن پر تیراندازی اور پچکاریون کے ذریعہ سے آتش باری کی جائے۔ پوری فصیل کا چکر لگا کے اور ہر جگہ کی مضبوطی کا اندازہ کر کے اپنے قصر مین آیا۔ اور مفرورین عرب کے لیے وسط شہر کے ایک وسیع میدان مین خیمون کا کیمپ قائم کر کے اُنھین ٹھہرایا۔ اور اُن کی بسر کا بندوبست کیا۔ پھر اُن کے سردارون اور منتخب لوگون کو ساتھ لے کے اپنے قصر مین آیا۔ اور اُن سے کہا "اب بتائیے کہ کیا افتاد پڑی جو ایسی زبردست شکست ہوگئی؟"

کلثوم بن حرب "مجھے تو سوا اس کے کچھ نہین معلوم کہ امیر عبد الرحمن کے حکم سے اُن سے پندرہ فرسخ پر ایک شہر مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک اُن کا حکم آیا فوراً اپنا تمام لشکر لے کے میرے پاس آؤ۔ مین دوسرے ہی دن روانہ ہو کے پہونچا تو اُن کو فرانسیسیون کے بے شمار لشکر مین محصور پایا۔ اور لاکھ کوشش کی اُن تک نہ پہونچ سکا۔ یہی حالت میرے اُن تمام ساتھیون کی ہی جو انہین کے حکم سے جا بجا پھیلے ہوئے تھے۔ اور میری طرح اُن کا حکم پا کے مدد کو آئے۔ اور اُن کے دیدار سے محروم رہے۔ ہم لوگون مین سے صرف آپ (عبد الملک بن قطن کی طرف اشارہ کر کے) اُن کے ہمراہ تھے۔ ہم نے جو کچھ سنا ہی آپ ہی سے سنا ہی۔ آپ بھی انہین سے سُن لیجیے۔"

خلف - (عبد الملک سے) "آپ ہی فرمائین کہ کیا واقعہ پیش آیا؟"

عبد الملک "مین اُن کے ہمراہ تھا۔ اب بہار کا موسم ختم ہونے کو تھا اور وہ دریائے لوار سے اُترنے کی تیاریان کر رہے تھے کہ یکایک خبر آئی کہ فرانسیسیون کا

ایک بہت ہی بڑا زبردست لشکر چارلس نام ایک نصرانی بادشاہ کے زیر علم مقابلے کو آپہونچا۔ اُن کو بجاے خود سارے ملک کے فتح کر لینے کا اطمینان تھا اور یقین تھا کہ اب کوئی بڑی مہم نہ پیش آے گی۔ اس خیال سے تمام سردارون اور سارے لشکر کو مشرق سے مغرب تک مختلف شہرون مین پھیلا دیا تھا۔ اس لشکر کے آنے کی خبر سنی تو گھبرا کے سب کو بُلوایا۔ اور سمجھتے تھے کہ دشمنون کو لوا رسے نہ اُترنے دین گے۔ لیکن دوسرے ہی دن صبح کو معلوم ہوا کہ دشمن اُن کے دونون جانب دریا سے اُتر آئے۔ اور ساتھ ہی اُن کے علم نمودار ہوئے۔ انھون نے مقابلہ شروع کر دیا۔ اور اس اطمینان پر کہ عنقریب سب سردار کمک پر آجائین گے استقلال اور پامردی سے لڑنا شروع کیا۔ اسی امید پر انھون نے برابر آٹھ روز تک مقابلہ کیا۔ اور دشمنون کی مزاحمت مین کوئی بات نہین اٹھا رکھی۔ مگر آٹھوین دن مایوس ہو کے میدان مین جاتے وقت مجھ سے کہا" اب مجھے کسی کمک کے آنے کی امید نہین ہو۔ غالباً میری شہادت کا وقت آگیا ہو۔ اور آج کے بعد مین انشاء اللہ اُس عالم آخرت مین تم سب سے ملون گا۔ تم سے اتنی وصیت کئے رکھتا ہون کہ اگرچہ مجھے ان محصور مسلمانون مین سے کسی کے بھی زندہ بچنے کی امید نہین ہو لیکن اگر میرے بعد تم زندہ رہو تو باقی ماندہ مسلمانون کو لے کے کوشش کرنا کہ دشمنون کا حصار توڑ کے نکل جاؤ۔ اور جتنی جانین بچ سکین بچائی جائین " یہ وصیت کر کے میدان مین گئے تو پھر زندہ نہین واپس آئے۔ ان کے شہید ہوتے ہی مسلمان گھبرا کے بھاگے۔ اور اگرچہ راستہ نہین ملتا تھا مگر مین نے سب کو لے کے مغرب کی طرف کا رخ کیا۔ ہمارا مال و اسباب ہماری عورتین جو ہمراہ تھین اور خیمہ و خرگاہ سب وہین چھوٹا۔ اور ہم سب بھاگتے ہوئے یہان آئے ہین"

خلف "تو جب تک دار الخلافت سے کسی کے نام فرمان امارت نہ آئے آپ ہی والی اندلس ہین۔ اور میرا فرض ہو کہ آپ کی اطاعت کرون"

عبدالملک " نہ میرا یہ منشا تھا اور نہ مین حکومت کا آرزومند ہون"

خلف " ہمین ایسا ہی امیر چاہیئے جو امارت کا آرزومند نہ ہو"

عبدالملک "مگر یہ اطمینان کی باتین ہین۔ اس وقت تو اس آفت کو دور کرنا چاہیئے جو ہم سب پر نازل ہو۔ اگر ان فرانسیسیون کو پسپا نہ کیا گیا جو نربونہ کا

محاصرہ کیے ہوئے ہین تو یہ قرطبہ تک ہمارا پیچھا کرتے چلے جائین گے اور کسی جگہ ہمارا قدم نہ جمے گا ؏

خلف ”بے شک۔ کل مین ان کے مقابلے کو جاؤن گا۔ اور خدا سے امید ہو کہ ہمین فتح ہو۔ اتفاق سے نربونہ مین اسّی ہزار فوج جمع ہو جسے مین نے امیر عبد الرحمن کی کمک کے لیے جمع کیا تھا اور دو ہی چار روز مین روانہ کرنے والا تھا۔ اِس لشکر مین بڑے بڑے جان باز دلیران عرب ہین - آپ سب جو ناکامی کی مصیبت اُٹھا کے شکستہ حال و پریشان واپس آئے ہین شہر مین اطمینان سے بیٹھیے - اب ہماری باری ہو کہ ان بیباک دشمنون کا مقابلہ کرین۔ لیکن آج شب کو ہم سب دعا و عبادت مین بسر کر کے صبح ہوتے ہی درگاہ الٰہی مین دعا کرین گے - اور اُس کے بعد فوراً ہی شہر کے پھاٹک کھول کے نکل پڑین گے - اور اُس رب العزۃ کی درگاہ سے فتح و نصرت کے امیدوار ہون گے ؏

اس کے جواب مین عبد الملک کلثوم بن حرب اور دیگر نادم و مفرور سرداران عرب نے کہا ”اگرچہ ہمین خدا نے اس قابل نہین رکھا ہو کہ آپ کے ساتھ حملہ آوری کا دعوی کرین مگر آپ ہمین ناشکر نہ پائین گے - یہ نہ ہو گا کہ ہمارے بھائی مسلمانان نربونہ مقابلہ کو نکلین اور ہم گھر مین خاموش بیٹھے رہین - آپ کے جھنڈے کے نیچے ہم بھی ہون گے - شاید اسی بہانے سے اور آپ ہی کے طفیل مین خدا ہماری اس ندامت کو دور کر کے ہمین اس قابل کر دے کہ بہادران عرب اور اہل اندلس کو اپنی صورت دکھائین ؏

خلف ”میرا یہ نشانہ تھا کہ آپ کی سُبکی کرون - فتح و شکست من جانب اللہ ہو۔ اس کو نہ بہادری سے تعلق ہو نہ کثرت سے۔ میرا مطلب فقط یہ تھا کہ آپ صدہا کوس سے بھاگتے آئے ہین پریشان۔ دل شکستہ۔ اور خستہ و خراب ہو رہے ہین۔ ایسی حالت مین مناسب یہ ہو کہ آپ ہمارے گھرون مین آرام سے بیٹھین - اور ہم اس قومی خدمت مین اپنا فرض قومی ادا کر دین - لیکن آپ مقابلے کے لیے تیار ہین تو ہمین کیا عذر ہو سکتا ہو ؟“

سب نے جوش و خروش سے کہا ”ہم تیار ہین“ اور طے پا گیا کہ کل سب لوگ

مل کے دشمنون پر ایک زبردست حملہ کرین۔ اور سب جا جا کے اپنے کامون مین مصروف ہوئے۔

تئیسوان باب

تیسرا مفتوح فاتح

موسم سرما کا آغاز ہی۔ اور سبز پوش معشوقان چمن اپنے پُرانے کپڑے اُتارنے کو ہین۔ کوہستان پیرے نیز کے قلون کے سرون پر مشاطۂ قدرت نے جو برف کے سفید عمامے باندھ رکھے ہین وہ بڑے ہوتے جاتے ہین۔ اور جن چشمون اور ندیون کی اس برف سے آبیاری ہوتی ہی اُن کا پانی کمی کرنے لگا ہی۔

اسی زمانے مین ایک رات کو کوہسار پیرے نیز کے مشرقی دامن مین شہر نربونہ کے گرد فرانسیسیون کا زبردست لشکر اُترا ہوا ہی۔ اور شہر کے شمالی پھاٹک کے محاذ مین تین میل کے فاصلے پر عبدالرحمن بن عبداللہ کلبی کا عالیشان خیمہ دریاے اُوار کے کنارے سے اُکھاڑ کے یہان ایک ٹیلے پر نصب کیا گیا ہی۔ اور اُس مین بہت سے معزز نائٹ اور حکمرانان فرانس جمع ہین۔ جن کا سرغنا چارلس مارٹل ہی۔ جو سرتا پا لوہے مین غرق ہی اور اُس کا زبردست حربہ یعنی بھاری ہتوڑا اُس کے سامنے ایک چوکی پر رکھا ہوا ہی۔ فتح و کامیابی پر سب مسرور و بشاش ہین۔ اور گزشتہ کامیابی کے متعلق گفتگو ہو رہی ہی۔ اتنے مین ایک نیا نائٹ داخل ہوا۔ اور چارلس اُس کی صورت دیکھتے ہی خوشی سے ہنسا اور کہا "یہ سب فتحمندی تمھاری ہی تحریک کا نتیجہ ہی۔ اگر تم میرے پاس نہ آتے تو مجھے یہ فتح کبھی نہ حاصل ہوتی!"

نائٹ "مگر ہو تو یہ حضور ہی کی شجاعت و اولوالعزمی کی برکت؟ اب کہان ہین وہ جو کہتے تھے کہ عربون کا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا؟ کیا اِس سے بھی بڑی کوئی شکست ہوتی ہی جو عربون کو نصیب ہوئی؟"

ایک ڈیوک "ہرگز نہین۔ یہ وہ شکست ہی جس نے اُن کی قوت کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ کے پھینک دیا۔ اب اُن کا قدم کہین نہین ٹک سکتا۔"

چارلس "مین یونہین اِن کا پیچھا کرتا ہوا اندلس مین گھُس جاؤنگا اور جب تک

مسلمانون کو اندلس سے نکال کے مراکش مین نہ پہونچا دون گا دم نہ لون گا۔ ہم نے فرانس کو توان لوٹیرون کے ظلم سے بچا لیا۔ اب ہسپانیہ کی مظلوم مسیحی رعایا کی بھی فریاد رسی کرین گے" اس نائٹ کی طرف دیکھ کے جس سے گفتگو شروع کی تھی۔ "اب اپنے وعدے کے مطابق اکوئی طانی کے شاہ یودیز کو ڈھونڈھ لاؤ۔ تاکہ مین اس کی تاج بخشی کرون۔ یہان سے چل کے پہلے اُسے بردوی غالہ مین تخت پر بٹھاؤن۔ اور پھر سارا ہسپانیہ بھی فتح کرکے اُس کے حوالے کر دون"

نائٹ "مسیح آپ کے بازو مین قوت اور آپ کی ہمت مین برکت دین۔ یودیز کو مین جس وقت حکم ہوگا اُسی دم سامنے لا کے کھڑا کر دون گا"

چارلس "تو کیا یودیز یہان کہین قریب ہی موجود ہے؟"

نائٹ "حضور کے ساتھ ہی ہے"

چارلس "میرے ساتھ ہے! مین نے تو اُسے کہین نہین دیکھا"

نائٹ "حضور نے دیکھا ہے مگر پہچانا نہین"

چارلس "تو مجھے فوراً پہچنوا دو۔ مین اُس سے ملنے کا نہایت ہی مشتاق ہون۔ کیا وہ اس خیمے مین موجود ہے؟"

نائٹ۔ (مسکرا کے) "جی ہان یہین موجود ہے"

چارلس۔ (حاضرین مین سے ایک ایک کے چہرے پر نظر ڈال کے) "خدا کے لیے بتاؤ کہ اِن مین سے کون بہادر یودیز ہے؟"

نائٹ (اپنی طرف اشارہ کر کے) "آپ کا یہی خادم جو سامنے دست بستہ کھڑا ہے"

چارلس۔ (سخت حیرت سے) "تم یودیز ہو؟ اس کا کوئی ثبوت؟"

نائٹ۔ "فتح کے بعد حضور بردوی غالہ مین رونق افروز ہونے کو فرماتے ہی وہان مجھے ہر شخص پہچان لے گا" اس جواب پر چارلس ایک سناٹے مین آگیا۔ پھر اُس سناٹے کی غفلت سے چونکتے ہی جوش کے ساتھ اپنی جگہ سے اُٹھا بے اختیار دوڑ کے اُس نائٹ کے لپٹ گیا۔ اور کہا "آہ میرے دوست شاہ یودیز! کاش مین تمھین پہلے سے پہچان جاتا۔ اور تمھارے ساتھ ویسا برتاؤ نہ کرتا جیسا کہ کرتا رہا ہون"

یودیز۔ "آپ نے میرے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کیا۔ جیسی عزت آپ نے

مجھے دی دنیا میں اور کہیں نہ مل سکتی تھی۔ ایک شکستہ حال جلاوطن کو آپ نے پناہ دی اپنے تقرب سے معزز کیا۔ اُس کی فریاد سُنی۔ مدد کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اُس خونخوار دشمن کو مارا جس سے ساری دنیا کانپ رہی تھی۔ کیا اِس سے زیادہ بھی کوئی کر سکتا تھا؟ ہرگز نہیں"

چارلس "تم اپنی شرافت سے میرے اِن کاموں کو ایک احسان خیال کرتے ہو۔ حالانکہ میں نے جو کچھ کیا اپنے لیے کیا۔ اور اس خیال سے کیا کہ فرانس کو اِن خونخوار درندوں سے بچا دوں۔ لیکن اِس کے اصلی محرک تم تھے۔ اور اُس سے فائدہ اُٹھانا بھی تمھارا ہی حق ہے۔ افسوس بعض وجوہ سے مجھ میں تم میں لڑائی ہوئی۔ اور تمھارے دل میں میری طرف سے ناگوار خیالات پیدا ہوگئے۔ اب اپنے دل کو صاف کرو۔ اکوئی طانی کی حکومت اپنے ہاتھ میں لو۔ اور اس کے ساتھ سارے ہسپانیہ پر حکومت کرو"

یودیز "میں اپنے محسن کی طرف سے بالکل صاف ہوں۔ اور اب اُس کے اخلاق اور فتوحات دونوں نے مجھے اُس کا غلام بنا دیا ہے۔ میں شیر کا پس خوردہ کھاؤں گا اور اُس کے مفتوحہ ملک اور اسکی عطا کی ہوئی سلطنت پر حکومت کروں گا۔ مگر افسوس۔ اب یہ حکومت میری نہ ہوگی۔ بلکہ اُس کی ہوگی جس نے عطا کی ہے۔ اور میں اُس کا ایک ادنیٰ غلام اور تابع فرمان ہوں گا"

چارلس "نہیں تم مستقل بادشاہ ہوگے۔ اور میں اطاعت کا ہرگز خواستگار نہیں۔ فقط باہمی دوستی و محبت چاہتا ہوں"

یودیز "میرے لیے اب نیابت بھی بہت ہے۔ حکومت و بادشاہی کا حوصلہ منیسہ کے ساتھ گیا۔ میں اُس کے لیے سلطنت کرتا تھا۔ اور میری ساری مسرت اُس کے پیارے چہرے سے وابستہ تھی۔ اُس کے بعد میرے لیے جینا بے مزہ ہے۔ نہ کہ آزادی و اطمینان سے بیٹھ کے سلطنت کروں۔ کنواری ماں کے تقدس کی قسم اب یہ نہیں ہو سکتا" یہ کہہ کے زار و قطار رونے لگا۔

چارلس (اپنے رومال سے اُس کے آنسو پونچھ کے) "اپنے دل کو تسلی دو۔ شاید وہ زندہ موجود ہو اور زندہ مل جائے۔ آپ ہی کہتے تھے کہ ابن ابی نسعہ کی لونڈی

ریحانہ بھاگ گئی ہو اور کسی سے کہتی تھی کہ عرب لوگ اُسے زندہ پکڑلے گئے ۔
یودیز:- ہان خبر یہی آئی تھی مگر بھلا ممکن ہو کہ منینہ کی سی نازک مزاج و نازک اندام شاہزادی وحشی عربون کے ہاتھ مین اسیر ہو کے زندہ رہی ہو؟"

چارلس:- مین اندلس مین چل کے پتہ لگاؤن گا۔ اور اگر وہ زندہ ملی تو جس طرح ممکن ہوگا لا کے تمھارے گلے سے لگاؤن گا۔ خیر اب کل ہمین نربونہ پر حملہ کر دینا چاہیئے۔ اور اس شہر کو ان لوگون سے چھین لیا تو یقین کر لینا چاہیے کہ انھین قرطبہ سے بھی نکال دیا۔"

اس کے بعد سب سردارون نے جو موجود تھے عہد و پیمان کیا کہ کل کے میدان مین نربونہ کی فصیل پر چڑھ جائینگے۔ اور چارلس سے رخصت ہو ہو کے اپنے خیمون مین گئے۔ مگر صبح کو ابھی سب لوگ اٹھ کے تیار نہین ہونے پائے تھے کہ مُنھ اندھیرے ہی عربون نے حملہ کر دیا۔ گھبرا کے سب نے دوڑ دوڑ کے صفین درست کین۔ اور اہل نربونہ کے حملے کو بڑی پامردی سے روکا۔ قیامت خیز لڑائی شروع ہو گئی۔ اور ہنگامۂ محشر کا سمان نظر کے سامنے قائم ہو گیا۔

کئی دفعہ چارلس مارٹل اور اُس کے ہم قسم نائٹ عربون کو فصیل تک پسپا کر لے گئے۔ مگر دیوار کے قریب تک پہونچتے ہی اُوپر سے تیر اور نفت کی پچکاریون سے گھبرا کے پیچھے ہٹے۔ اور ساتھ ہی عربون نے ایک تکبیر کے ساتھ ایسا زبردست حملہ کیا کہ کئی میل تک پیچھے ہٹاتے چلے گئے۔ لیکن آخر چارلس نے بڑھ کے پھر عربون کی یورش کو روکا اور شدت سے قتل و خونریزی کا میدان گرم ہو گیا۔ شام تک ایسی ہی لڑائی رہی۔ اور دونون فریق اپنے حریف مقابل کے استقلال کا لوہا مان گئے۔

لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کے خلف نے دریا کے راستے سے قریب کے تمام ساحلی شہرون اور قصبون مین آدمی بھیج کے کمک طلب کی۔ نربونہ بالکل ساحل پر تھا۔ اور بحری آمد و رفت کا انتظام اچھا تھا۔ دوسرے ہی دن سے ہزارہا مسلمان آنا شروع ہو گئے۔ بخلاف اِس کے چارلس تعاقب کرتا ہوا اُس علاقے مین اور اتنی دور آ گیا تھا کہ طلوروس کی طرح یہان اُسے بالکل مدد نہ ملتی تھی۔ اور ایک ہی دن کی لڑائی مین چوتھائی فوج کٹ گئی تھی۔

دوسرے دن کی لڑائی مین چارلس نے اپنے سپاہیون کا ایسا رنگ دیکھا کہ پریشان ہوگیا۔ اور جان پر کھیل کے اور اُنھین للکار رکے اُبھارتا رہا۔ مگر شام کو لڑائی رُکنے کے بعد دیکھا تو وہ بہت ہی پست ہو رہے تھے۔ اور عربون کی تلوار سے خائف تھے۔ تیسرے دن کی لڑائی بڑے بڑے نائٹون اور خود چارلس کی جان بازی سے اُس کے موافق رہی۔ اور اس کا حوصلہ بہت کچھ بڑھ گیا تھا۔ دوپہر تک میدان جنگ کا رنگ فرانسیسیون کے موافق تھا مگر ظہر کے وقت ایک نئے لشکر عرب نے جو مسلمانون کے میدان مین آچکنے کے بعد دریا کے راستہ سے نربونہ مین آگیا تھا کچھ ایسے جوش وخروش اور ایسی تکبیرون اور نعرون کے ساتھ شہر سے نکل کے حملہ کیا کہ مسیحیون کے حواس جاتے رہے۔ اُنھین بدحواس دیکھ کے خلفا نے بھی اپنے حملے مین تکبیرین کہہ کہہ کے نیا زور پیدا کر دیا۔ اور فرانسیسیون کے قدم اُکھڑ ہی گئے۔

چارلس یوُدیز اور بہت سے ڈیوکون اور نائٹون نے اپنے سپہگرون کو لاکھ سنبھالنا چاہا مگر نہ سنبھل سکے۔ اور آخر چارلس کو بھی مجبور ہونا پڑا کہ اُن کے ساتھ بھاگ کے جان بچائے۔ اُس کو میدان سے پیٹھ پھیرتے دیکھ کے تمام نائٹون نے بھی راہ فرار اختیار کی۔ اور مسلمانون نے تعاقب کیا۔ بھاگنے مین مسیحیون نے مغرب کا رُخ کیا اور اکوئی طانی کی راہ لی جہان کی رعایا نے طوروس مین مسلمانون کے پسپا اور تباہ ہونے کی خبر سُن کے بغاوت کر دی تھی خلفا نے صرف ایک منزل تک اُن کا پیچھا کیا اور ہزارون فرانسیسی بھاگتے مین مار ڈالے۔ مگر زیادہ دور جانا خلاف مصلحت سمجھ کے نربونہ مین واپس آیا۔ یہان پہونچتے ہی سب مسلمانون نے بڑی مسرت کے ساتھ نماز شکرانہ ادا کی۔ اور اُس خدائے واحد بےہمتا کے ثناخوان ہوئے جس نے اُنھین ایسی نمایان فتح عطا کی۔ طوروس کے شکست نصیبون کے آنسو بجھ گئے۔ اور سارے اُندلس مین بڑی بڑی خوشیان منائی گئین۔

عبدالملک بن قطن الفہری عبدالرحمن بن عبداللہ کلبی کی وصیت کے مطابق حاکم اندلس قرار پا کے قرطبہ کی طرف روانہ ہوا۔ وہان پہونچتے ہی والی افریقہ اور دارالخلافت دمشق کو اُن دونون لڑائیون کے مفصل حالات لکھے۔ اور

عبد الرحمن کی وصیت کے مطابق عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لینے کی اطلاع کے ساتھ درخواست کی کہ اِس ملک کے انتظام و حکومت کے لیے کوئی نیا امیر بھیجا جاے۔"

چوبیسوان باب

یُودیز کی دوبارہ تخت نشینی

چارلس مارٹل، یُودیز اور اُن کے بقیۃ السیف رفقا ونائٹ نربونہ سے بھاگے تو اُنھون نے بخط مستقیم بُردی غالہ کا رخ کیا۔ اور دریاے غرونہ کے پار اُترکے جب اطمینان ہوا کہ اب عرب ہمارے تعاقب مین نہین ہین تو سب کو گونہ ڈھارس بندھی۔ اور شہر سوتیوم کی طرف چلے جو قریب ہی تھا۔ سب ایک عبرت خیز خاموشی کے ساتھ چلے جاتے تھے کہ یُودیز نے جو چارلس کے برابر جا رہا تھا ایک ٹھنڈی سانس لے کے کہا "افسوس! میری بدنصیبی نے حضور کو بھی نقصان پہونچایا۔"

چارلس "ہم پر آپ پر کیا موقوف ہے ہم سب ہی کی بدقسمتی تھی۔"

یُودیز "مگر جب تک آپ کو یا کسی اور کو میری خبر نہ تھی کہ اس لشکر مین یہ برگشتہ بخت موجود ہے فتح ہو رہی تھی۔ یُودیز کا نام نکلتے ہی قیامت آگئی۔ کاش اُس شب مین اپنا نام نہ ظاہر کرتا اور سب کو یہی خیال رہتا کہ منحوس یُودیز مر گیا۔"

چارلس "ایسا نہ کہیے۔ آپ نحوس نہین بلکہ فرانس کے حق مین نہایت ہی مبارک ہین۔ گو کہ ہمین بہت بُری طرح سے شکست ہوئی ہے مگر مین ہمت نہین ہارا ہون۔ مین پھر سارے ملک مین دورہ کر کے نیا لشکر جمع کرون گا اور جب تک ہسپانیہ سے اِن لوگون کو نکال نہ دون گا چین نہ لون گا۔ آپ کی تسلی کو یہ بہت کافی ہے کہ فرانس عربون کی تاخت وتاراج سے بچ گیا۔ دین کی بے حرمتی نہین ہونے پائی۔ اور اکوی طانی کے تمام شہر اور گانون اپنے فاتحون سے منحرف ہو گئے۔ جو آپ کے پہونچتے ہی سر اطاعت جھکا دین گے۔ کل ہم سوتیوم مین پہونچ جائین گے۔ اور وہان سے بُردی غالہ کے وہین آپ کو تخت پر بٹھائین گے۔"

یُودیز "آہ سوتیوم! بُرا اور نہایت ہی منحوس شہر ہے۔ یہین میری ناز پروردہ بیٹی کو عنان سے ساتھ پڑا تھا۔ اور یہین اُس کی شادی ہوئی تھی جس کا یہ انجام ہوا۔"

چارلس "مگر انسان کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ آپ کا ملک تو مل گیا ہے۔ مسیح کی مہربانی

مینینہ بھی مل جائے گی "
مگران باتون اور سوتیوم کے خیال نے یُودیز کے دل پر کچھ ایسا اثر ڈالا تھا کہ بالکل خاموش ہوگیا اور پھر کوئی لفظ زبان سے نہ نکالا۔ دوسرے روز یہ سب معزز و صاحب تاج مفرور سوتیوم مین داخل ہوئے۔ اور اُسی قصر مین جا کے ٹھیرے جس مین مینینہ رہتی تھی اور یہان کی ہر چیز یُودیز کے دل پر تیر و نشتر کا کام دیتی تھی۔ شاہ چارلس اور بہت سے نائٹون کے ساتھ ہونے کے خیال سے وہ دیر تک ضبط کرتا رہا مگر آخر دل قابو سے باہر ہوگیا اور زار و قطار رونے لگا۔ چارلس نے اُسے تسلی دی۔ اور کہا "سچ یہ ہے کہ ہمارے لیے دنیا مین رنج ہی رنج ہے۔ اگر غور کیجیے تو آپ کا یہ ذاتی رنج اُس قومی رنج سے نہین بڑھ سکتا جس مین ہم سب مبتلا ہین مگر مسیح کا شکر کرنا چاہیے کہ ان دونون رنجون مین ہم مایوس نہین ہین۔ مینینہ ابھی زندہ ہے۔ اور اُس کی قدرت سے باہر نہین کہ جسطرح آپ کو تخت و تاج دلایا ہے اُسے بھی لا کے آپ کے سینے سے لگا دے۔ آپ پھر یہان کا انتظام اپنے ہاتھ مین لین۔ اور میرے منتظر رہین کہ بڑا بھاری لشکر لے کے آؤن اور ہم سب مل کے ہسپانیہ پر حملہ کرین "

یُودیز "مین تو آپ کے حکم پر عمل کرون گا۔ لیکن جب عرب لوگ بھی بیٹھے دین ہے۔ میرے تمام شہر مسلمان حاکمون کے زیر حکومت ہین۔ اور اگر اُن کے نکالنے کی کوشش کی گئی تو عربون کا نیا لشکر ہسپانیہ سے آپہونچے گا "

چارلس "مین آپ کی ساری مملکت کو آپ کے قبضے مین کر کے جاؤن گا۔ اور اگرچہ اربونہ کے سامنے ہمین شکست ہوگئی مگر عرب بھی طوروس مین اتنی بڑی شکست کھا کے گئے ہین کہ مدت تک اِدھر کا رُخ نہ کرین گے "

اب اس وعدے کے مطابق چارلس ایکوئی طانی پر قبضہ کرنے مین مصروف ہوا۔ قرب و نواح کے شہرون اور گاؤن سے نئے سپاہی جمع کر کے ایک لشکر مرتب کیا۔ اور اپنے ہمراہی نائٹون کو اُن پر سردار مقرر کر کے چھوٹے چھوٹے بہت سے لشکر تمام شہرون پر بھیجے کہ جہان جہان عرب حاکم ملین اُنھین نکال دین اور اُن کی جگہ عیسائی حاکمون کو مقرر کر کے واپس آئین۔ فی الحال عربون مین مزاحمت کی قوت نہ تھی۔ طوروس کی لڑائی اور عبدالرحمن کی شہادت نے اُن کے حوصلے پست کر دیے تھے۔ دشمن نوجون کے آنے کی روانگی کا حال سنتے ہی سب مسلمان حاکم خود ہی بھاگ کے اسلامی قلمرو مین چلے گئے۔ اور ایکوئی طانی کا سارا ملک پھر

یودیز کے قبضے مین تھا۔

غثمان بن ابی نیسعہ کی لونڈی ریحانہ کوہسار پیرے نیز کے فردوس منظر شہر انوس ہی مین تھی۔ اور سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کہان جائے اور کس کے پاس رہے۔ شاہ یودیز کے آنے اور اپنی مملکت پر قابض ہونے کی خبر سُنی تو سفر کر کے سوتیوم مین آئی۔ اور ایک دن یودیز ا چارلس کے ساتھ گرجے کی طرف جا رہا تھا کہ سامنے آ کے سلام کیا۔ اُس کی صورت دیکھتے ہی یودیز نے گھوڑا روک لیا اور کہا "ریحانہ! تم یہین ہو! آج تک مجھ سے کیون نہ ملین؟"

ریحانہ "یہان ہوتی تو ممکن تھا کہ نہ حاضر ہوتی؟ مین انوس مین تھی۔ آپ کے تشریف لانے کی خبر سُن کے آئی ہون کہ اپنی شاہزادی کی یاد مین آپ کے پاس رہون اور یہین اپنی زندگی ختم کر دون"

یودیز۔ (مسرت سے) "تم مسلمان ہو کے میرے پاس رہنا پسند کرتی ہو؟"

ریحانہ (آبدیدہ ہو کے) "میرے آقا غثمان شہید ہوئے۔ اُن کے بعد میرا کون ہے جس کے پاس جاؤن؟ مجھے شاہزادی مینینہ سے محبت ہو گئی تھی۔ اور سمجھتی تھی کہ زندگی بھر اُنھین کے پاس رہون گی۔ مگر قسمت نے بے وفائی کی۔ اب وہ نہین ہین تو چاہتی ہون کہ اُن کے والد کی خدمت مین رہون"

یودیز "آہ! دنیا مین بس ایک تم کو وفادار پایا۔ مین تمھین اپنی بیٹی سمجھ کے رکھون گا۔ اور مینینہ کے عوض تمھاری صورت دیکھ کے میرے دل کو تسلی ہوا کرے گی"

ریحانہ نے اس وعدۂ مرحمت و عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور چارلس نے یودیز سے پوچھا "یہ کون عورت ہے؟" یودیز نے ریحانہ کا نام لیا ہی تھا کہ چارلس نے پوچھا "یہی وہ عورت ہے جس سے آپ کو مینینہ کے زندہ بچنے کا حال معلوم ہوا تھا؟"

یودیز "جی ہان وہی"

چارلس "اِس سے پوچھیے کہ مینینہ کا کچھ اور حال بھی معلوم ہوا؟ وہ کہان ہین؟ اور اندلس مین پہونچ کے اُن پر کیا گزری؟"

یودیز۔ (ریحانہ سے) "میرے یہ رفیق وہی مشہور شاہ چارلس مارٹل ہین جنھون نے عبدالرحمن بن عبداللہ فہری کو طورس کے میدان مین قتل کیا۔ اور سارے عربی لشکر کو تہ و بالا کر دیا۔ مگر افسوس کہ نربونہ مین ہم سب کو شکست ہو گئی۔ یہ پوچھتے ہین کہ مینینہ کا کچھ اور حال معلوم ہوا ہو تو بتاؤ"

ریحانہ۔ "آہ! اسی بات کا صدمہ ہو کہ وہ زندہ ہین۔ میرے آقا عثمان کے شہید ہوتے ہی انھون نے ارادہ کیا تھا کہ پہاڑ سے گر کے جان دے دین۔ اور بہت اچھا ہوتا اگر اُسو قت مرگئی ہوتین۔ مگر عدی نے ہاتھ پکڑ لیا۔ اور گرفتار کر کے امیر عبدالرحمن کے پاس قرطبہ مین بھیج دی گئین۔ انھون نے اُنھین ایک زبردست حراست مین ارض شام کی طرف روانہ کر دیا کہ دمشق مین ہمارے امیر المومنین ہشام بن عبدالملک کے دربار مین پیش ہون۔ اور وہ چاہین اپنے محل مین رکھین یا کسی اور شخص کے حوالے کر دین۔"

چارلس۔ (غیظ و غضب کے لہجے مین) "شاہزادیون کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہو؟ خیر مین اِس کا بدلہ لون گا۔ عبدالرحمن سے تو سمجھ ہی چکا۔ اب ہسپانیہ کے تمام عربون سے سمجھون گا۔ اور اُس کے بعد بنا تو خود تمھارے خلیفہ ہشام سے بھی سمجھ لون گا؟"

چارلس کے یہ الفاظ ریحانہ کو ناگوار گزرے۔ اور اُس کی طرف برہمی کی چشم و ابرو سے دیکھ کے بولی "خود فراموش بادشاہ! غصہ نہ کر۔ اور زیادہ جوش مین نہ آ۔ تربونہ مین کیا تجھے کافی سبق نہین ملا کہ اس طرح بڑھ بڑھ کے باتین بنانے سے زبان روکے؟ مین نے اِن چند روز کے اندر ایسے ایسے تماشے دیکھے ہین کہ میری نظر مین نہ فتح و نصرت کی قدر باقی رہی ہو نہ شکست و ناکامی کا خوف اندیشہ۔ یہان تک کہ خود اپنی زندگی کی بھی پروا نہین ہو۔ میری نظر مین کوئی فاتح نہین جو مفتوح نہ ہو۔ اور ہر فتحمند کو یاد دلاتی ہون کہ فتح و اقبالمندی کے وقت ہی اپنے آپ کو ذلیل و خوار اور شکست خوردہ و ناچار سمجھ لے۔ پہلے فاتح میرے آقا عثمان بن ابی نسعہ تھے جو پورا برس بھی نہ گزرا تھا کہ بُری طرح مفتوح ہو کے مارے گئے۔ دوسرے زبردست فاتح امیر عبدالرحمن بن عبداللہ کلبی تھے جو بڑے کروفر سے فتح و نصرت کے پھریرے اُڑاتے ہوئے گئے۔ اور فاتح ہونے کے انتہائی کمال پر پہونچ کے ہو بادشاہ چارلس تیرے ہاتھ سے مفتوح ہوئے اور مارے گئے۔ تیسرا فاتح تو ہو؟ اُس گھڑی کو یاد کر جب تو نے دریائے لوار کے کنارے مجاہدین اندلس کا قلع و قمع کیا ہو اور عبدالرحمن کو شربت مرگ پلایا ہو اور پھر اُس گھڑی کو یاد کر جب تربونہ کے سامنے اپنے ہزارون رفیقون کو خاک و خون مین غلطان چھوڑ کے بھاگا ہو اور اپنے زندہ بچ آنے کو بھی غنیمت جانتا ہو۔ اور ایک بیکس عورت کے سامنے کھڑے ہو کے فضول ہوسین ظاہر کر رہا ہو۔ اس لیے سب سے پچھلا مفتوح فاتح تو ہو۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہی عدی جسے تیرے سے

عثمان کی جان لینے ہین نے اپنی آنکھون سے دیکھا تھا یہان سے جاکے بعینہ اسی طرح طوروس مین نیزون مین چھد کے مرا۔ اس لیے اپنی فتح پر غرور نہ کر۔"

چارلس کو ریحانہ کی بیباکانہ گفتگو بہت بُری معلوم ہوئی مگر عورت سمجھ کے خاموش ہو رہا اور کہا "اچھا تو دیکھنا کہ مین پارسال موسم بہار مین کتنا بڑا لشکر لے کے آتا اور اندلس والون کے ساتھ کیا کرتا ہون؟"

ریحانہ "بادشاہ جا اور اپنا لشکر لا۔ مین منتظر ہون اگرچہ امید نہین کہ تجھے پھر دیکھون۔"

چارلس۔ (بڑے طیش سے) "تیرا جھوٹ ثابت کرنے کے لیے مین جلدی آؤن گا۔"

اس گفتگو نے چارلس مارٹل کو کچھ ایسا جوش دلا دیا تھا کہ اسی دن روانہ ہوگیا۔ اور بلندی فرانس مین لشکر جمع کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر فوج اور جنگ کے لیے روپیہ کی ضرورت پیش آئی۔ اُس نے حکم دیا کہ گرجے کا سرمایہ اور دولت مند پادریون اور اسقفون کی دولت اِس دینی جہاد کے لیے لی جائے۔ اس پر پادریون اور مقتداؤن نے مخالفت شروع کر دی۔ یہان تک کہ وہ ناکام مر گیا۔ اُس کے بعد پادریون نے اُس کے بارے مین یہ دینی منشور شایع کیا کہ "چارلس مارٹل کی قبر سے ایسی تعفن نکلی کہ اس کے دوزخی ہونے کا یقین ہے۔ اور ایک بڑے ولی اللہ اسقف نے خواب مین دیکھا ہے کہ وہ آتش جہنم مین جل رہا ہے اور ابد الآباد تک جلتا رہے گا۔"

ریحانہ مرتے دم تک یودیز کے پاس عزت سے رہی مینہ ارض شام کی اسلامی دنیا مین ایسی غائب ہوئی کہ پھر کبھی اُس کا نام نہ سُنا گیا۔ یودیز آخر تک اپنے ملک پر حاکم رہا۔ مسلمانون نے مدت تک فرانس کا رخ نہ کیا۔ اور کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ شہدائے طوروس کے گنج شہیدان پر جاکے چراغ جلائے۔ لہذا ہم اپنے ناول کو ختم کرتے وقت اُن پر فاتحہ پڑھے دیتے ہین۔

مہذب بک ایجنسی

تصانیف مولٰنا شبلی نعمانی مرحوم

الفاروق	۶/
سیرۃ النعمان	عہ/
الغزالی	۶/
اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر	۸/
رسائل شبلی	عہ/
مقالات شبلی	۱۲/
سوانح عمری مولانا روم	عہ/ ۵
المامون	عہ/ ۲
سفرنامہ شام و روم	عہ/ ۵
صبح امید	۲/

تصانیف مولٰنا نذیر احمد صاحب

توبۃ النصوح	۷/
ابن الوقت	۱۲/
اجتہاد	عہ
بنات النعش	۵/
چند پند	۲/

تصانیف مولٰنا شرر صاحب

ماہ ملک	۶/
یوسف نجمہ کامل	عہ/ ۸
مخدرات	عہ/
فلورا فلورنڈا معمولی	۱۰/
ملک العزیز ورجنا	۵/
حسن انجلینا	۵/
منصور موہنا	۵/
درگیش نندنی	۵/
فردوس بریں معمولی	۴/
شہید وفا	۴/
دلکش کامل	۵/
دلچسپ کامل	۳/
میوۂ تلخ	۲/
زمانہ اور اسلام	۴/
ڈاکو کی دلہن	۲/
شب غم	۱/

تصانیف حکیم محمد علی خان صاحب

عبرت ہر سہ حصہ	۳/
حسن سرور "	۳/
اختر و حسینہ	۶/ ۸
گورا	۶/ ۴
دیول دیوی	عہ/ ۹
جعفر و عباسہ	عہ/ ۹
نیل کا سانپ	عہ/ ۹
تقدیر	۲/
اہرام مصری	۲/

تصانیف مولوی سجاد حسین صاحب

احمق الذین	۴/
طرح دار لونڈی	۵/
میٹھی چھری	۴/
پیاری دنیا	۴/
حاجی بغلول	۵/
دھوکا یا طلسمی فانوس	۶/

تصانیف رتن ناتھ سرشار

فسانہ آزاد کامل ۴ جلد	عہ/
خدائی فوجدار	۶/
سیر کوہسار کامل ۲ جلد	عہ/
جام سرشار با تصویر	عہ/ ۴
کامنی	عہ/ ۴
کڑم دھم	۵/
بی کہان	۴/
بچھڑی ہوئی دولہن	۴/
ہشو	۲/

تصانیف عاشق حسین صاحب

تارا کامل	۶/ ۸
نشیب فراز	۸/
افشائے راز	۸/
سلطان نازک ادا	۶/
مشتاق و زہرہ	۶/
مظفر و راما بائی	۶/

کلیات و دیوان

کلیات ظفر کامل	۶/ ۴
کلیات صفدر	عہ/
دیوان امیر مراۃ الغیب	۱۱/
دیوان خواجہ وزیر	۱۲/
کلیات سودا	عہ/ ۴
کلیات نظیر اکبر آبادی	۶/
دیوان داغ	عہ/
دیوان رند	۷/
کلیات میر تقی میر	عہ/ ۴
کلیات ناسخ	۱۰/
آفتاب داغ	۱۲/
دیوان میر حسن	۸/
کلیات آتش	۸/
کلیات انشاء اللہ خان	عہ/
گلزار داغ	عہ/
دیوان غالب	۴/

ان مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ اور بھی ہر قسم کی کتابیں روانہ ہو سکتی ہیں۔

تصانیف مولانا عبدالحلیم صاحب شرر

تاریخ

(۱) جنید بغدادی - حضرت جنید کے حالات عہ

(۲) ابو بکر شبلی - حضرت شبلی کے حالات - عہ

(۳) تاریخ سندھ - عرب کے فتوحات سندھ کی محققانہ تاریخ جلد اول عہ جلد دوم عہ

(۴) عصر قدیم - اقوام سلف کی نہایت واضح تاریخ (لائبریری ایڈیشن نمبر ۴) عہ

(۵) حروب صلیبیہ انگریزی سے ترجمہ اور عربی سے منتخب ۶؍

(۶) حسن بن صباح - طائفۂ اسماعیلیہ کا بانی اور مبنی کے نوجون کی اصلیت (لائبریری ایڈیشن نمبر ۳) ۶؍

(۷) سکینہ بنت حسین جناب سکینہ کے حالات زندگی ۶؍

(۸) خواجہ معین الدین چشتی - ۶؍

(۹) ملکۂ نوبیہ - سلف کی ایک عربی شزادی کا ۳؍

(۱۰) آغا مانی صاحب رئیس مرحوم کے حالات عہ

ناول

(۱۱) فلورا فلورنڈا - اندلس مین سلطنت عرب یعنی (لائبریری ایڈیشن نمبر ۶) عہ

(۱۲) فلپانا - عہد صحابہ کا ایک سچا واقعہ یعنی (لائبریری ایڈیشن نمبر ۷) عہ

(۱۳) رومتہ الکبریٰ - روم پر گاتھ لوگون کا حملہ عہ

(۱۴) زوال بغداد دولت عباسیہ کا استیصال عہ

(۱۵) ماہ ملک - غوریون کا عروج ۶؍

(۱۶) یوسف نجمہ کا ل جگ بیتی نہین آپ بیتی عہ

(۱۷) فتح اندلس - اسپین پر عربون کا حملہ ۶؍

(۱۸) غیب دان دولھن حیرت انگیز غیب دانی عہ

(۱۹) فردوس برین جیتے جی جنت کی سیر عہ

(۲۰) حسن کا ڈاکو - حرام پور کے نواب کی سرگزشت حصہ اول ۱۲؍ حصہ دوم ...... ۱۲؍

(۲۱) اسرار دربار حرام پور - حرام پور کے نواب کے اور حالات نمبر (۱) ۵؍ نمبر (۲) ۵؍

متفرق

(۲۲) الحکم الرفاعیۃ معرفت مین سید احمد رفاعی کے ایک پر مغز رسالہ کا ترجمہ ۳؍

(۲۳) سرسید کی دینی برکتین ۲؍

دلگداز کی جلدین

(۲۴) جلد ۱۹۰۰ء عہ

(۲۵) جلد ۱۹۰۱ء عہ

(۲۶) جلد ۱۹۰۵ء عہ

(۲۷) جلد ۱۹۰۶ء عہ

(۲۸) جلد ۱۹۰۷ء عہ

(۲۹) جلد ۱۹۱۰ء عہ

(۳۰) جلد ۱۹۱۱ء عہ

(۳۱) جلد ۱۹۱۲ء عہ

(۳۲) جلد ۱۹۱۳ء عہ

(۳۳) جلد ۱۹۱۴ء عہ

(۳۴) جلد ۱۹۱۵ء عہ

متفرق مطبوعات دلگداز پریس

معاشرت - انگریزی کی گلستان - سرجان لبک کی مشہور کتاب "یوز آف لائف" کا ترجمہ - ۶؍

بیوفا - مشہور مصنف مولوی سید برکات احمد صاحب کا ایک اخلاقی ناول - ۱۲؍

پاداش عمل - ایک نہایت ہی دلچسپ ناول موسومہ "گنتھ" کا ترجمہ جسے مولوی محمد صدیق حسن صاحب نے نہایت ہی خوبی و فصاحت سے ترجمہ کیا اور ۱۹۱۵ء کے دل افروز مین شائع ہوا - عہ

جمیلہ - مصنفہ مولانا صاحب موصوف - ۱۲؍

المشتہر - حکیم محمد سراج الحق منیجر دلگداز کٹرہ بزن بیگ خان لکھنؤ